ما کتبت فی کتاب الا نور

انہ من تنبیہات الکلام

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مثنوی مقدس

الکلام

کا پہلا صحیفہ

کتابِ مبین

من تصنیف شریف عالیجناب ہدایت مآب مقبول حضرت الامر مرشدنا و مقتدانا مولانا محمد نظیر شاہ صاحب
قادری چشتی نظامی رزاقی سلمہ اللہ تعالیٰ و زادت برکاتہ خلف الصدق و جانشین عالیجناب ہدایت مآب مولانا شاہ [illegible] صاحب
قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ حضرت قطب الاقطاب عالیجناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ
حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی مولانا حضرت حافظ شاہ سید غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین [illegible]

یا ہو

نحمدہ [illegible] الحکیم و نصلی علی رسولہ الکریم

المنۃ للہ کہ فیضانِ قدرت کبھی محدود نہیں اور بابِ کمالات بھی مسدود نہیں۔ ہماری نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم افضل الکرام ہیں
ویسی ہی انکی امت کے لوگ بھی خیر الامم ہیں۔ جیسا بنی اسرائیل میں شریعتِ موسوی قایم رہی اور انبیا مرسل برابر ہوتے
رہے ویسی ہی اس امتِ مرحومہ میں بھی اوسی پایہ کے لوگ برابر ہوتے چلے آئے اور انشاء اللہ تعالی ہمیشہ ہوتے رہینگے۔
گو سلسلہ وحی بذریعہ روح الامین جنابِ ختم المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام پر ختم ہوگیا مگر دلِ اوسکا [illegible] قائم و دایم جب تک باقی ہے اور باعتبار زمرہ انبیا علما
شعبہ گو محدود ہو گئے مگر باعتبار عالم حقیقت آجتک ہی جاری ہے۔ بلا واسطہ الہامی کلام ابد الآباد باقی رہیگا۔ اور مخلصین کے لیے فیضانِ الٰہی ہمیشہ جاری رہیگا
اسکا مصداق یہ بے نظیر اور نورانی کلام ہے جسکا نام مثنوی مقدس الکلام ہے جسکو مصنف عالیجناب نے انشاء اللہ تعالی [illegible] نظم فرمانیکا
قصد کیا ہے۔ یہ پہلا صحیفہ جسکا نام کتابِ مُبین ہے فی الحال بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے شایع کیا جاتا ہے۔ گو اس سے پہلے بھی یہ کتاب
دو مرتبہ ہندوستان میں چھپکر شایع ہو چکی ہے مگر بوجہ شدت علالت [illegible] جناب مولانا کے [illegible] کتابت میں [illegible] غلطی الفاظ اور [illegible]
عبارت پائی گئی ہیں۔
لہذا ابکی مرتبہ خاص اوس مسودہ سے جو مصنف عالیجناب کے مطالعہ میں تھا نقل کرکے مثنوی شریف چھاپی گئی اور بعد طبع نظر ثانی کیلیے بھی پیش کیگئی
اور وہ الفاظ بھی جو بہ مصلحت سنگ کی درستی سے باقی رہ گئے تھے درست کردیے گئے۔ اور آخر کتاب میں وہ غلط نامہ لگا دیا گیا ہے امید کہ ناظرین بآئینہ
ملاحظہ مثنوی شریف حظ وافی اوٹھائیں [illegible] مصنف عالیجناب [illegible]
مصنف اور ناظرین کو ہمیشہ مراد المستفید [illegible]
اسکے دوسرے صحیفہ کا نام جواہر بے نظیر ہے جو آجتک [illegible]
خداداد اور زبان اور وہی شیرین زبانی ہے سامنہ قدرتی [illegible]
حقیقت خود مصنف عالیجناب کو اس صحیفہ کا مقدمہ لکھنا پڑا جو انشاء اللہ تعالی عنقریب چھپکر شایع ہوگا۔ اوسکے دیکھنے سے واقفی
ہو کہ جسکی مثنوی شریف کا یہ مقدمہ ہے انشاء اللہ تعالی وہ کیا چیز ہوگی فقط

خادم الفقرا فضل حسین غفرلہ

الله لا اله ...

صحیفه املی از مثنوی منظر یعنی الکلام

ج الکاملین امام الطریقه جناب مو...

قادری ... سرّه دامت برکاته



باهتمام جناب نواب عماد الملک بهادر مولوی سید حسین بلگرامی و جناب نواب حافظ
سید احمد رضا خان صاحب سکندر نواز جنگ بهادر و جناب نواب سید محمد ابو الحسن صاحب
اول لنظامقدار صرف خاص

در مطبع صادکن باهتمام مولوی ... حسین طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش کرو مین خداوند کی
گرہ کھولتا ہے جو ہر بند کی

وہ میرا خدا ہی خدائے جہان
دفاکیش و نصرت وہ پاسبا

ستایش ہے زیبا اوسی پاک کو
محمدؐ کیا جس نے اس خاک کو

بھلا سمجھے کیا اونکا رتبا کوئی
ہوا کوئی ایسا نہ ہوگا کوئی

ستایش ہے شایان اُسی ذات کو
بناوے جو کعبہ خرابا سے گر

اگر دے وہ مجرم کو خلد برین
کوئی روکنے والا ہرگز نہین

ستایش ہے زیبا اوسی فرد کو
کرے عین درمان جو ہر درد کو

نہ ہو اوس سے مایوس مشتِ خاک
کہ ہر شے پہ قادر ہی وہ ذات پاک

ازل سے ابد تک اُسی کا ہے راج
اُسی کی عنایت ہی شاہون کا تاج

بہت سخت ہے اور قائم ہے وہ
ہمارے لئے پر ملائم ہے وہ

وہ زندہ ہے مالک صداقت پسند
کیا اُسنے سچون کا رتبہ بلند

جو بندہ گرا وہ اٹھتا رہا
جو سرکش تھے اونکو گراتا رہا

مین اپنے خدا کی ستایش کرون
اُسی کا مین ذکر نوازش کرون

وہ شوکت ہی میری سی شان ہے
مری آن ہے وہ مری جان ہے

مین فریاد کرتا ہون سنتا ہے وہ | کہ بچون کو جو کوئی چھینتا ہے وہ
وہ معبودِ برحق ہے قدّوس ہے | بہت اپنے بندون سے مانوس ہے
خداوندِ عالم خدائے غیور | ہے مغرور سے اسکی رحمت نفور
کسی کا وہان جھوٹ چلتا نہین | بناوٹ سے مطلب نکلتا نہین
اگر مین ہون غافل وہ رحمان ہے | محافظ مرا نگہبان ہے
مین جو کون تو وہ خود نظر ہے مری | وہ میرا خدا ہے سپر ہے مری
وہ خاصون کو دیتا ہے لینے ادب | نہین ہم پہ کوئی بلا بے سبب
ستایش کرو نین اسی پاک کی | جو بیٹھا ہے کرسی پہ افلاک کی
کہانتک بڑہینگے مخالف مرے | خدا صدق دل سے ہو واقف مرے
جو بڑہتے ہین بیجا گہٹاتا ہے وہ | جو بنتے ہین انکو مٹاتا ہے وہ
ستایش کرین ہم خدا کی بہت | کہ حاجت نہین ہے دعا کی بہت
ہمارا خدا قادرِ بے نیاز | اسی کو زیبا گھمنڈ اور ناز
جزا دیگا نیکی دے جو اعمال کی | خبر لے عنایت سے بدحال کی
مرا اسکا ہے وہ میری پناہ | مری تیغ ہے وہ - وہ میری سپاہ
وہ بازو ہے میرا مرا زور ہے | وہ میرا رخبر ہے مرا شور ہے
وہ حاکم ہے میرا وہ میرا گواہ | وہ مولا ہے میرا وہ میرا آلہ
عنایت سے جب کام لیتا ہے وہ | ہمین حسنِ ادراک دیتا ہے وہ
وہ دل ہے مرا مدعا ہے مرا | وہ میرا خدا ہان خدا ہے مرا
وہ میری دعا ہے وہی ہر کلام | اسی پر توکل ہے میرا مدام
وفورِ گنہ سے گرانبار ہون | مین اپنے خدا کا گنہگار ہون
بدی کی مری انتہا ہی نہین | کوئی کام اچھا کیا ہی نہین
خدا کے سوا اور واسع ہے کون | اگر بخشدے وہ تو مانع ہے کون
وہ راضی رہے ہم ہم مطمئن | ہمارا وہ حامی رہے رات دن

یہ روشن کرے نام کرگا کو — کہ دون جان تازہ مین اسلام کو

نہ ذکر و غم حسرم ماضی رہے — نظام دکن سے بھی راضی رہے

سوسف خیر ہمکو ہدایت کرے — جو مانگین ہین وہ عنایت کرے آمین

جشن سالگرہ امیر اسلام بندگان عالی حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کہان ہے تو اے ساقیِ راحِ روح — بنا ساغرِ دل کو عین الفتوح

چھلکتا ہوا دے وہ جام شراب — کہ پیدا ہو پیری مین جوش شباب

ہون گو تازہ وارد نہین کوئی غیر — ادہر بھی کوئی جام مستونکی خیر

چھکاتا نہین یہان تو پیہم کہ ہے — سمجھتا نہین کیا تو محرم مجھے

کوئی بات مستی سے خالی نہین — طبیعت مگر لاابالی نہین

ازل سے ہی گو بادہ نوشی شعار — مین بدمست ہوتا نہین زینہار

کبھی غم سے کم مین چڑہاتا نہین — مگر نشہ مین بڑبڑاتا نہین

مری ظرف کے تا خبر دے تجھے — ترا حوصلہ دیکھنا ہے مجھے

پلا جام اخلاص بی اشتباہ — زمانہ پہ میری نظر تو نگاہ

ہین گو سب سے بدتر ہون خوب ہون — دعا گوئی اقبال محبوب ہون

شب و روز دُھن ہے اسی کام کی — کہ اسمین حمیت ہے اسلام کی

غلط ہے شعرا لکھون مدح شاہ — کہ ہے فطرت اللہ جسپر گواہ

نہ رک اتنا ای ساقی ارجمند — طبیعت ہے ممدوح کے حق پسند

یہ شاہِ دکن بدرِ ہندوستان — شب و روز اسلام کا پاسبان

حرم مین مدینے مین بغداد مین — دعا گو ہین سب آپکی یاد مین

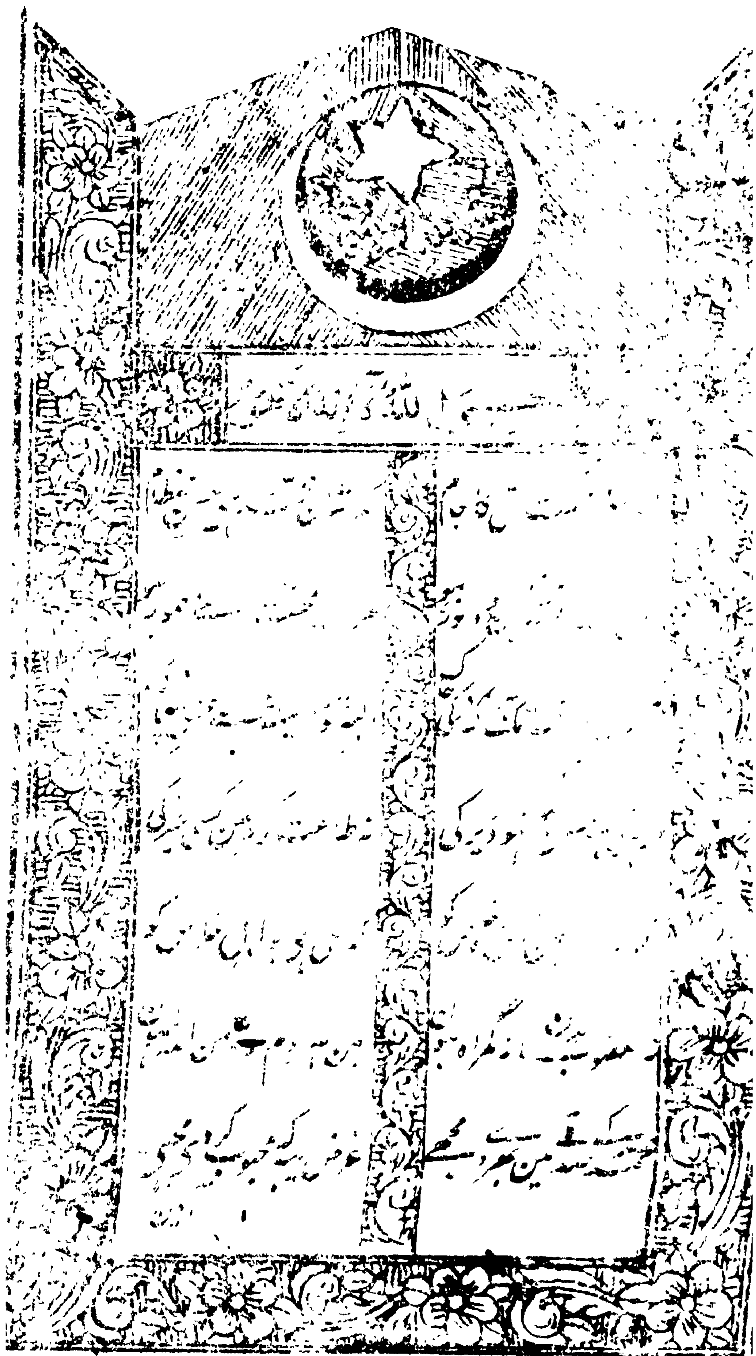
نہین ہند [illegible] مین ارباب دین — وہ اس خوان نعمت کی ہین ریزہ چین

مشائخ فقیر اہل علم و ہنر — ہزار [illegible] اسی در سے ہین بہرہ ور

سلاطین گو اس سے عاری نہین — پہ ایسی کہین خیر جاری نہین

شجاعت مین ہے شیر افگن شیر دل
خداوند عالم کا ہے حق شناس
خودی یا لحاظ من و تو نہین
بزرگان دین سے اسے ہے ساز و باز
کریم و جوانمرد و روشن خیال
نظر ہے بسیط اسکی ہر راز مین
لکہی کیا کوئی آپکا وصف تام
یہ جشن مبارک یہ بزم سرور
یہ محفل یہ عشرت کا سب کاروبار
برس تیسوان ۳۰ ہی جو شامل ہوا
زیادہ یونہین عمر محبوب ہو
گئے اسطرح قادر ذوالجلال
لکہون کچہ مین فرصت نہین اسقدر
الٰہی یہ محبوب عالی مقام
عطا کر دنیا و دین میر و وزیر
ہر اک چشم بد سے بچانا اسے
میسر اسکے دل سے بھی خواہان ہو
الٰہی اسے حسن تمیز سے
ہر اک عزم مین بخت ہو کامیاب
مدام اسپہ انعام باری رہے
ملے صدق بوبکر و شان عمر
ملے حلم عثمان و زور علی
غرض ہر عمل اسکا مرغوب ہو

سخاوت مین حاتم صفت بے بدل
شب و روز سرگرم حمد و سپاس
کسیکا مگر اسپہ منت نہین
ادب اسکی طینت مین لبریز ہے
جمیل و خردمند و صاحب جلال
غرض فرد ہے اپنے انداز مین
کہ محبوب خالق نے بخشا ہی نام
برستا ہے اسلام کا جسپہ نور
ہی اونتیسوان ۲۹ سال کا یادگار
یہ مطلب کہ یہ ماہ کامل ہوا
کہ ہر سال اسروز محبوب ہو
برس تین سو ساٹھ ۳۶۰ کا ایک سال
دعا پر کرون ختم نغمہ کو مختصر
رہے پیرو شرع خیر الانام
نہو دام اہل غرض مین اسیر
سکہہ انکہہ مین دی زمانا اسے
رفیق اسکے سارے حق آگاہ ہون
جو محبوب ہو کے وہ خیر ہو
رہین اسکے فتح و ظفر ہمرکاب
خلایق مین فیض اسکا جاری رہے
ملے عیش جاوید و عمر خضر
ملے گنج اقبال و شوکت بہی
مرا شاہ عالم کا محبوب ہو



پلا ساقیا بادۂ بے خوف و بیم
اسی مے کو تو رشک عنبر بنا
بڑھا ظرف کر دے مجھے [illegible]
شفق میں سر بام [illegible]
بسیر دن [illegible]
سنہری ہوئیں چوٹیں کی [illegible]
اٹھے ہیں وہ توشوں پہ [illegible]
افق کی طرف غیرت [illegible]
چڑے ہے [illegible]
مبارک ہو اے عالمیان ہلال
یہ شتاکر ہوئے شاد پیر و جوان
مہ نو ہوا جلوہ گر دہر میں
سلامی کی آواز آنے لگی
سب اطراف کی ہر طرف دھوم دھام

جو ہو تند مثل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] دب گئے تھے [illegible]
شہانے کی وہ دھن کیا رجھانے لگی
اذانوں کی جا ادھر بجتی تمام

مہ نو کی خاطر سے [illegible] رنگ — بچھنے رہا سرخ اطلس پلنگ

دکانوں پہ وہ لیمپ جلنے لگے — ستارے بھی ہو وا کے نکلنے لگے

مہ نو کا کشتی پہ ہو کر سوار — اترنے لگی شام قلزم کے پار

فریضہ سے فارغ ہوئے یکبار — اٹھانے لگا چرخ بھی جانماز

مصلے سے [illegible] گر کے چلے خاص و عام — مہ نو نے جھک کر کیا وہ سلام

اور [illegible] پہ [illegible] کنار — وہ کھانے لگے فارغ ہوئے روزہ دار

[illegible] حیثیت اہل دول — سجانے لگے اپنے اپنے محل

[illegible] حسب نشان — بنا کعبہ جنت رشک جہان

[illegible] یہ پکار — رہو اپنے سامان سے ہوشیار

[illegible] — حضور شہنشاہ مہر منیر

[illegible] — وہاں میں فطرت کا ہی بندوبست

[illegible] — کریگا سویرے سے دربار عام

[illegible] — خوشیکا پڑا شہر میں غلغلا

[illegible] نام — کہ جسکو دیا محبت نام

[illegible] — نہیں جانتا کوئی نام ریا

مقام طرب قلعہ و شہر بھی ۔ وہاں کا ہی دار الخلافت وہی

عجب ہے زمین رشکِ باغِ ارم ۔ کہ کھاتی ہے جنت اُسی کی قسم

اُسی ملک ہے خوبی کا یکتا امیر ۔ کہ ہے نشتر بازی میں وہ بے نظیر

وہ محبوبِ اہلِ جمال و جلال ۔ وہ مطلوب اہلِ کمال و جمال

وہ سرکردہ اہلِ صدق و یقین ۔ وہ سرمایۂ فخر اصحاب سب فطین

وہ ممدوحِ اربابِ فضل و کمال ۔ ہر اک علم و فن میں عدیم المثال

تعشق کی مشق اُسکو صبح و شام ۔ شب و روز عیش و صحبت کا کام

جہاں مل گیا کوئی عاشق مزاج ۔ تو سمجھا اُسے فرقِ صحبت کا تاج

اُسی کی تواضع اُسی سے کلام ۔ اُسی کی ملاقات و خدمت مدام

وہ اقبال و دولت کا روشن چراغ ۔ رہے عمر بھر رنج و غم سے فراغ

وہ عالی گہر مالکِ تخت و تاج ۔ یہاں سیر کرنے کو آیا اتفاق

وہ دامن کوہ باب الفتح کے قریب ۔ فروکش ہے وہ خسروِ خوش نصیب

اُسے راہ رفتہ میں اہلِ صلاح ۔ کہ عید آگئی ہے اسی میں فلاح

یہاں سے روانہ ہوں جلدی بھر ۔ سحر ہوتے ہی تا پہنچیں جا میں گھر

یہ سنکر ہوا حرف زن بے نظیر ۔ کہ دیکھیں گے ہم بزمِ مہ منیر

خدا جانے کیا اسمین اسرار ہے | کہ پھلے وہ گلنے سی دربار ہے

حضوری

بجا ہے کہ صدقت فی کل حین | الم - انت نور مبین

... کہ بیشک ہی تو ای وجیہ | کتاب قدیم ولاریب فیہ

نہین ستی عشق بارے حسین | حملت ظلوما وانی امین

اب ہوگی ہو شب انتظار | تجلی رحمت ہوئی آشکار

نجوم فلک ... جھلملانے لگے | چراغ سحر ٹمٹمانے لگے

قریب آگئی صبح روشن نفس | اٹھے خوابگاہون سے اہل ہوس

وہ ٹھنڈی ہوا اور تارونکی چھاؤن | نزول صفا کا وہ پیارا سمان

وہ شہنا مین سوہنی کی دھن دلفریب | شہانی سے وہ شادیانیکے زیب

کہ ایسے کس کی دل نہ ہرتا ان پر | کہ لے کر رہی ہی اثر جان پر

شریلی صدا ہوش کھونے لگی | ستارون کو وحشت سی ہونے لگی

بھری آہوئے شب نے بھی چوکڑی | ہرن ہوگیا نشۂ خواب بھی

عیان ہوگیا فرق بحر و سراب | روانی دکھانے لگی موج آب

وہ بوٹون مین کلیان چٹکنی لگین | وہ شاخون پہ چڑیان چہکنے لگین

وہ شبنم نے چھڑکا چمن پر گلاب — پڑی جانے دیتا کوئی سرگرم خواب

نسیمِ سحر گل کھلانے لگی — فضائے چمن رنگ لانے لگی

حسین ہاتھ منھ اپنے دہونے لگے — صفائی کے سامان ہونے لگے

چلے بہرِ اشنان کو سوئے گنگ — وہ پہنچے کلیسا مین اہلِ فرنگ

وہ پوپھٹنے کے والصبح پڑہنے لگی — تمنا دم بدم اور بڑہنے لگی

پڑی تھی جو پژمردہ طفلِ نبات — ہوا شیرِ صبح اونکو آبِ حیات

ضیا آسمان سے اترنے لگی — نفس دور تک کام کرنے لگی

اُٹھا ہر طرف شورِ مرغِ سحر — پڑی تب نقابِ رخِ صبح پر

وہ اللہ اکبر کی آئی صدا — نہا دہو کے مسجد چلے پارسا

وہ سب اولِ وقت پڑہکر نماز — ہوئے محوِ ترتیل با سوز و ساز

وہ مینا پہاڑی وہ کاگا توا — ہوئے آگے شاخون پہ نغمہ سرا

عنادل گلستان مین گانے لگے — طیورِ سحر دل لبھانے لگے

ہوئی آسمان پر وہ سرخی نمود — بنا کانِ شنجرف چرخِ کبود

شعاعین دکھانے لگین وہ جھلک — ہوئی زعفرانی بساطِ فلک

شفق مین بسنتی کرن ضوفشان — گلے مل رہی ہے بہار و خزان

وہ زردی ذری اور گہری ہوئی | پہاڑوں کی چوٹی سنہری ہوئی
مطلا ہوا گنبدِ ہر شجر | برسنے لگا ہر طرف آبِ زر
چمکنے لگی چشمِ برنا و پیر | وہ چمکا سرِ تختِ مہرِ منیر
سوے بزمِ شاہنشہِ دادگر | روانہ ہوئے لوگ با کرّ و فر
ادا کر کے رسمِ کورنش و مجرا | ثنا کر کے اور شاہِ دیں پرور
ہوا حرف زن شاہ مسند نشیں | کہ اے صدرِ دیوانِ دار القضا
سنا رات کو وہ ماجرا عجیب | کہ تا آزمائیں یہ اپنا نصیب
اٹھا حکم پاتے ہی وہ نیک نام | منادی ہوا سو بسر خاص و عام
الا ایہا القوم یہ شاہِ دیں | بہت ذہن رہتا ہے غفلت گزیں
ہوا ہے خدا جانے کیا تجربا | سمجھتا ہے کل دہر کو بیوقوف
جو عاشق ہوں حسن و کمالات کے | وہ بندے ہیں تنہا کسی بات کے
کسی کو بھی دیکھا نہ جب بے ریا | تو اپنا جمال آپ دیکھا کیا
مگر خود نمائی نے یہ عرض کیا | ضروری ہے صورت کو آئینہ بھی
جو آئینہ ہو خوبصورت بنے | تماشا گہِ حسن و صنعت بنے
مگر بے ریا ہو وہ مردِ غیور | صفا چاہئے آئینے کو ضرور

طبیعت میں محبوبیت کی جو خو ۔ کہ تا شکل آئے نظر ہو بہو
اُسے کھینچیں گو لاکھ اہل نیاز ۔ مگر وہ نہ چھوڑے رہ و رسم ناز
غرض ہو نہ اوسکو بد و نیک سے ۔ ملے وہ دونوں عالم میں وہ ایک سے
اسی واسطے کر کے اتنا سفر ۔ [illegible] میں جلوہ گر
نہ رہجائے تا عذر کچھ درمیان ۔ نکالی سبب [illegible]
وہ رکھا ہے جو [illegible] ۔ [illegible]
یہ سب ہے حکم خدا [illegible] ۔ [illegible]
تحمل جسے ہو گا اس [illegible] ۔ [illegible]
غرض باری باری ہر اک پہلوان ۔ اٹھے [illegible]
تھکے زور کر کے وہ سب ناتوان ۔ نہ [illegible] سے مگر [illegible]
جو ان پہلوانوں کا دیکھا یہ حال ۔ ہوا شاہ دین کو نہایت ملال
بلا کر یہ اقبال سے مہر کہا ۔ ابھی جا کے دفتر میں تو دیکھ آ
کہ علم ازل سے یہ کس کے لئے ۔ کسے حق نے یہ جوہر اس دن دیے
یہ کی عرض اس نے کہ عالم میں آپ ۔ وہ عالم میں محکوم حاکم ہیں آپ
جو اوس وقت چاہا کیا بے ریا ۔ جواب چاہیے کیجیے برملا

ہے جملہ بد و نیک پر اختیار ۔ کہ ہین آپ شانِ خداوندگار

بفرمودہ شاہِ عالی مقام ۔ ابھی دیکھکر آرہا ہے غلام

دیارِ محبت مین ہے اک جوان ۔ ضیا بخشِ چشم و دل مقبلان

سراسر وفا عاشق بینظیر ۔ ازل سے محبت کا تیری اسیر

مقامِ طرب کا ہے وہ بادشاہ ۔ اُٹھائیگا اسکو وہی رشک ماہ

سُنا ہے کہ وہ خسرو خوشنما [illegible] ۔ [illegible] آیا ہے گل

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ ہوا گرم رو مثلِ برقِ نظر

پہنچ کر برنگ صبائے چمن ۔ کہا خوش ہوا سے بینظیر زمن

تری دید کا دہر مشتاق ہے ۔ جو ہر بات مین فخرِ آفاق ہے

بہت تیری قسمت جو ای بینظیر ۔ تو ہو آستان بوس مہرِ منیر

مگر اُٹھا وہ بہارِ شباب ۔ یہ چاہا کہ ساتھی بھی ہون ہمرکاب

مگر اہلِ دنیا دغا باز ہین ۔ ہر اک کام مین حیلہ پرداز ہین

کہا متفق ہو کے سب نے حضور ۔ مقامِ طرب کو ہے جانا ضرور

دیا حکم شہ نے کہ جب وا ابھی ۔ مرے سامنے اب نہ آؤ ابھی

مگر اس مین ہین چند ہمراز خاص | [illegible] رفت وہ خلت خاص
انھین کی طرف کرکے آخر خطاب | ہوا حرف زن یون بچشم پُر آب

بیکسی

اری بیکسی تو کہان جائیگی | مجھے چھوڑ کر سخت پچتائیگی
تری ہمرہی مجھکو مرغوب ہے | کہ تو باعث وصل محبوب ہے
نثار غم و حسرت یار ہون | انھین باتون کا مین خریدار ہون
[illegible] | تو چھوڑے [illegible] نہ ہوونگا
نہ چھوڑی کبھی دم [illegible] | [illegible]
[illegible] آئے اچھی تو [illegible] | [illegible] تجھ سے [illegible]
نہ دل سے بھلانا مری چاہ کو | اری منہ دکھانا ہے اللہ کو
حضوری مین اوسکی جو دم لونگا مین | تجھی کو وہان نذر بس دونگا مین
مری آبرو تو مری جان ہے | مرا فخر ہے تو مری شان ہے
نہ آتا تھا جو وہ سکھایا مجھے | سبق عاجزی کا پڑھایا مجھے
دلائی سوئے صبر رغبت مجھے | کیا ناز بردار حسرت مجھے
نہ سرکی کوئی لحظہ تو پاس سے | ملایا گلے غربت و یاس سے

رہی آج تک مجھ پہ تو مہربان
مجھے چھوڑ کر جائیگی اب کہاں

مرا ساتھ دے جو وہی چاہتے
ملادون ابھی تجھکو اللہ سے

درد دل

یہ دیکھی کبھی دیکھ اور درد دل
ذرا اور پہلو سے ہو متصل

کبھی اس طرف تھا کبھی اس طرف
بتا تو یہ اوٹھکر چلا کس طرف

مرے دل پہ جو نقش ہمت تری
بڑی خدمتین کین ہین تو نے مری

کروں کیا تجھے پیش سرکار مین
مرے ساتھ چل تو بھی دربار مین

سوز نقصان

ذرا اور سوز نہان دل جلا
یہ کیا درد مہری ہی کہہ تو بھلا

نکالی یہ تو نے کہان کی طرح
تجھے دل مین رکھا ہی جان کی طرح

نہ چھوڑون گا تجھکو کسی طور آج
دل زار کو تو جلا اور آج

مصیبت

مصیبت ذری دیر تو صبر کر
رہی مدتون تو مری ہمسفر

جو منزل پہ آیا تو جاتی ہے تو
ذری دیر کو دم چراتی ہے تو

کہ مہمان ہے تیرا مرے ہاتھ آج
ذری چل کہین تک مرے ساتھ آج

بناؤنگا تجھکو مین اپنا لباس
ہے جاناں مجھے ایک سلطان کے پاس

غم ہجر

یہ سب در کنار ای غم ہجر آ
کہ تو ان مصائب کا ہے پیشوا

تو مجھکو گرامی تر از جان رہا
کہ تیرے ہی دم سے یہ سامان رہا

سامان

ہر اک دل سے نالہ علمدار آہ
فغان کوس [illegible]

سپاس

دل و جان ہے اوسکے ہزارون نثار
کہ جسنے کرم [illegible]

دیا اور جو دے سب احسان ہے
کہ مین اوسکا [illegible]

وہ ہی کون غم جس مین لذت نہین
مین خوش ہون [illegible] نہین

کہ الحمد اسی ساز سامان سے
کسی در پہ جاتا ہون مین [illegible]

نظر آئی اک بزم آراستہ
ہر رنگ [illegible] سامان نو خاستہ

ادب اوسکا دربان محافظ جلال
اوٹھے جس سے کترا کے مرغ خیال

وہان فطرۃ اللہ صدر کبیر
تکبر کرم عدل و [illegible] وزیر

وہان کمترین چاکر اقبال و جاہ
ہر اک امر کا منتظم عزم شاہ

بصد عز و تمکین سہر تخت ناز — وہ بیٹھا ہے شاہنشہ بے نیاز

پس از حمد و تسبیح و تقدیس و شکر — ہوا بادہ شوق سے غرق سکر

گرا خاک پر عجز سے منبطیر — اٹھا خود اٹھانے کو مہر منیر

بہ آہستگی حسن انداز سے — اٹھایا اوسے گود مین ناز سے

منگا کر ملاعطہ قدس اکبار — کہ سکتے سے فارغ ہو وہ گلعذار

سنگھایا بہت عقل کا لخلخا — نہ تدبیر کا کچھ اثر جب ہوا

لگایا گلے مہر نے پیار سے — غشی ہٹ گئی [illegible] لدار سے

کہا [illegible] — [illegible] جا عزیز

ہوا گرمی راو سے کیا یہ حال — ہوئی [illegible] بخود جو طبیعت بحال

وہ بولا کہ شاید [illegible] — [illegible] بتا دے کیون کیا ہی طلب

[illegible] مہر عالی وقار — کہ شاید نہین قابل اعتبار

قسم دیکے پوچھا وہ سر بستہ راز — تو کہنے لگا وہ سراپا نیاز

مجھے جب سے اس لاگ کا ہی خیال — مین دیکھا کیا خواب مین یہ جمال

اسی سے خیالی محبت رہی — زمانے کی صورت سے نفرت رہی

مگر دل سے کہتا تھا مین بار بار — تو اس شکل وہمی پہ کیون ہی نثار

تصور ہی یہ کوئی صورت نہین — نہ اتنا [illegible] کبھی کہین

پسند آگئی ہی جو شکل ایکبار — وہی رہتی ہی واہمہ سی دوچار

تھکین خوب سمجھلے عقل و تمیز — مگر عشق صادق ہی کچھ اور چیز

یہ در پردہ اپنا اثر کر گیا — مے شوق سے جام دل بھر گیا

زبان پر فغان تھی نہ فریاد تھی — مگر آرزو تھی کہ جلاد تھی

عجب وسکی قدرت عجب اسکی شان — کہ ہوون آج اسکی شکل کا میہان

نہ کیون ٹوٹ جاے دل ناصبور — کہ اک دم کا ہو یہ کمال ظہور

مقدر نے یہ دن دکھایا مجھے — کہ تم آپ نے خود بلایا مجھی

مین بیخود تھا لاے مجھی ہوش مین — جگہ دی مجھی اپنی آغوش مین

کرون کس زبان سی ادا آپکا سپاس — کہ بندے پہ یہ رحمت بیقیاس

مین ناچیز ہون ایک دنی بشر — مگر تکیہ حضرت کے افضال پر

بہرحال اے شاہ گردن فراز — جو کہیے کرون اب بصدق و نیاز

کہ جو کچھ کہینگے کرا دینگے آپ — مجھے اسکے قابل بنا لینگے آپ

کہا ہنسکے زر ایک بار گران — وہ رکھتا ہے جا کر اٹھا لا یہان

یہ سنکر اوٹھا چوم کر دست شاہ — ہوئی دست بوسی ظفر پر گواہ

پہنچا قریب اوسکے وہ کامران ۔ مخاطب ہوا سوئے رب جہان

کہا یا الٰہی قوی القدیر ۔ توان بخش ہر ناتوان و حقیر

خدایا تری ماہیت تو ہی کیا ۔ نہ جانا کسی نے بھی تیری سوا

کریم اور ہر وقت میرا رفیق ۔ تو مجھسے زیادہ ہی مجھپر شفیق

مین کیا مانگون دیتا ہی تو بن طلب ۔ نہ مانگون جو کچھہ تو ہے ترک ادب

تجھے مانگون تو یہ نہین منہہ مرا ۔ نہ طاقت کہ ہو کر رہون مین ترا

اذا دعا داعی فانت القریب ۔ و من جاء بالصدق انک مجیب

ہو کچھہ کام کیا مجھسے ناکام سے ۔ یہ امید ہی تیرے اکرام سے

مری تاب کیا جو اٹھاؤن یہ بار ۔ مگر تو ہے قادر خداوندگار

تو چاہے تو کل جزو ہو جزو کل ۔ اسے لیچلون ہاتھہ پر مثل گل

غرض مین نے اب خود کو سونپا تجھے ۔ تو جانے ترا کام کیا غم مجھے

محمدؐ سا اسکو دیا دستگیر ۔ و انک علی کل شیء قدیر

یہ کہکر اٹھایا وہ بار گران ۔ ہوا غل کہ احسنت ای نوجوان

سر دوش رکھکر اپنے منظر ۔ ہوا جا کے پابوس مہر منیر

ہنسے کھولکر شاہ گردون حشم ۔ یہ بولا کہ دیکھہ سین ہی کیا رقم

نوشتہ ہی اسمین جو اے نازنین | اسی عہد نامہ کا تو ہے امین

پڑھا اپنے کلے اوسکو بعد افتخار | لکھا تھا کہ اے عاشق بردبار

اٹھائے یہ بارِ گران جو کوئی | محبت نہ رکھے کسی غیر کی

کہا اُسنے اسمین نہین کچھ بھی طول | خوشی سے ہے یہ شرط مجھکو قبول

کیا پھر نے اے جوانِ حجری | تھی اس بار مین سر امانت ہی

ابد تک تجھے اے سراپا کمال | مبارک ہو یہ دولتِ لازوال

عیدگاہ

کہان ہے تو اے ساقی میفروش | وہ مے دے کہ ہم کو رہے کچھ بھی ہوش

مے وصلِ جانان سے دے بھر کے جام | کہ خالی ہو تا شیشۂ ننگ و نام

زمانے مین تا مے گساری رہے | ترے مست کا دور جاری رہے

چڑھا دن کرن چلبلانے لگی | کڑی دھوپ تیزی دکھانے لگی

لگی راست ہونے شعاعون کی صف | اقامت کی ٹھہری غرض ہر طرف

کمندِ شعاعی پکڑ کر شتاب | سرِ بام وہ چڑھ گیا آفتاب

چلے منبر اور ممبر | ہوا ساتھ اور گروہ کیش

بسان بھی شہر کے خاص و عام | فراہم ہوے عیدگہہ مین تمام

ہوئی راست صف وہ اقامت ہوئی ۔ دوگانے سے بھی جو فراغت ہوئی

دعا پڑھ چکے ساری پیر و جوان ۔ پکارا سر برج وہ خطبہ خوان

خطبہ

لَکَ الحَمدُ یا حَیُّ یا ذُوالجَلال ۔ ظَہِیرٌ لَنا اَنتَ فِی کُلِّ حَال

تو موجود ہر شے مین پھر کچھ نہین ۔ کسی جا نہین اور پھر سب کہین

صفت مین نہ پنہان نہ تو ذات مین ۔ مگر حاصلِ نطق ہر بات مین

بری شش جہت سے مگر ہر طرف ۔ ہے تیری ہی جویان نظر ہر طرف

تو ستار و غفار و فرد و حلیم ۔ تو معبود برحق غفور الرحیم

غریبون کا آفت مین فریاد رس ۔ دمِ یاس مظلوم کا دادرس

جسے چاہے تو اُسکو چاہین سبھی ۔ اگر تو بنا ہے بنا ہین سبھی

ترا شکر اے صانعِ باکمال ۔ کہ انسان کو بخشا یہ حسن و جمال

دیا ایک ہی تخم کو یہ ثمر ۔ زمین پر شجر ہو شجر مین ثمر

بھرے دونون عالم بد و نیک سے ۔ کہ پہچان ہو ایک کی ایک سے

یہ الوان و اضداد کا اختلاف ۔ دکھاتا ہے آئینہ قدرت کا صاف

شب و روز پھر ماہ و مہر کا ۔ تری عینِ حکمت کا ہی اقتضا

جداگانہ اشکال کی ہستین — تری صنعت کامل کی ہین صنعتین
نئی روح پھونکی ہر اک چیز مین — رہین تاکہ مخصوص تمییز مین
محبت سے روشن کیا جان کو — کیا اشرف الخلق انسان کو
بہائم کو پابند سیرت کیا — بشر کو دیا فطرتی حوصلا
ترقی کا ہمکو دیا اختیار — زہے مرحمت ای خداوندگار
ہر اک مصلحت مین ہی نفع عظیم — فلا ریب انت العزیز الحکیم
پھر اسپر بھی کین تو نی وہ رحمتین — جنھین دیکھتے ہوگئین ندتین
ہدایت کی خاطر سوی خاص و عام — روانہ کیے انبیائے کرام
ہر اک قوم کو ایک رہبر دیا — محمد سا ہمکو پیمبر دیا
وہ جلوہ نہ کیون پھیلے دربیین — خدا جانے تھا کون کس بھیس مین
وہ محمود و احمد رسول کریم — وہ عین محبت وہ عین النعیم
وہ شمع دو عالم وہ نور ہدیٰ — وہ مقصود کون و مکان مصطفےٰ
رہ راست انھون نے دکھائی ہین — برائی بھلائی بتائی ہین
ہوئی آب رحمت سی شاداب خلق — کہ تھی تشنہ کامی سے بیتاب خلق
بتایا جہان کو محمد کا نام — کیا آکے خود دہر کا انتظام

تمدن کی شکلیں دکھائیں ہیں | ترقی کی راہیں بتائیں ہیں
مٹا کر وہ اگلے رسومِ نفاق | دکھائی ہیں صورتِ اتفاق
وہ فخرِ عرب افتخارِ عجم | اولوالعزم و ذی جاہ و عالی ہمم
وہ ختم الرسل شاہِ اُمّی لقب | وہ سرمایۂ نازِ ملکِ عرب
وہ عالی نسب سید الانبیا | وہ تاجِ سیادت حبیبِ خدا
جلیس اس قدر وہ کہ رفرف سوار | جمیل ایسے محبوبِ پروردگار
وہ اُمت کے عاشق رفیقِ طریق | وہ ہر قوم و ملت کے مصلح شفیق
یتیموں کے غمخوار بیکس کے یار | مریضوں کے رانڈوں کے تیماردار
اسیر و مساکین کے سچے ظہیر | خدا کے وہ پیارے بشیر و نذیر
وہ فرمان دہِ ملک عز و جلال | عدیم النظیر و عدیم المثال
انھیں کے رفیق اور روحِ سکون | وہ قصرِ نبوت کے چاروں ستون
وہ پیارے کے پیارے وہ جانِ حضور | خلافت کی زینت امامت کے نور
دو عالم کے سلطان چاروں وزیر | وہ نفسِ نبیؐ اور ہر دم مشیر
گیا دور یہ بھی تو آئے امام | دل و جانِ زہرا علیہا السلام
نہ تھے کوئی ذاتِ نبیؐ سے جدا | وہ محبوبِ حق تھے یہ نورِ خدا

جوانانِ جنت کے سردار وہ
خدا کی خدائی کے مختار وہ

ہوئے اثنین فی الجملہ بارہ امام
رہا ایک کا دور بالالتزام

وہی نور ہوتا ہوا منتقل
ہوا شاہِ جیلان پھر متصل

نبی کے وہ پیارے خدا کے حبیب
وہ جس سے قریب اُس سے رحمت قریب

امامت کی گلشن کی تازہ نہال
پھلا پھولا رکھے انھیں ذوالجلال

وہ دَر بڑھ کے کعبہ سے توقیر میں
تو دِق اُنکی خاکِ در اکسیر میں

وہ خاک اہلِ باطن کی آنکھوں کا نور
کہ جسکے تصور سے نوری [illegible]

جمال اُنکی صورت پہ ہر دم نثار
جلال اُنکی سیرت کا خدمتگزار

علی کے وہ لختِ جگر نورِ عین
حبیبِ حسن یادگارِ حسین

کریں پھر نہ کیوں وہ دو عالم کو زیر
کہ ہوتے ہیں ایسی ہی شیر کے شیر

کسی پر اگر اک نظر ڈال دیں
تو خدمت گزاری کو اقبال دیں

کہاں اب کوئی ایسا روشن دماغ
کہ روشن کئے لاکھوں گھر کے چراغ

محمد کے پیارے وہ جانِ بتول
زمانے کے ہیں تاجِ آلِ رسول

وہاں بادشاہوں کا ہو کیا گزر
کہ جس جا ملائک کے جلتے ہیں پر

وہ شانِ علا آئے کیا فہم میں
سمائے نہ جو عقل میں وہم میں

وہ رحمت وہ [illegible] پروردگار
یتیموں کے والی غریبوں کے یار

مرے شاہ عالی [illegible] جا
ترقی ہو دمبدم یا الٰہ

انھیں کا رہے نام جاے سخن
انھیں کی محبت کی ہو سب کو دُھن

یہی فیض جاری ہوا ان کا مدام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

اُٹھے تب کے خطبہ صغیر و کبیر
ملے بےنظیر اور مہر منیر

ہر اک شخص پھر عید ملنے لگا
بہم شانہ شانے سے چھلنے لگا

ذری دیر کے بعد وہ خوش سیر
روانہ ہوئے سب کے سب اپنے گھر

سرِ شام پھر شہر سے بےنظیر
گیا سوے خرگاہِ مہر منیر

وہ دیکھا جہاں خیمہ زن تھا وہ شاہ
یہ دیکھا کہ پھرتی ہیں موجیں تباہ

وہ جلسہ وہ مطرب وہ ساقی نہیں
ہوا پر پرندے وہ باقی نہیں

وہ تکیہ وہ شامیانہ وہ فرش
وہ کرسی طلائی وہ تابندہ عرش

وہ ہاتھی وہ گھوڑے وہ جم غفیر
وہ شاگرد پیشہ امیر و وزیر

کدھر سب کا سب یہ رسالا گیا
زمیں کھا گئی آسماں کھا گیا

کہ اتنے میں اک شخص آیا دوان
دعا دی رہے بخت و دولت جوان

یہاں سے گئے جب سوے عید گاہ
تو یہ کہہ گئے تھے سرانِ سپاہ

وہان سے پلٹ کر نہ ٹھہرینگے اب — جہازون پہ ہو بار اسباب سب

اُدھر سے جو لوٹے اِدھر چل دیے — نہ معلوم پھر وہ کدھر چل دیے

مگر ساتھ مجکو نہین لے گئے — یہ فرمان پہلے ہی سے دے گئے

شوق آئے اگر منتظر — تو کہنا یہ ہی حکم مہرِ منیر

شہر مین کر تو اپنا قیام — یہین سے رہے گا پیام و سلام

خوب جب آزما لین گے ہم — تو ہم پاس اپنے بلا لینگے تب

مین نے پوچھا یہ ای نیک نام — بتایا نہ کچھ بھی نشان و مقام

یہ تو وہ بے نظیرِ حزین — ہوا ہجر سے سخت اندوہگین

ب فرمانِ مہرِ منیر — مع شوق اُسی جا رہا جاگیر

کہا اور لوگون سے بہتر ہی اب — روانہ ہو سوئے مقامِ طرب

وہان ہی جو میرِ سعادت وزیر — دل و جان سے ہو اُسکے فرمان پذیر

یہ تہدید سُنکر یہ فرمانِ شاہ — چلے جانبِ قلعہ وہ خیرخواہ

وہان جاکے پہنچائی جب یہ خبر — عزیز و اقارب سے چلے دوڑ کر

رفیق اور احباب و اہلِ شہر — گئے زود تر نزدِ سلطانِ دہر

رہا کچھ دنون تو یہی کاروبار — کہ آتے رہے روز اہلِ دیار

مگر دید کو جب ترسنے لگے
وہین لوگ جا جا کے بسنے لگے

بہ کثرت ہوے جو مسافر مقیم
وہان بس گیا ایک شہر عظیم

سخن سنج عشرت ہوا ہر مشیر
ہے سکتے کے عالم مین ہر بے نظیر

یہ ایسی بنی ہے کہ خاموش ہے
تحیر سے وہ خود فراموش ہے

خواب

پلا ساقیا جام حسن نیاز
کہ عشق مشعبد ہے نیرنگ ساز

وہ مے دے کہ نازاں اسکا انجام ہو
ترا نام ہو اور مرا کام ہو

برنگ خم شوق بھر دے مجھے
غرض یہ کہ اپنا سا کر دے مجھے

یہ پھوٹی کرن سنو بکھرنے لگی
یہ لو چاندنی کیفیت کرنے لگی

تجلی ہوئی گرم رو اسقدر
کہ اڑنے لگے آسمان پر شرر

چرانے لگے اپنی آنکھین نجوم
ستارون کا ہونے لگا کم ہجوم

شعاعون کا جھرمٹ سر موج آب
دکھانے لگا برق کا اضطراب

ہوا عارض ماہ پرتو فگن
رد جلا ہوا صحن چرخ کہن

منسے کا سماں ہے مزے کی ہے رات
یہ درپیش ہے اک نئی واردات

کہ پیارا ہے بے نظیر حزین
تنفس کے باعث اچھل سکے دین

مرض کی سبب سے یہ حالت خراب — اطبا نے بھی دیدیا ہے جواب

قیامت کا ہے رنج ماں باپ کو — کہ مردہ سمجھتے ہین وہ آپ کو

اسی کشمکش مین گئی نصف شب — تو لو اب ہوا اور تازہ غضب

غشی ہی مین کیا دیکھتا ہے وہ ماہ — کہ اک باغ رنگین ہے پیش نگاہ

وہ گلزار بے خار زہرت سرشت — زمین اسکی رشک زمین بہشت

بلا کا وہ آراستہ پر فضا — کہ زنجیر پا ہے موج باد صبا

بیان اسکا آئے زبان تک اگر — اسی دم لب خشک عاشق ہون تر

کہین لالہ و گل کہین یاسمن — طرب خیز ہر سو بہار چمن

نشاط آفرین شور بلبل کہین — مسرت فزا خندۂ گل کہین

جو ناکام جائے ادہر سے نکل — ابھی آئین شاخ تمنا مین پھل

قدم بوس اشجار باد بہار — طراوت لب برگ گل پر نثار

گلاب اور کیوڑے کی نہرین روان — روش پر بچھائی ہوئی زعفران

ملا دودھ مین مشک و عنبر کہین — اسی سے ہری سینچی ہوئی گلزمین

وہ چارون طرف چادر آبشار — وہ فوارون کی چاندنی مین بہار

جمائے مسی برگ سوسن تمام — بسا سنبل تر سے گلشن تمام

وہ کلیون کا ہر سمت جوشِ نمو
تبسم وہ غنچہ آرزو

وہ ہر شاخ سر مستِ صہبائے عیش
کھلین جسکے دیکھے سے گلہائے عیش

چنار و صنوبر عجب سایہ دار
کہ ہر شاخ پر جنکے طوبیٰ نثار

کہین سرو و شمشاد سایہ فگن
کہین جلوہ آرا رخِ نسترن

اگر دیکھ لے اسکا سبزہ کہین
ابھی سبز ہو شاخِ گاوِ زمین

کھلے مین وہ ماندون مین گلہائے تر
نظارے سے جن کے ہو تازہ نظر

جواہر کے گملے لبِ آبِ جو
قرینے سے رکھے ہوے سو بسو

کہین ارغوان ہے کہین موتیا
کھلے پھول ہر رنگ کی جابجا

کہین مست کن کامنی کی شمیم
کہین عطر سا کاروانِ نسیم

لبِ گل کے وہ قہقہے ہر طرف
عنادل کے وہ چہچہے ہر طرف

وہ خوش رنگ پھل زینتِ شاخسار
ہین روشن کنول یا جواہر نگار

وہ پتی کچھ ایسے لطافت فریب
کہ گوشِ گلِ حسن کی جن سے زیب

بنفشہ ریاحین سیوتی گلاب
ہزارا چنبیلی گلِ آفتاب

ہر اک رنگ کے پھول پھولے ہوے
حوادث کو یک لخت بھولے ہوے

کہین دانہ رز چمکتے ہوے
ثریا سے خوشے لٹکتے ہوے

عجب وضع کے بھی بہت پھول ہین
خزان کے صعوبات سے بے خلل

بھرا حوض مین وہ سفید انگبین
کہ جو رشکِ تسنیم و ماءِ معین

زمین عنبر و مشکِ و کافور کی
لیئے شاخِ گل مشعلین نور کی

مکانات ہر سو مُصفا رفیع
دلِ اہلِ ہمت کی صورت وسیع

روان ایک دریا ہی پائین باغ
کہ دیکھے سے جسکے ہو تازہ دماغ

جدہر رو مین بہتی ہی وہ سلسبیل
ہی قلعہ سے محکم اُدہر کی فصیل

ٹہلتا ہی اوسپر وہی سیمبر
وہی تاجِ محبوبیت فرق پر

اودہر یہ بھی ہی اک روش پر روان
مگر شدتِ درد سی لب پہ جان

بلاتا ہی اسکو وہ شاہِ زمن
یہان ضعف سی کانپتا ہی بدن

نفس سے طاقت نہین دے جواب
مگر دیکھتا ہی بہ چشمِ پُر آب

یہ دیکھا تو رحم اسکو آتا ہوا
خود آیا ادہر مسکراتا ہوا

پکڑ کر مِرا دست بولا کہ ہان
اِن الفاظ کو جلد کہہ میری جان

اسی دم شفا ہوگی اس سے نصیب
کہ یہ اسمِ اعظم ہی میرے حبیب

معاً اسنے وہ اسمِ عالی پڑھا
اثر بھی نہ اُس عارضہ کا رہا

ہوئی گفتگو کی جو طاقت اسے
کیا مورِدِ صد عنایت اسے

کہا ہی کہ مشتاق ہون کچھ سنا
پڑھے اپنے اشعار نو بر ملا

یہ سنکے گلے سے لگایا اُسے
محبت مین اپنی پھنسایا اُسے

گرا یہ بھی قدمون پہ بے اختیار
کرے تا دل و جان و ایمان نثار

اُٹھا کر سر اُسکا کہا اے حسین
ٹھہرتے نہین ایک جا ہم کہین

ہماری وطن مین جو آئے گا تو
مزا وصل کا پھر اُٹھائے گا تو

یہ کہکر چلا ہی تھا وہ رشک گل
یکایک گئی آنکھ صدمے سے کھل

نہ وہ گل وہان ہی نہ وہ گلستان
نہ اُس عارضی کا کہین کچھ نشان

مگر وہ پریزاد خاموش ہے
تصور سے اُسکی ہم آغوش ہے

جدائی مین گزرا جو رنج و ملال
قلق جی کو ہی دل پہ صدمہ کمال

ہوئی درد و غم سے جو حالت تباہ
یہ کہہ کہہ کے روتا ہی وہ رشک ماہ

تمھین کوئی ڈھونڈھی تو پائے کہان
کہ ظاہر نہین کچھ بھی نام و نشان

تمھین کس طرح ہای مین پاؤن گا
اسی غم مین اک روز مر جاؤن گا

دکھاؤ گے پھر روے انور تو کیا
مرے بعد آئے لیے پر تو کیا

یہ سچ ہی مری کیون خبر لوگے تم
نہ جب تک کہ پامال کر لوگے تم

نہ معلوم تم چل بسے کس طرف
مگر ہان جو آنا کبھی اس طرف

مری بیکسی یاد کرنا ضرور ‌ ‌ مری تو [illegible]

جہان ہو سلامت رہو بامراد ‌ ‌ خدا تم کو رکھے دو عالم مین شاد

ہزارون تمھین ہمسری ملجائین گے ‌ ‌ مگر کوئی تمسا نہ ہم پائین گے

جہان جمع ہوان سیکڑون بامراد ‌ ‌ وہان کون کرتا ہی بیکس کو یاد

چلو خیر تم خوش رہو آپ چکے ‌ ‌ نہ تھا دل لگانے کی ہم پا چکے

گیا جو اسی غم مین [illegible] ‌ ‌ [illegible] ے حال کی کون دیگا خبر

ہر اک طرح کا رنج دیتا خدا ‌ ‌ [illegible] نے نظر سے جدا

مرض ہی تھا [illegible] ‌ ‌ [illegible] مقرر مجھے

کوئی جی سے [illegible] ‌ ‌ [illegible] یار مین شاد ہو

تمھین عیش و عشرت [illegible] ‌ ‌ کسی کی خبر لو یہ مہلت کہان

جو ہوتا مین شایان عشق و غیور ‌ ‌ مجھے پاس اپنے بلاتے ضرور

مین گو بدترین زمانہ ہون یار ‌ ‌ مگر اس مین کیا ہے مرا اختیار

جو ہوتا مرا اختیاری یہ کام ‌ ‌ بناتا مین اپنے کو مخبر انام

جو اپنے کیے کی نہین تمکو لاج ‌ ‌ تو ہوتا ہی رخصت یہ بندہ بھی آج

جو گذرے گی دل پر گزر جائیگی ‌ ‌ نہ تم تک مگر اب خبر جائیگی

یہ مانا تمھین اپنی پرواہ کب | ہمارا بھی اللہ مالک ہے اب
یہ کہہ کہہ کے روتا رہا وہ قمر | مگر آگئی نیند پچھلے پہر
تو دیکھا [illegible] صبح پیش | کہ یوسف بھی ہین جسکے حلقہ بگوش
یہ [illegible] نظیر | مین ہون روضۃ القدس مین جاگیر
[illegible] شتاب | اسی شوق کو دی کہ لائے جواب
[illegible] خیال | کہ اس سمت آنے کا لائی خیال
[illegible] | نگاہون سے اوجھل ہوا ایک بار
[illegible] | [illegible] پردم سرد [illegible]
اسی بیقراری [illegible] شتاب | جگا کر کہا شوق ہے حال خواب
بنایا یہ اسلوب جیسے قلم | کیا حال دل خط مین پھر یون رقم

نامہ بے نظیر

مری جان و دل کے چمن کے حصول | امیدون کے غنچے مرادون کے پھول
تم اب تک نہ آئے بہار آگئی | کلی حسرت دل کی مرجھا گئی
صبا نے اڑایا مرے رخ کا رنگ | رہی دل کی دل ہی مین ساری امنگ
کہان تک یہ شرح کچھ تمھین خبر ہے | مرے بعد پھر سیر ہی سیر ہے

ہو ملنا نہ ہوگا کوئی پوچھے گا کون
جو مجھ ہو تماشا ... [illegible]

تمھاری تمنا تمھارا خیال
دل و جان کو دیتا ... [illegible]

کہان تک کرے کوئی ضبط فغان
کہان تک ... [illegible]

دکھاے کبا لفت اثر دیکھئے
تمھین ... [illegible]

سیاسے یہ کرتا ہون گاہی کلام
[illegible]

گریبان کیا دست وحشت نے چاک
[illegible]

جو غنچے گلستان مین وا گئے ہے
[illegible]

کبھی چاک دامان برنگ سحر
[illegible]

نسیم سحر تو ہی غنچہ ...
[illegible]

یہ وحشت کسی سی ملائیگی نہ ...
گریبان ... رنگ لائیگی اب

تمھاری محبت تمھارا فراق
تمھاری ملاقات کا اشتیاق

گھڑی بھر مجھے چین دیتا نہین
... ایک دم قلب ٹھیرتا نہین

یہی حال اگر ہی تو ہم جی چکے
... دل پارہ ... چکے

مین اسیر بھی ہر طرح مجبور ...
... جلسے سے منہ ...

دل مضطرب کو سنبھالو تمھین
... وصل ... [illegible]

[illegible] ہو [illegible] کی الفت ہی کیا ‏ تمھاری طرف سے ہی ساری وفا

جو اپنا کہا ہے شکایت نہو ‏ محبت سے مجھکو ندامت نہو

تمھارا ہی جلوہ ہے کونین مین ‏ تمھارے ہی دم سے ہین سب چین مین

کہان ہو تم ای میرے مہرِ منیر ‏ کہان ہو تم ای دلبرِ بے نظیر

رخِ پاک اپنا دکھاؤ مجھے ‏ کہین یہ نہو پھر نہ پاؤ مجھے

کبھی بلبلون سے یہ ہے گفتگو ‏ چمن مین جو آئے مرا لاله رو

گلون کی حکایت سُنانا اُسے ‏ مرا داغِ حسرت دکھانا اُسے

جو اے سبزہ آئے مرا دلربا ‏ تو کہنا کہ اسدرجہ پامال تھا

جو اے خار آئے مرا رشکِ حور ‏ مری لاغری تو دکھانا ضرور

کبھی ہے یہ سوسن سے میرا کلام ‏ کہ اُس گل سے تو عرض کرنا سلام

یہ کہنا کہ اے باغِ دل کے بہار ‏ ترا حُسن دونا ہو لیل و نہار

تری دید کا کوئی مشتاق ہے ‏ اُسے تیری دُوری بہت شاق ہے

کبھی ہی زبان پر مرے یہ سخن ‏ جو گلشن کو آئے وہ غنچہ دہن

لبِ برگِ گل تو ہی کچھ بولنا ‏ صبا تو ہی عقدے مرے کھولنا

تو سنبل ذرا سر ہلانا ضرور ‏ پریشان خیالی دکھانا ضرور

رخِ ارغوان ہو کہ رنگِ بہار — مرے اشکِ خونین کے ہین یادگار

مین سینچا کیا اشک سے باغ کو — تر و تازہ رکھا ہر اک داغ کو

بسا رات دن مین برنگِ حنا — ہوں سر سبز پر خون ہے دلِ مرا

چمن مین جو دیکھا گلِ نسترن — تو یاد آگیا پھول سا وہ بدن

جو قمری کی فریاد ہے کو بکو — تمھاری ہی اُسکو بھی ہے جستجو

… جو تھین ہم گلستان مین آج — لیا تاجداران گلشن سے باج

… مجھ سے زمانہ نے ملے — محبت کا بازار [illegible] ملے

… نوائے شاہِ عالی مقام — لٹا دون ابھی نقدِ جان مین تمام

… شورِ حسن کے ہو امیر — ریاضِ دو عالم [illegible] نظیر

… ق جو نامہ لیکر اُدہر — ہوا چپ کے وہ شاہ [illegible] سیر

نشانِ قدم دیکھتا بہا لتا — وہ اک دشت پُر ہول مین جا پڑا

سفر اور اُسپر یہ تازہ ستم — ہوا نے مٹائے وہ نقشِ قدم

مگر وہ اسی دُھن مین بڑھتا گیا — ہم آہنگِ دم دن بھی چڑھتا گیا

گیا تھا اُدہر شوق جس راہ سے — وہ رستہ بھی لو چھٹ گیا شاہ سے

گھر ا دشتِ وحشت مین وہ پاک ذات — خدا ہی نکالے تو اب ہو نجات

ہوا مین تمازت کا ہے یہ اثر	کہ اڑتے ہین ذرے بزنگ شرر
نہ سایہ نہ سبزہ نہ پانی کہین	بکتی ہوئی وہ رتیلی زمین
وہ لو اور گرمی خدا کی پناہ	کہ ریگ بیابان کی حالت تباہ
زمین پہ اگر رکھ دے لا کر کوئی	بھری مشک بھی سوکھ جائے ابھی
ذرا بھی اگر اس طرف کو اٹھے	تو پائے نگہ مین پڑین آبلے
پرندون کا ہو اس طرف جو گذر	بلندی سے بھن کر گرین خاک پر
وہ آتے ہین کیا اونچے اونچے نظر	سقر رہین وہ نخلِ خرمائے تر
اسی سمت آخر وہ سلطانِ دین	ہوا جا کے سائے مین راحت گزین
طبیعت کو تسکین ہے سخت انتشار	کہ تبلائے کون اب رہ کوی یار
مقامِ طرب مین اڑی یہ خبر	کہ غائب ہوا حضرتِ دادگر
چلا دھونڈھنے کو یہ فوجِ کثیر	ہوا خواہ مہبر سعادت وزیر

شوق

لگا تار دے جام مے ساقیا	کہ گھنگھور چھائی ہی کالی گھٹا
مزا دے گا اب دورِ جامِ شراب	فلک پر وہ گھر گھر کے آیا سحاب
وہ مے دی اڑوں مثلِ ابرِ روان	پڑھے مثلِ سیلاب شوقِ نہان

جو سو کھی زمین تو شیشہ ہوا
مہکتی ہے بو سوندھی سوندھی سی کیا

گرجتے ہین بادل چمکتی ہے برق
ہوا صحن کا صحن پانی مین غرق

گئی نیند اچٹ پانی کے شور سے
بہی جاتی ہین نالیان زور سے

ٹپکتی ہے بنگلے کی وہ اولتی
کہ سب تاسمین کی چلمن پڑی

ہوا زور سے چلتی ہے بار بار
بھنچتی سب کمرون کے اندر پھوار

بنا ہے جو وہ ٹین کا سائبان
ہے اسوقت ارگن کا اسپر گمان

عجب لے سے پانی برستا ہے آج
کہ زاہد بھی مے کو ترستا ہے آج

ہر اک جھونک پر کیا نکلتی ہے مینڈ
کہ ہر بوند پر خود مچلتی ہے مینڈ

چٹانون پہ کیا لطفِ نظارہ ہے
کہ جو بوند ہے ایک فوارہ ہے

صبا کے طمانچے جو کھائے ہین آج
تو پودے سرون کو جھکائے ہین آج

چلی آتی ہے بدلیون کی قطار
ہوا کے ہین گھوڑے پہ بادل سوار

دھوان دھار اسوقت چھایا ہے ابر
فلک پر سیہ مست آیا ہے ابر

اٹھی شاخِ گل سبزہ کو چوم کر
برستی ہے کیا کیا گھٹا جھوم کر

نہین ہے ابھی گو جھڑی کی بھاڑ
نہین ٹوٹتا کب سی بوندون کا تار

ہین آراستہ سبز پوشانِ باغ
ہوا غسل سے ہر شجر کو فراغ

یکایک رکی بوند ٹھہری ہوا — نظر آتی ہے اور [illegible]

ترو تازہ ہر نخل ہے شادکام — لبالب ہین پانی [illegible]

رکا مینھ بدلی پھٹی ہے ابھی — یہ ہیں زیر اشجار [illegible]

وہ آمون کے اشجار پر سامنے — کوئی کوکتا ہے [illegible]

وہ باغون مین جھولے پڑے بیشمار — وہ ساون ہی گا [illegible]

ادھر کہہ رہا ہے کوئی پی کہان — شاید یہ تو قابو مین [illegible]

یہ ہے اس صدا کا اثر کا ات پہ — کہ دل ٹوٹ جا [illegible]

کہین کوئی چلا رہا ہے کہ ہان — ذرا دیکھنا اس [illegible]

پرون کو سمیٹے ہوئے وہ طیور — درختون پہ بیٹھے [illegible] کیا [illegible]

ہوا زور سے چلتی ہے سرد سرد — تو ہلتے ہین کیا [illegible]

ہے تشبیہ خامون کی یہ بر محل — زمرد کے پتے زمرد کے [illegible]

جو سیندوریہ انمین ہین بیشمار — ہین لعل بدخشان تپی انپر نثار

سپید سے جو شاخون مین ہین بالعموم — ہوئے آکے روپوش گویا نجوم

وہ ہلتے ہین زرد آم جو سامنے — لٹکتے ہین پکھراج کے قمقمے

پڑے ہین وہ ٹپکے ہوئی بیشمار — زمین ہو رہی ہے جواہر نگار

چھپا ابر مین دھوپ کے کچھ نشان | پڑے بھی ہونے لگے پرفشان

وہ ہر شاخ پر کوئلین بار بار | اڑاتی ہین بیٹھی ہوئی کیا ملار

ادھر سے اٹھا لو پپیہون کا شور | ادھر تانین کیا کیا لگاتے ہین مور

ہے قوس قزح چرخ پر جلوہ گر | ابھی تک نہین آتا سورج نظر

ہوئی شوخ ہر رنگ کی اب بہار | دھنک مین شعاعین ہوئین آشکار

پڑین زرد کرنین وہ ہر برگ پر | زمرد پہ چڑھنے لگا آب زر

ہوا سے ہٹی ابر کی جو نقاب | یکایک ہوا جلوہ گر آفتاب

نہ وہ سیل ہے اب نہ اب وہ گھٹا | بھری ہین مگر نالیان جا بجا

شکایت ہے گلیون مین کیچڑ کی عام | پہ ہین صاف بستی کی سڑکین تمام

یہ سب دیکھتے تھے جو لیٹے ہوئے | چلے اب وہ دامن سمیٹے ہوئے

ہوئی رونق تازہ ہر کار مین | نکلنے لگے لوگ بازار مین

کسان اور دہقان یکدگر | گئے ادر اور ہل کھیت خود وہ تن پر

وہ بیلون کو اپنے ہنکاتے ہوئے | چلے نٹ ملاری وہ گاتے ہوئے

وہ کیڑے مکوڑے سب نکلے ادھر | لگے رینگنے ہر طرف خاک پر

وہ تالاب اڑتی تھی کل جسمین گرد | نکل آئے مینڈک وہان زندہ زرد

وہ کشتے کہ جو سر بسر خاک تھے ۔ وہ پانی کو پڑتے ہی سب جی اُٹھے

سمجھ میں نہیں آئی کچھ اور بات ۔ مگر تھا یہ بارانِ آبِ حیات

ہوا سرو باغوں سے آنے لگی ۔ نگاہوں پہ خُنکی سی چھانے لگی

وہ اک قاصد آتا ہے فرخندہ رُو ۔ کہ رکھتا ہے وہ مہر کی جستجو

سُنا یہ تو انجم صفت خاص و عام ۔ ہوئی گرد و پیش اُسکے یکجا تمام

اسی طرح اُسکو وہ سب بے ہراس ۔ گئے لے کے اُس شاہِ خوبان کے پاس

ادب سے کیا اُسنے گردن کو خم ۔ دعا دی کہ اے شاہِ گردون حشم

رہیں روز افزون یہ جاہ و وقار ۔ مہ و مہر ہون تیرے خدمتگزار

دیارِ محبت سے آیا ہون مین ۔ کسی کا خطِ شوق لایا ہون مین

اجازت اگر ہو تو کھولون زبان ۔ کرون رازِ سربستہ سارا عیان

سُنا یہ تو ہنس کر وہ شیرین دہن ۔ لگا کہنے اے قاصدِ سحر فن

مجھے گو یہ معلوم ہے داستان ۔ مگر کر تو اپنی زبان سے بیان

کہا اُسنے اے شاہِ روشن ضمیر ۔ ابد تک رہے تیرا تاج و سریر

جو کچھ راست ہے کہہ رہا ہون وہ حال ۔ کہ ہوتا نہین ایلچی کو زوال

تیرا عاشقِ زار و بیمارِ عشق ۔ وہ ہے بے نظیر گرفتارِ عشق

جو کچھ دن یہی اُسکی حالت رہی | نظر جسے آتی نہین جان کی
جو بستر پہ ہوتا ہے وہ گلعذار | تو پھولون کی جا اب بچھاتا ہے خار
جو تکیہ بھی رکھتا ہے کوئی بزور | اُٹھا لاتا ہے وہ کوئی خشتِ گور
بچھاتے ہین تختِ طلائی اگر | تو وہ خاک اُڑاتا ہے بالائی سر
جو لاتا ہے کوئی لباسِ نفیس | تو کہتا ہے وہ رو کے اے ہم جلیس
مجھے کوئی کفنی رنگا دیجیے | کوئی مرگ چھالا منگا دیجیے
جو ہوتا ہے کچھ جامہ زیبی کا ذکر | اُسے ہوتی ہے خاک بیزی کی فکر
جو کہتا ہے کوئی چلو باغ کو | تو کہتا ہے دیکھو مرے داغ کو
جو سنتا ہے فریادِ بلبل کا شور | تو کچھ اور وحشت کا ہوتا ہے زور
جو کہتا ہے کوئی غذا کھائیے | تو کہتا غمِ تازہ کچھ لائیے
کہا جو کسی نے کہ پانی پیو | تو وہ پی گیا اُسکے اسبات کو
نہ کھانا نہ پینا نہ سونا اُسے | اکیلے کہین جا کے رونا اُسی
تڑپنا کبھی بسترِ خاک پر | کبھی دستِ غم سینۂ چاک پر
گلہ جورِ چرخِ دوران سے کبھی | وہ دست و گریبان جنون سے کبھی
کبھی بھاگنا شکلِ عہدِ شباب | توقف کہین دم کو مثلِ حباب

کبھی رفعتِ شانِ شہزادگی — کسی جا زمین بوسِ افتادگی

کبھی صورتِ بزمِ دادوزاے — کبھی جادہ پیمائے صحرائے یاس

کبھی نازکی رادے دہِ عشق — برنگِ اجابت دعائے نفور

کبھی عجز نیاز اسی سے اُسے — کبھی روٹھ جانا خدا سے اُسے

کبھی غوطہ زن بحرِ آلام مین — کبھی برق دم دشتِ اوہام مین

کبھی خستہ مشقِ ستمہائے ہجر — کبھی نازبردارِ غمہائے ہجر

کبھی عافیت خواہِ دردِ فراق — کبھی وہ قدم بوسِ گردِ فراق

کبھی دیکھنا راہِ پیکِ اجل — یہ کہنا کبھی جان ہے اب نکل

کبھی خارزارِ جنون لطف خیز — کبھی گلزمینِ چمن سے گریز

کبھی صرصرِ دشت آوارگی — کبھی وہ خسِ کوئے بیچارگی

کبھی نقشِ پا کوئے اُمید مین — کبھی چشمِ واحسرتِ دید مین

کبھی لذت افزائے غم زورِ عشق — نمک پاشِ زخمِ جگر شورِ عشق

کبھی سرد سرگرمیِ درد سے — کبھی گرمِ نالہ دمِ سرد سے

اُسے اُڑتے پھرنا خبر کی طرح — کبھی وحشیون کی نظر کی طرح

کبھی وہ دعاگوئے صبحِ جمال — کبھی دم امان خواہِ شامِ ملال

کبھی صورتِ موجِ بادِ صبا ‏ اُسے ڈھونڈھنا یار کی خاکِ پا

کبھی ذوقِ ناکامیون سے اُسے ‏ کبھی شوقِ بدنامیون سے اُسے

اسے اُنس سودائیون سے کبھی ‏ اُسے فخر رسوائیون سے کبھی

کبھی چشمِ پُر نم ننگ کے نام سے ‏ کبھی اُس کو رم فکرِ آرام سے

کبھی وہ دلِ افگارِ آزارِ غم ‏ کبھی زخمیٔ نشترِ خارِ غم

نگاہون کے مانند پھرنا کبھی ‏ اُسے صورتِ اشک گرنا کبھی

کبھی شمع افروزِ داغِ فراق ‏ کبھی لالہ سان رنگ باغِ فراق

تجلی گہہِ داغِ سوزانِ عشق ‏ سراپا وہ سروِ چراغانِ عشق

ہر اک زخمِ دل رشکِ جیبِ سحر ‏ درِ توبہ گویا شگافِ جگر

مُسکّنِ بس اک جوشِ آوارگی ‏ جنون چارہ فرمائے بیچارگی

قلق بیقراری سیاست مشیر ‏ فغان نالہ فریادِ غم ہم صفیر

شبِ ہجر مشاطۂ زلفِ غم ‏ سحر آئینہ دارِ روئے الم

نہ ہمراز کوئی نہ کوئی انیس ‏ مگر غربت و بیکسی ہم جلیس

رفاقت مین اک حسرتِ وصلِ یار ‏ تسلی دہِ قلب یادِ نگار

فلک بر سرِ کین زمانہ عدو ‏ زبان پر مگر ذکرِ لا تقنطوا +

وہ [illegible] گل سا پریشان حواس ‏ برنگِ چراغِ سحر گو را داس

وہ [illegible] ناہی دین موجِ فغان ‏ وہ دشتِ مصیبت مین ریگِ روان

[illegible]ن چاکِ دامانِ فرزانگی ‏ توحش ہم آغوشِ دیوانگی

رفیق رہنما سے صراط الحمید ‏ طلب گام فرسائے کوئے امید

نہین ساتھہ کوئی بھی غم کے سوا ‏ پہ ہر گام پر جذبِ دل پیشوا

خلش درد کی کاہشِ جانِ زار ‏ تپش خانمان سوزِ صبر و قرار

وہ پروردۂ نازِ مسکین لقب ‏ تڑپتا ہی تیری لئے روز و شب

وہ آفت کا مارا پریشان خیال ‏ شب و روز ہے گردِ راہِ ملال

یہی شوق اب تک ہی [illegible]نے سے ‏ جنون اور بڑھتا ہی سمجھانے سے

لپٹ کر کبھی دامن گرد سے ‏ وہ روتا ہے جنگل مین اس درد سے

وحوش و طیور اور سب جانور ‏ بہم روتے ہین اُسکے احوال پر

گراتا ہے جو اشکِ خونین کہین ‏ تو بن جاتی ہے وہ زمین گلزمین

وہین خامۂ عجز سے با ادب ‏ لکھا صفحۂ شوق پر حال سب

مجھے دے کے مکتوب بھیجا ادہر ‏ نہین جب سے مجکو وہان کی خبر

سُنا یہہ تو بولا وہ روشن ضمیر ‏ مجھے دے تو وہ نامۂ دلپذیر

دیا شاہ نے اُس کو لکھوا شتاب | پڑھا اور پڑھکر لکھا یہ جواب

جواب نامہ

مرے شیفتہ بے نظیرِ حزین | فانّ اللہ مع الصابرین
ذرا چاہیے صبر انسان کو | مجھے پائے گا کچھ نہ تو جان کو
ہمارا ہی ہو کر رہے تو مدام | یہی آرزو ہے فقط والسلام

واپسی

پلا ساقیا جامِ ہمت مجھے | کسی کی ہے کرنا رفاقت مجھے
نہ روک آج ساغر کے دینے سے ہاتھ | کہ رہ جاتے ہیں مردِ مرداں کا ساتھ
لبِ جام سے حکم اگر پاؤں میں | کرے سیر جو اُن کو بہلاؤں میں
پھٹی پو شعاعیں چمکنے لگیں | ستاروں کی آنکھیں جھپکنے لگیں
سپیدہ ہوا صبح کا غازہ زن | لگا [illegible] نسیمِ چمن
سحر نے سونگھایا جو کافورِ ناب | اٹھا بسترِ خواب سے آفتاب
شہنشاہ نے حسبِ حکمِ قدیر | باآئینِ شائستہ و دلپذیر
لکھا خط اُسے مہر کر کے دیا۔ | ہوا لے کے قاصد اُسی دم ہوا
چلا جس گھڑی لے کے پیغامِ خیر | تو بجلی سے بھی زودتر گرم سیر

کہا کو وہ بالا بتاتا ہوا — چلا جھٹکیون مین اُڑاتا ہوا
اُدہر سے چلا اور ادہر آگیا — تصور سے بھی پیشتر آگیا
نہ پایا مگر شاہ کو اُس جگہہ — نہ دیکھا کسی ماہ کو اُس جگہہ
غرض سوچتے سوچتے وہ نبیل — یہ سمجھا کہ وہ خسرو بیعدیل
مقرر مرے بعد راہی ہوا — کسی جا اسیر تباہی ہوا
سمجھکر یہہ وہ پیک عالی وقار — سوئے دشت وحشت چلا آگیا
وہان جاکے دیکھا کہ سلطان دین — تہ نخل بیٹھا ہے اندوہگین-
کہا خیر مقدم - کہا مرحبا — کہا اور - بولا کہ فضل خدا
وہان جاکے مجھکو ندامت ہوئی — ترے نام سے اُن کو وحشت ہوئی
وہ پیک ہمایون ہی اسکا مشیر — ذکاوت مین تمییز مین بے نظیر
یہ سمجھا جو خط دون مین یکبارگی — تو یہہ تختۂ مشق بیچارگی
نہ مرجائے مارے خوشی کے کہین — نہ لالے پڑین اُسکے جی کے کہین
مبادا پڑے زیست مین جو خلل — پیام وفا ہو پیام اجل
کچھہ اُسکے علاوہ شرارت بھی ہے — کہ شوخی کی تھوڑی سی عادت بھی ہے
کہا آپکا نامہ پڑھیار — ہوا باعث وحشت طبع یار

کہا پڑھ کے نامہ کو وہ غم کش عشق ہوا رازِ سربستۂ سیرِ چمن وا

صبا سے کبھی ہمدم و ہم طلب ہین کبھی سیرِ گلشن پہ راغب ہین وہ

کبھی ہین عنادل صفت نغمہ زن کبھی غنچہ و گل سے وہ ہم سخن

کبھی سبزہ کی دیکھتے ہین بہار کبھی ہین بہارِ چمن پر نثار

وہ دیکھین رخِ یاسمن شوق سے کرین خوب سیرِ چمن شوق سے

ضیا کیا ہو پھر عشق کے داغ مین کہ رہتے ہین وہ رات دن باغ مین

مرے سمت انکو نظر ہی نہین مین کیا ہون مری کچھ خبر ہی نہین

اُنھین عشق ہے تو ہمارے رہین محیطِ جہان سے کنارے رہین

سنا جب یہ مین نے تو از راہِ عقل بیان کی ترے غم کی دلچسپ نقل

وہ تیرا جھنون تیری آوارگی تری بیکسی تیری بیچارگی

پھر اسپر فضا ہے جو گلزار کی عنایت ہے یہ چشمِ خونبار کی

سنا جب یہ افسانہ سحر کار ہوا مستِ جامِ طرب وہ نگار

مری اُس کی گہری جو تھی اَن بن گئی جو بگڑی ہوئی بات تھی بن گئی

کہا تُنہ نے مجھکو بناتا ہے کیون تہ بے پر کی ظالم اُڑاتا ہے کیون

یہ کہہ یار نے کچھ مجھی بھی کہا کہان کہا ہے خدا دی دفا

کہا شہ نے بعد از نامہ لکھا کیا جواب | کہا یہ لکھا ہے ز راہِ عتاب

اگر ہو تجھے کون رغبت گلگشت مین | ہمین چھوڑ کر پھرتے ہو دشت مین

کہا لا وہ فرمانِ حق بیقین | کہا گر گیا راہ مین وہ کہین

کہا ہاتھ حیلہ سے کیا آئے گا | بھلا اس بناوٹ سے کیا پائیگا

اگر سیر جا کے بیٹھے ہے خط لا ادہر | تصنع سے حاصل ادہر آ ادہر

کہا گر یہ ہے تجھے قول تو دیجئے | تو پھر مین بھی حاضر ہوں خط لیجئے

کہا یہ مجھے دے جلد کیا ہے وہ قول | تری بات سے مجکو آتا ہے ہول

کہا جب رہا تیرے ہو پر رکھنا مجھے | ہمیشہ رفاقت مین رکھنا مجھے

کیا شہ نے یہ قول دل سے قبول | کہا اب تو نامہ دے وعدہ ہوا

نکالا وہ خط شوق کی شان سے | کہا مجھکو پیارا ہے یہ جان سے

ہوا اس مرد قد عاشقِ بے نوا | کہ ہو رسمِ تعظیم نامہ ادا

اور اسنے لیا نامہ عزت کے ساتھ | ملا اپنی آنکھوں سے الفت کے ساتھ

کبھی دل پہ رکھا کبھی سر پہ | کبھی آنکھ پر شکلِ دامانِ تر

اور اگر چکا جب رسومِ نیاز | تو کھولا اسے صورتِ چشمِ ناز

لکھی تھی تین سطروں پہ جب دم نگاہ | سمجھکر معانی بھری ایک آہ

کہا خوش رہی وہ سپہر زمن | ہین اعجاز [illegible]
یہی ہین دو احباب رنجور کی | یہ باتین لکھی ہین بہت دور کی
انھین مین کئی ہین باطرز تیز | [illegible]
جو لوح دو عالم پہ تحریر ہے | انھین تین سطرون [illegible]

اضطراب نظیر

پلا بادہ اے ساقی خوش صفا | کہ ہو بزم فرقت [illegible]
شب ہجر کب تک اُٹھا جام عیش | کہ روشن ہو شمع [illegible]
خزان ہون بنا دی تو رنگ بہار | اُڑون [illegible]
اُٹھی ہی جو کالی گھٹا اسطرح | مجھی گل پہ [illegible]
جو اُڑتی ہی چارون طرف پہ بہار | اُنی کی طرح ہو [illegible]
اندھیرے مین بجلی کا یہ کوندنا | [illegible] دل او حسرت [illegible]
یہ ساون کی راتین یہ گھرا سا | بھلا [illegible] طرح [illegible]
تڑپتا ہون جز شوق دی کون ساتھ | نہین [illegible]
یہ سنّاٹا پانی کا ٹھنڈی ہوا | وہ حسرت بھری بانسری کی [illegible]
درختون پہ وہ جگنوؤن کی بہار | کہ اُڑتے ہین نالون سی [illegible]

تڑپتی ہے بجلی اُدہر متصل ۔۔۔ اِدہر لوٹ جاتا ہی بے یار دل
مین سنتی مین تھا مورون کے شور سے ۔۔۔ گرجنے لگا رعد بھی زور سے
یہہ لو کچھہ ترشح بھی ہونے لگا ۔۔۔ مرے ساتھہ گردون بھی رونے لگا
ہوے جاتے ہین ایک اب سے ور ۔۔۔ برستا ہی کیا ابر جی کھول کر
بہت زور سے چل رہی ہی ہوا ۔۔۔ عجب کیا کہ چھٹ جاے دم مین گھٹا
اِدہر دیکھو وہ کُھل چلا آسمان ۔۔۔ ستارے بھی دو اک ہوے ضو فشان
بڑہانیکو دل کا مرے اضطراب ۔۔۔ وہ چمکین شعاعین میانِ سحاب
لیے ہاتھہ مین نیزہ ہر اک کرن ۔۔۔ لگی کھولنے بندِ زخمِ کہن
نظر آتی ہین دور جو جھاڑیان ۔۔۔ ہے اس دم درندون کا اُن پر گمان
یہ لو چاندنی مین ہوا دشت غرق ۔۔۔ لگی لوٹنے میرے سینے پہ برق
وہ کوئل پپیہا وہ چلاّئے مور ۔۔۔ یہان بڑھ گیا اور وحشت کا زور
غضب چھوٹی چھوٹی سی کرنین ادہر ۔۔۔ سرِ آب ہین کس طرح جلوہ گر
شبِ ہجر مین آج یہ چاندنی ۔۔۔ کھلاتی ہے ہیرے کی مجھکو کنی
جگر پارہ پارہ ہی - دل چور ہے ۔۔۔ بشر ہاے کس درجہ مجبور ہے
یہہ وہ رات تھی ای مری ذوالجلال ۔۔۔ بہم مل کے پیتے شرابِ وصال

مگر ہاے ری قسمت واژگون / عوض اسکے پیتا ہو ئین اپنا خون

فلک پر ثوابت نہ سیارے ہین / انگیٹھی ہے گردون یہ انگارے ہین

نہ ہی چین دل کو نہ آنکھون مین خواب / بنا ہون مین سرتا بپا اضطراب

یہان تو ہی خود دل پہ غم کا ہجوم / خدا جانے کیون گھورتے ہین نجوم

مرے رب مرے ارحم الراحمین / سحر ہوگی اس رات کی یا نہین

پڑھا اسنے یہ فرمان مہر منیر / ہوا اور بھی مضطرب بے نظیر

چڑھین ندیان گریۂ ذوق کی / لپک بڑھ گئی شعلۂ شوق کی

کڑی چوٹ وہ دل پہ کھائی ہوے / جدائی کے صدمے اوٹھائے ہوے

روانی سے اشکون کے وہ مضمحل / ہوے عیان صدمۂ دردِ دل

جنون اوسکو گھر سے نکالے ہوے / امیدین طبیعت سنبھالے ہوے

بنی تھی جو دل پر تو بگڑے تھے طور / برستے تھے شیشے پہ کیا سنگ جور

ہوس بڑھ کے دل مین سماتی نہ تھی / طبیعت ہی قابو مین آتی نہ تھی

جگر مین تڑپ جان بسمل مین بھی / وہی درد سینے مین بھی دل مین بھی

دل و جان پہ یہ حسرتین چھا گئین / امنگین بھی دم توڑ کر گھبرا گئین

خبر پاؤن کی کچھ نہ کچھ سر کا ہوش / جنون مین بس آوارہ گردی کا جوش

شرر کیا کہ برق اس پہ ہجران تھی | کہ اس کی تڑپ مین عجب آن تھی
کوئی شی نہ ہرگز خوش آتی اُسے | خدا کی خدائی نہ بھاتی اُسے
کہے کس سے کون جو دل پہ تھی واردات | نکلتی نہ تھی ضعف سے منہ سے بات
سراپا قلم سرفشانی سے تھا | وہ نالان بریدہ زبانی سے تھا
وہ برچھی سی دل مین کھٹکتی ہوئی | نگاہون سے حسرت ٹپکتی ہوئی
[illegible] دل مین آفات | خموشی یہ کہتی تھی کچھ بات ہے
برنگ گل زخم خستہ زبون | ہنسی مین بھی جاری ان آنکھون سے خون
جلا دل تو کھینچی وہین آہ سرد | گری جو طبیعت چمک اُٹھا درد
تھی سدرہ بیتاب جان حزین | کہ ہر دم تھا اس کا دم واپسین
جو حسرت [illegible] دل مین کچھ آ گئی | نگاہون پہ کیا بیکسی چھا گئی
تصور مین ہر وقت رد و بدل | کبھی محو ہو کر پڑھی یہ غزل

غزل

تیرے غم نے [illegible] دن دکھایا مجھے | کہ مجھ سے ہی آخر چھڑایا مجھے
ہوا اپنی ہستی سے بھی بے خبر | نہ معلوم کیا یاد آیا مجھے
غضب [illegible] خواب مین کیا سنا | ارے درد دل کیون جگایا مجھے

ستم کرتے ہو گر تو بجا لطف تھا ۔ جدائی مین کیا آزمایا مجھے

خدائی ہے تیری نہین کچھ جنون ۔ ملا اُس صنم سے خدایا مجھے

نہ دیکھا کچھ اُن مین سب انداز جور ۔ مگر وہ بھی کیا تھا جو بھایا مجھے

جفا سے وفا سے کہ از راہ ناز ۔ غرض جس طرح ہو لبھایا مجھے

وفا کا گلہ کیا کرون اے نظیر ۔ یہہ کیا کم ہے جو بس ستایا مجھے

ہوا شوق یہہ دیکھکر بیقرار ۔ کہ رو رو کے کہتا ہے وہ حیران

کہا شہ سے اب صبر گھٹنے لگا ۔ کلیجا مرا غم سے پھٹنے لگا

لکھا ہے تمھین صبر کے واسطے ۔ نہ یون جان پر جبر کے واسطے

کہا شہ نے اے مونس غمگسار ۔ سنا کچھ بھی تو مژدۂ وصل یار

کہا اُس نے اچھا ہی سمجھے ۔ مجھے پھر کوئی نامہ لکھ دیجیے

ابھی روضۃ القدس جاتا ہون مین ۔ خبر مصر کی جا کے لاتا ہون مین

سنا یہہ تو پھر لیکے کلک خیال ۔ لکھا صفحۂ آرزو پر یہہ حال

نامۂ بے نظیر

مرے دلربا شاہد بے نظیر ۔ سپہر محبت کے مہر منیر

شب تار ہجران ہجوم بلا ۔ تم آؤ تو چھٹ جائے غم کی گھٹا

جگر شاد ہو قلب مسرور ہو | مرا خانۂ عیش پر نور ہو
کہان تک یہ سوزِ درون کی تپش | کہان تک یہ دردِ نہان کی خلش
یہی ہی جو غفلت دوا ہو چکی | مریضِ الم کو شفا ہو چکی
غنیمت ہے دم آپکا ای مسیح | رہے روز افزون یہ حسنِ صبیح
تپ غم سے گو مین پریشان ہون آج | کبھی ہو رہے گا مرا بھی علاج
کرو شکر اپنے کمالات کا | ملو آکے مجھ سے مرے مہ لقا
تم آؤ جو اے شاہِ عالی جناب | کرون تم پہ صدقے مہ و آفتاب
سڑک آپکی جو برابر کرین | عوض کنکرون کے ستارے بھرین
جو دل خواہشِ خوش بیانی کرے | دبیرِ فلک مدح خوانی کرے
سنائے وہ نغمہ مغنین لاجواب | کہ زہرہ ہو زہرہ کا بھی آب آب
ترنم کا پھر گرم بازار ہو | بدل مشتری بھی خریدار ہو
کرون جمع اسباب عشرت تمام | زحل کی نحوست نہ کچھ آئے کام
مرتب وہ رہنے کو ایوان ہو | جہان نجمِ کیوان بھی دربان ہو
لٹکتے ہون وہ قمقمے متصل | ثریا جنھین دیکھکر ہو خجل
وہ قبے بھرے نور سے سر بسر | کہ نسرین و پروین کی جھپکے نظر

جنین ساقی بزم غلمان و حور — فروزان ہو چیا رون طرف شمع نور
کر دن جا سندون کے جگر کو کباب — نظر آوے ہر جام مین آفتاب
سے نوش وصلت جو آماہ رو — کرون نیش عقرب مین نذر عدو
ہٹا دون جو رخ سے وہ زلف سیاہ — تو برج حمل سے نزل آوے ماہ
الٹ دو جو محراب مین تم نقاب — تو آوے نظر قوس مین آفتاب
کرو مہر سان رہ جدی و ثور — کہ شیرون کو لازم ہے شیرون کا طور
پڑین جو تمھارے قدم کے نشان — تو رستہ بنے غیرت کہکشان
ہو زلفون مین اپنا دل پر شرر — سے جلے منزل سنبلہ مین قمر
زنخ پر ہو جو گیسوے مشکناب — تو پانی بھرے دلو مین آفتاب
دکھا مین وہ انکھین جو اپنا جلال — اسد سر جھکاوے برنگ غزال
یہ ہو گرمیِ وصل مین سوز و تاب — کہ سرطان کو گردون بنائے کباب
وفا تم کرو ہم جفا مین ہین — کہ میزان کے پلے برابر رہین
جو تم چرخ وحدت پہ ہو قطب خاص — ان انکھون مین قطبین کے ہین خواص
جگہ یا دون پہلو مین جو آپ کے — نہ ہو قطب کی طرح جنبش مجھے
ہین یہ جلوہ گر چرخ پر جو بنات — تمھارے مدد پر لگا دین گھات

ہوا وہ کھلا اب پینے سے اب لہر بدن
ابھی خون تھوکے عقیقِ یمن

سہیلِ یمن کا بھی ہو رنگ زرد
لہو لعلِ رمّان کا ہو جائے سرد

جبینِ منور ہو سجدے مین سہا
نہ سجدے سے پھر سر اٹھائے ذرا

جو بکھرین وہ گیسو تو پھر ہے سکوت
دلِ زار یونس ہو وہ زلفِ حوت

ہے رحمت کی جا میری آوارگی
یہ جوشِ جنون اور بیچارگی

مین ہون جان بلب تم جلاؤ مجھے
خفا ہون نہین دم سے مناؤ مجھے

زمانہ مین رہ جائے تا یادگار
تمہاری محبت مرا انکسار

بہارِ صبح

پلا آج ساقی صبوحی مجھے
کہ حاصل ہو تا قوتِ روحی مجھے

کرون غرغرہ آبِ کوثر سے آج
اٹھون نشۂ آلود بستر سے آج

وہ سوئے ہوئین جسکو سنکر اذان
برنگِ دعا سحر ہون روان

ستارے جو چھٹکے تھے افلاک پر
وہ آتے ہین اب جا بجا کچھ نظر

نہ وہ چشمکین ہین نہ وہ شوخیان
نہ وہ جمگھٹے ہین سرِ آسمان

فراہم تھے پہلے جو انگور سے
وہ اک اک کو تکتے ہین اب دور سے

سحر کا سپیدہ بھی ہے کیا غضب
چھپے جاتے ہین پردۂ شب مین سب

ہوئی صبحِ خنداں جو پرتو فگن
پریشان ہوئی صبح کی انجمن

ریاضِ سحر میں جو پھولی شفق
ہوا رنگ تاروں کا یکبار فق

سحر کا جو دھڑکا ستانے لگا
فلک اپنے نشاں چھپانے لگا

سنی بادِ صبحِ چمن کی جو دھوم
لگے گل کھلانے نیرنگِ نجوم

ابھی کیا چمکتا تھا نجمِ سحر
ہوئی روشنی ماہتاب کی نذر

چپکتے ہین نہ تارونکی ہو گئیں آن لگی
کہ جھپکی پڑی چاندنی پر جو ان کی

ستارے جو تھے زیبِ بزمِ فلک
جھپکتی نہ تھی جن کی اِک دم پلک

وہ ایک ایک کرکے روانہ ہوئے
سحر ہوتے ہی سب فسانہ ہوئے

مگر کچھ وہ ہین رنگِ تزئینِ صبح
چھپنے لگا اُنھیں دم مین گلچینِ صبح

سو وہ بھی ہین کچھ جھلملاتے ہوئے
ندامت سے آنکھیں چُراتے ہوئے

ستارے جو باقی رہے خال خال
نہ اُن کا رہا کچھ کسی کو خیال

جو تِل کی طرح جا بجا پا گیا
اُنھیں چُن کے مرغِ سحر کھا گیا

فلک پر وہ کچھ روشنی صبح کی
وہ ہلکی سی ماہتاب کی چاندنی

جو نجمِ سحر بھی لجانے لگا
قمر اپنا بستر اُٹھانے لگا

چھُڑائی تھی مہتاب گردوں نے رات
اُسی کے یہ سب پھول تھے بے ثبات

نظر کی جو گردون کی جنبش گاہ پر
ہوائی سی چھٹنے لگی ماہ پر

شفق مین ہی جو رنگ صبح امید
ہوا جاتا ہی چہرۂ مہ سفید

کیا کاروان نے نہ شب کو مقام
پسینے پسینے تہا اس سے تمام

ستارے جو تھے جلوہ گر سینہ پر
پسینے کی قطرے تھے وہ سر بسر

فلک نے یہ سب گوہر بے شمار
کیے فرق صبح طرب پر نثار

گرے صورت اشک جو خاک پر
وہ شبنم کے قطرے بنے سبزہ پر

یہ شب تشتری ہو گئی جب نہان
بڑھائی قمر نے ہی اپنی دکان

سحر کا عمل جب مرضی ہوا
خط کہکشان خط فرضی ہوا

ان سوال سے کے ... عرض جتنے تھے سب
ثبوت سحر کے ہوئے وہ سب

ضیا صبح کی پھیلی اطراف مین
شب ہجر جا کر چھپی قاف مین

شفق پہول کر رنگ لانے لگی
نئی آگ دل مین لگانے لگی

گھڑی ہجر الگ شمع بھی کیا اداس
پتنگون کے کچھ ڈھیر ہین آس پاس

ہوئی دل جلون کے یہ غم مین تباہ
کہ اٹھنے لگا فرقت دود آہ

تمام اس کی تن کی جو جنبش گل ہوئی
سحر ہوتے ہی شمع بھی گل ہوئی

از اگلم اسہر طرف رنگ صبح بہار
فلک پر کھلا ایک بیک لالہ زار

نمایاں ہوئے خوب آثارِ صبح / جہاں میں ہوا گرم بازارِ صبح

ہوا صبحِ صادق کا جس دم یقین / تو بستر سے اٹھنے لگے نازنین

کوئی شاخِ گل کی طرح جھومتا / اٹھا کوئی ساغر کا لب چومتا

اٹھا کوئی سرگرمِ حمد و سپاس / کوئی نیند کی جھونک میں بدحواس

اٹھے شہر کے زاہد و حق پرست / اٹھے رندِ میخانہ ساغر بدست

شبِ ہجر سے ڈرنے والے اٹھے / شبِ وصل پر مرنے والے اٹھے

اٹھے رہ نشینانِ کوئے بتاں / اٹھے ساکنانِ درِ دوستاں

کسی کو کوئی گدگداتا اٹھا / کوئی منہ چھپا کر لجاتا اٹھا

گجر صبح کا غل مچانے لگا / جو سوتے ہیں ان کو جگانے لگا

نہ جاگا پر اس پر بھی بختِ عدو / نہا جا کے سبزہ لبِ آبجو

اذانوں کی آواز آنے لگی / دعا تا بہ عرش جانے لگی

ہوا جس گھڑی کم اذانوں کا شور / اٹھا دیر سے ہندوانوں کا شور

طیور آشیاں سے نکلنے لگے / سمن بو روش پر ٹہلنے لگے

رخِ لالہ کو اوس دھونے لگی / شفق رشک سے خون رونے لگی

گل اندام کپڑے سے پہنے لگے / پری چہرہ بن ٹھن کے کسنے لگے

یہ [illegible] بیلیون پر نسیم سحر
کہ آتے ہین جھونکون پہ جھونکے ادھر

اڑی ہی پھرتی ہی آج گل کی شمیم
کھلاتی ہے غنچون کو موج نسیم

جگاتی ہے سب سر صبا کی جھپٹ
جنون خیز ہے بوئے گل کی لپٹ

دیا [illegible] یہ نشو نے بے خطر
ہر اک طفل غنچہ کو شیر سحر

[illegible] لے پھول غنچے چٹکنے لگے
چمن کے چمن لوٹ مہکنے لگے

یہ [illegible] شبنم [illegible] تازہ ہین رخسار گل
کہ انجم ہوئے زیب دستار گل

یہ [illegible] ہے یہ قطرے ہین چھائے ہوئے
کہ مخمل پہ موتی بچھائے ہوئے

ہوئے ہے برگ گل حمد مین تر زبان
خدا نے بھرا موتیون سی دہان

ٹپکتی ہے شبنم جو وقت سحر
ہوئے وجد مین آکے گریان شجر

جو شاخین گرین شوق مین جھوم کر
اٹھین یار کی خاک پا چوم کر

ہر اک شے پہ چھایا ہی جو رنگ ہو
ہے سکتے مین آئینۂ آب جو

جو ہے آج گلشن مین خوش حال ہے
فقط بخت خوابیدہ پامال ہے

عجب وقت ہے یہ عجب یہ سمان
کہ حیرت کے عالم مین ہی آسمان

سہانی سحر یہ سہانی فضا
یہ مرغان خوش نغمہ و خوش نوا

کہین نغمہ زن طوطی خوش مقال
کہین نالہ کش بلبل خستہ حال

اٹھی ہر طرف چہچہون کی صدا | فغانِ عنادل نے باندھی ہوا
وہ گلزار مین قمریان نغمہ زن | وہ صحرا مین فریادِ زاغ و زغن
غرض اپنی اپنی زبان مین طیور | ہین سرگرم تسبیحِ ربِ غفور
اُدھر کوڑیالا بھی ہر رنگ کا | سطحِ زمین پر کھلا جابجا
کھلا ہے وہ سبزہ پہ یون باغ باغ | ہون دریا مین جس طرح روشن چراغ
ہر اک رنگ کے خوبصورت نگین | زمرد کے تختے پہ دیکھے ہین
یہ ہوتا ہے گردِ سحر سے عیان | کہ آتا ہے کوئی بڑا کاروان
وہ ظلمت کا سایے مین کچھ کچھ اثر | چھپا زیرِ دامانِ گردِ سحر
یہ دیکھا ہی تھا چشمِ ادراک نے | پڑھی آیۂ فتح افلاک نے
سنہری شعاعون کے نیزے لیے | ہراول بڑھے لشکرِ صبح کے
شفق سے پھریرے اُڑے چرخ پر | شعاعون نے گاڑے علمہاے زر
لبِ جو تھا کہرے کا جو کچھ دھوان | چمکنے لگین اُس مین چنگاریان
شعاعون کے جاروب نے اکبار | کیا صحنِ افلاک کو بے غبار
ہوئی اشکِ شبنم سے تر گُل زمین | پھہارین بھی کہرے کی گرنے لگین
ہوا ختم چھڑکاؤ کا انتظام | ہوا صاف مطلعِ سحر کا تمام

سنہری شعاعوں کا عکس آب میں — کہ جو گھر کرے قلب بیتاب میں

چمک کر دکھاتا ہے یہ صاف صاف — کہ آئینے کا ہے بسنتی غلاف

یہ نہروں میں عکس شفق کا نشان — لگی آگ پانی میں اللہ کی شان

شعاعوں کی پانی پہ چنگاریاں — ہیں سطح بلوریں پہ گلکاریاں

درختوں کے سائے کا حوضوں میں دخل — کہ شیشوں میں ڈھالے زمرد کی نخل

کھڑے ہیں خموش اب شجر صف بصف — کہ عالم ہے سناٹے کا ہر طرف

زمین و فلک سب پہ چھایا جلال — کہ عاری ہوئے نطق سے اہل قال

اٹھا کر طیور اپنے سر بار بار — کسے دیکھتے ہیں بصد انتظار

کسی کو کوئی دیکھنے کے لئے — وہ جھانکا دریچے سے افلاک کے

حسینوں کے جھرمٹ میں اک نازنین — لب جو ہوا آکے مسند گزین

ادا شوخی و ناز کی ساتھ میں — سحر آفتاب سے لئے ہاتھ میں

غرور و کرم بے نیازی و ناز — شب و روز انہیں سے اسی ساز و باز

نہ رندی نہ کچھ پارسائی سے کام — اسے رات دن خود نمائی سے کام

قضا و قدر اس کے خدمت گزار — سراپا وہ نور خداوندگار

چپ و راست اس کے جلال و جمال — اک ادنیٰ صفت دلبر بے مثال

برابر کیا سب نے جھک کر سلام	مبارک سلامت کی ہی دھوم دھام
وہ طائر بھی اب چہچہانے لگے	یہ اشعار سب مِل کے گانے لگے

غزل

خدایا تری تا خدائی رہے	دو عالم مین اس کی دُہائی رہے
ترا نور جب تک رہے جلوہ گر	یہی اسکی جلوہ نمائی رہے
تو جب تک شناسا رہے ذات کا	یہہ آگاہِ خود آشنائی رہے
رہے تیری قدرت کا جب تک عمل	یہی اس کی فرمان روائی رہے
رہے تو بری تا قیودات سے	اسے بندِ غم سے رہائی رہے
ترا ناخنِ حکم جب تک ہو تیز	یہی اس کی عقدہ کشائی رہے
ترا دستِ ہمت رہے تا بلند	یہہ چارہ گرِ بینوائی رہے
ترا جلوہ جب تک نہ محدود ہو	یہی اس کے دل کی سمائی رہے
رہے وصل جب تک بقا سے تجھے	نہ اس کی ہماری جدائی رہے
رہے تا تجھے حسن پر اپنے ناز	نثار اس پہ ساری خدائی رہے
سبھی جلسے پر خالقِ بینظیر	طبیعت مری اس پہ آئی رہے
کوئی محو ہے گا رہا ہے کوئی	وہ دل کی طرح آ رہا ہی کوئی

ہوا آکے پابوس با صد ادب
کہا اے بہارِ ریاضِ طرب

تو مثلِ سحر نور افشان رہے
ہمیشہ ہی شوکت و شان رہے

مین پہلے گیا کعبۂ حیدر کو
سنا خود بدولت کی سیر کو

وہان سے حضورِ خداوندِ تخت
ہوا آکے حاضر زہے میرے بخت

ہوا حکم کیون ہین یہ آنکھین پر آب
دیا اُس نے اک خط بجائے جواب

لیا شوق سے اور پڑھ کر کہا
کہ اے پیکِ فرخندہ پے مرحبا

بہت تیز رو اور طرار رہے
بہت اپنے فن مین تو ہشیار رہے

نہین عقلِ کُل کو بھی کچھ ہمسری
تجھی کو ہے زیبا یہ نامہ بری

وہ بولا کہ اے شاہِ ملک و سپہر
مین ہون کمترین بندۂ بے نظیر

ہوا حرف زن یون شہِ پاک ذات
ہمین نے دیے ہین اُسے یہ صفات

وہی کرنا ہو جس مین اُسکی خوشی
کہ عاشق ہی وہ اور معشوق بھی

پسند آئی ہے اُسکی عرضی مجھے
ہے دل سے قبول اُسکی مرضی مجھے

یہ مژدہ تو پہونچا اُسے زود تر
مین اُس کا ہون یہ آمادۂ ناسور

مگر کچھ دنون مصلحت ہے یہی
رہے وہ مقامِ طرب مین ابھی

سپاہِ الم سے رہے ہوشیار
حفاظت کرے اُسکی لیل و نہار

پھر آنا یہان جب وہ بھیجے تجھے
کہ وصل اسکا مدِ نظر ہے مجھے

یہ سنکر ہوا بحرِ شادی مین غرق
قدمبوس ہوکر چلا مثلِ برق

ملا راہ مین ایک لشکر رواں
یہ سوچا ذری دیر دم لون یہان

تو دیکھا کہ میرِ سعادت وزیر
لئے ساتھ اپنے سپاہِ کثیر

اسی سمت آتا ہے مانندِ موج
پریشان و خستہ مگر ساری فوج

اسے دیکھکر شوق بے اختیار
پکارا کہ او سرورِ نامدار

یہ لشکر یہ غم کی چڑھائی ہے کیون
سفر کی مصیبت اوٹھائی ہے کیون

وہ آواز پہچان کر شوق کی
بڑھا اسب دوڑا کے یکبارگی

بنی تھی جو حالت دکھائی اُسے
سنی اسکی۔ اپنی سنائی اسے

مجاہدات

پلا اب تو مئے ساقیِ ذی کرم
کہ گھیرے ہوئے ہے سپاہِ الم

اٹھا ساغرِ مئے طبیعت سنبھال
مجھے ورطۂ بحرِ غم سے نکال

وہ مئے ہو جو دکھلائے اپنی بہار
اڑے دون صورتِ بوئے گل اک بار

ہے کچھ دھوپ کا عکس کہسار پر
شعاعین چمکتی ہین اشجار پر +

تری اوس کی دھوپ کھینچنے لگی
ہوا بھی ذری گرم ہونے لگی

پرندے زمین پر اُترنے لگے — ہرن گھل کے جنگل مین چرنے لگے

اُڑے کھول کر قاز و سرخاب پر — گرے مرغ آبی وہ تالاب پر

وہ کھیتون مین چڑیان بھی آنے لگین — وہ چُن چُن کے دانے اُٹھانے لگین

ہوا پھر وہی کار و بارِ جہان — ہوئے لوگ معروفِ کارِ جہان

ہوا مین ابھی تک نہین کچھ غبار — رطوبت لگی اُڑنے بن کر بخار

مگر شہر مین یہہ نہین آب و تاب — کہ ٹیلون کی ہے اوٹ مین آفتاب

بلندی پہ کچھ دھوپ آنے لگی — وہ کلسون پہ سونا چڑھانے لگی

مُنڈیرون پہ کچھ کچھ جھلکنے لگی — اُتر کر وہ در پر چمکنے لگی

غرض چاکِ جیبِ سحر بڑھ گیا — قریب آدھے گھنٹے کے دن چڑھ گیا

ہزارون جوانانِ لشکر شکن — وہ ہین دامنِ کوہ مین خیمہ زن

وہ ہین چھوڑ کر وہ سب اسبابِ بزم — چلے ہین کسی سمت کو بہرِ رزم

یکایک کھڑے ہو گئے وہ وہین — کسی نے ابھی اونکو دیکھا نہین

ادھر لوگ کچھ چڑھ کے مینار پر — نظر کرتے ہین دشت و کہسار پر

چمکتے ہوئے خود و تیغ و تفنگ — پھر اُن پر سُنہری شعاعون کا رنگ

وہ زرہین چمکتی ہوئین دور سے — کہ گویا بنی تھین وہ بلّور سے

خوشی سے پھر پھرے راہ و ... | ... [illegible] ... او ... تھے

وہ گھوڑے کہ نوتی بدلتے ہوئے | اشارون مین گرگ رگ کی چلتی ہوئے

سوارون کی ہر دم رہی پر نگاہ | کہ رکنے نہ پائے کہین گرد راہ

رکے پھر وہ کچھ دور کہسار سے | مخاطب ہوئے اپنے سردار سے

وہ کہتا ہی ٹھہرو یہین آس پاس | کہ ہے سخت مضبوط باب سپاس

اسے توڑنا ہے بہت کار سخت | کہ یہ شہر ہے شاہ کا پایہ تخت

مقام طرب خلد منزل ہے یہ | دیار محبت کا حاصل ہے یہ

حیات ابد اس مین اک باغ ہے | مرے دل کو اس باغ کا داغ ہے

ہے قصر اس مین اک عشق جاوید | انھین دونون سے نقطہ بندگی

اسی غم مین ہی میری حالت تباہ | کہ تھی شاہ طغون کی یہ بارگاہ

مگر ہاتھ آنا بھی دشوار ہے | کہ چارون طرف اسکے کہسار ہے

ادھر جائین تو ہوگی بیشک شکست | کہ ہے گھاٹیون پر بڑا بند و بست

مگر ایک تدبیر آسان ہے | کہ صحرا و دشت مین سلطان ہے

ہمارا تمہارا وہان کیا گزر | کہ اس جا فرشتون کے جلتے ہین پر

کرین اہل قلعہ کو محصور ہم | رسد سے کرین ان کو مجبور ہم

در قلعہ پر چل کے ہوں جاگیر | مقابل ہو کوئی تو برساؤں تیر
یہہ جب آب و دانہ ہوئے نا صبور | ظفر ہوگی ہم کو میسر ضرور
ادھر آئے جو شاہ بھی قہر میں | تو جانے نہ دیں ہم اُسے شہر میں
جد یہہ جانے وہ ہوا اُدھر سدِ راہ | رہے مستعد اس پہ اپنی سپاہ
سُنی سب نے یہہ گفتگوئی عجیب | تھا اوس منار سے وادی قریب
وہ شوری جو اس طرح کرنے لگے | یہہ گھبرا کے فوراً اُترنے لگے
اُترتے ہی پہونچے درِ قلعہ پر | کریں قلعہ بانوں کو تا یہ خبر
وہ پہونچے ہی تھے در پہ مغرور سے | نظر آئی کچھہ روشنی دور سے
یہہ کرمیں چمکتی ہیں کس چیز پر | ٹھرتی نہیں اب تو مطلق نظر
سوار آتے ہیں کچھہ ادھر زرق برق | سراپا ہیں فولاد و آہن میں غرق
صفائی میں آئینہ تیغ و تفنگ | پھر اُون پر شعاعوں کی شوخی کا رنگ
وہ بجلی سے کچھہ کم چمکتی نہیں | وہ آنکھیں نہیں جو جھپکتی نہیں
یکایک قریب آگئے وہ سوار | مقابل ہوئے پاسبانِ حصار
ہوئی فوج قلعہ کو یہ آگہی | کہ فوج لعیناں قریب آگئی
بڑھی آتی ہے دمبدم بیشتر | پہونچتی ہے دم میں درِ قلعہ پر

نظر آتے ہین اُن کے بے طور ڈھنگ ‏— اُسی دم بجا قلعہ مین کوس جنگ

زمین اُوسکی آواز سے ہل گئی ‏— ہر اِک سپہ کو خبر مل گئی

دیا حکم وقفہ نہ زنہار ہو ‏— اسی وقت سب فوج تیار ہو

یہ سُن کر دلیران و مردان کار ‏— زرہ پوش ہو کر سپہ نامدار

نکل کر در قلعے سے ناگہان ‏— ہوئے فوج دشمن پہ حملہ کنان

چلین ہر طرف سے یہ توپ تفنگ ‏— شب تار و تیرہ تھا میدان جنگ

مفر کی کوئی راہ تکتا نہ تھا ‏— کسی سمت کچھ بھی دکھتا نہ تھا

بہت اُڑ گئے گر گئے سیکڑون ‏— ادھر سے اُدھر پھر گئے سیکڑون

مگر جوش مین آکے بڑھتے گئے ‏— وہ سب ہوتے کے منہ پہ چڑھتے گئے

بہت قلعہ سے شعلہ باری ہوئی ‏— نہ کوئی سپہ پر فراری ہوئی

کشاکش کے قلب و جگر ہل گئے ‏— لڑائی مین آخر وہ یون ہل گئے

نہ باقی رہی کوئی ترتیب جنگ ‏— ہوئین بار اُسوقت توپ و تفنگ

حفاظت کو نکلے ہین جو شہر کی ‏— بہت کم ہین تعداد مین یہ ابھی

پہونچتی گئی جن کو جن کو خبر ‏— ہوئے جنگ جو آکے بیرون در

ہوئے آگ غصے مین اہل ستیز ‏— ہوا گرم ہنگامۂ رستخیز +

ہر دو سینہ و پہلو سے اہل جنگ — ہوئے وقف گزر و سنان خدنگ

بہت دیر تک تیر برسا کیے — لگے آب خنجر کو ترسا کیے

ہوے دو نون جب بے کمر کش تہی — ہوئی ختم بارش بھی اب تیر کی

اُڑے مرغ جان کچھ پر تیر سے — بہت پھل گرے شاخ شمشیر سے

چلی تیغ تو پشت زین پر رکی — جو اُس کو بچی کاٹا زمین پر رکی

جدائی سر و تن مین ہونے لگی — لہو سوگ دشمن مین رونے لگی

نکالے ہوے اپنی سوکھی زبان — چلی خون پینے سوے دشمنان

روان ہوتے ہی جان کھونے لگی — گلے مل کے رگ رگ کے رونے لگی

ادھر وار پر وار سب چلنے لگے — شرر اس کے منھ سے نکلنے لگے

سپر کو جو کاٹا تو سر پر گری — جو منھ پر چڑھا اسکو دو کر دیا

چلی المضاعف دم کارزار — کیا دو کیا دون کو اک کو چار

ہوے غصے مین آکر ابلنے لگی — لہو منھ سے آخر اگلنے لگی

مٹایا یہان تک عدو کا نشان — ہوئی چشم جوہر سے خود خون فشان

چمک کر چلی وہ شرارت بھری — کسی وقت شعلہ کسی دم پری

گری صورت مست وہ جس طرف — ہوئی مست جام فنا صف کی صف

چلی یہ تو منھ سب کے پھرنے لگے ثمر نخلِ ہستی سے گرنے لگے

ہوئی ارّہ جو پیتے پیتے لہو کئے قطع نخلِ حیاتِ عدو

ہوئی محض بیکار شمشیرِ تیز اٹھے گرز برپا ہوئی رستخیز

چقاچق کی آواز آنے لگی سپر ہر طرف منھ کی کھانے لگی

پڑی جس پہ اک ضرب وہ اہلِ کین اسی جا ہوا گر کے نقشِ زمین

ہوئے دست و پا سب کے بے اختیار گرے گرز نیزے لئے ایک بار

نہ مانع ہے جوشن نہ مانع زرہ سناں کھولتی ہے دلوں کی گرہ

ادھر کے ہزاروں یلِ ارجمند کئے اہلِ وثر نے اسیرِ کمند

بہت دیر یہ حشر برپا رہا جو نیزے بھی ٹوٹے تو اب کیا رہا

نہیں ہوتی معلوم فتح و شکست یہ ہیں اہلِ قلعہ بہت چیرہ دست

اٹھا ہے یہ کیسا وہ گہرا غبار مخاطب ہیں دونوں طرف کے سوار

بہت غور سے دیکھتے ہیں مگر نہیں آتا جز تیرگی کچھ نظر

قریب آتے آتے ہوا کم غبار نظر آئے اس میں علم بے شمار

فصیلوں سے اتنے میں اک ہوشمند پکارا کیا یک بہ بانگِ بلند

کہ اے نوجوانان و مردانِ کار وہ آتی ہے فوجِ لعیں ہوشیار

لعین ابن ملعون کا سُن کے نام — وہ مردود دیکھا ہوئے پھر تمام
صدا آئی برجون سے یہ ایکبار — کہ اے پہلوانانِ عالی وقار
خبردار ٹھہرو نہ میدان مین — نہین گھر گئے آن کی آن مین
تمہین اس گھڑی ہے مژدۂ ظفر — چلے آؤ اب قلعہ مین بے خطر
ہوئے نعرہ زن وہ یلان حربی — کہ تا حشر یہہ تو نہ ہوگا کبھی
یہین مار لینگے اور مر جائینگے — نہ قلعہ مین پھر بھاگ کر جائینگے
قریب آگئی اب وہ فوجِ لعین — ہوئے اہلِ دژ سخت اندوہگین
وہی تازہ دم لشکرِ نابکار — ہوا حملہ آور یمین و یسار
گھرے ہر طرف سے یہ مردانِ جنگ — ہوا اہلِ دژ پر بہت وقت تنگ
اٹھائے ہین دستِ دعا جنگ جو — کہ یارب ترے ہاتھ ہے آبرو
یہ معلوم ہوتا ہے سب اہلِ دین — کوئی دم مین ہون نذرِ شمشیرِ کین
اُدھر کا ہراول سے کفرانِ جنگ — بڑھا اور کہنے لگا بد زنگ
اگرچہ مطلوب ہو جان کی — ہمارے حوالے کرو دژ ابھی
ہوئے خشمگین سید ہزبر ژیان — پکارے کہ او مردکِ بدزبان
تو کیا ہے تماشا ملعون بھی — نہین دیکھ سکتا سوے دژ کبھی

منارے پر اک شخص اندوہگین — کھڑا ہے لگائے ہوئے دوربین

ہوا دیکھکر سو سوئے در بے قرار — مقرر ہے یہ پہلوان قلعہ دار

ہے استادہ جس پر یہ فیروزمند — ہے نام اس منارے کا بخت بلند

پکارا کوئی دور سے بیدرنگ — کہ تبلا تو کچھ خانِ تقدیر جنگ

وہ بولا فصیلون پہ ہے جو سپاہ — کمک کے لئے جا اسوقت آہ

اُتر کر چلے وہ نبرد آزما — جو باہر تھے اُن کا بڑھا حوصلا

ابھی رستے ہی مین ہین یہ بدار — اُٹھا پشتِ فوجِ عدو سے غبار

پکارا ہین خانِ تقدیر جنگ — کرو عرصۂ زیست دشمن پہ تنگ

کہ ہمراہِ شاہنشہِ بے نظیر — وہ آتا ہے میر سعادت وزیر

یہ سُنکر دلیرانِ جنگی سوار — عدو پر گرے ٹوٹ کر برق وار

پسِ پشت دشمن تھی یہ اہلِ جنگ — ہوا حکم برساؤ تیر و تفنگ

گئے تیری سمت اہلِ کمک — لعینون ملتی ہین راہ تک

ہوا فوجِ دشمن کا یہ قتلِ عام — کہ کشتون کے پشتے لگے ہین تمام

اجل چیخی دوڑو مری سر گئی — کہ مین دوڑتے دوڑتے مر گئی

لعین ابنِ ملعون بھی مارا گیا — وہ کفران کا سر اُتارا گیا

یہہ دیکھا تو لی سب نے راہِ فرار ‏— تعاقب کنان جاتے مین بیشمار

ظفریاب ہوکر پہر اوہ وزیر ‏— ہوا دست بوسِ شہِ ملنیظیر

سر اُن سبہون نے ستائش کنان ‏— کہ ہو فتح سلطان کی ہمعنان

یہ سُن کر یہہ بولا شہِ ملنیظیر ‏— مجھے لا نے جسدم گیا تہا وزیر

مین اُس وقت وحشت کی عالم مین تہا ‏— غمِ یار سے کچہ عجب غم مین تہا

وہین آگیا شوق بیر انشیر ‏— سُنایا یہہ فرمانِ مہرِ منیر

خبردار اس مین نہ غفلت کرو ‏— مقامِ طرب کی حفاظت کرو

اُسیوقت میرِ سعادت کے ساتہہ ‏— روانہ ہوا شان و شوکت کے ساتہہ

پہونچ کر بفضلِ خدا وقت پر ‏— گیا فوجِ اشرار کو فی السقر

غرض سب مقاصد جو حاصل ہوئے ‏— مقامِ طرب مین وہ داخل ہوئے

مسرت کی گھر گھر ہوئی دہوم دہام ‏— ہوئے محوِ عیش و طرب خاص عام

حملۂ ملعون

پلا بادہ ساقی اٹھا رسمِ شرم ‏— کہ ہو حسب خواہش مری طبع گرم

دے جا مجھے جامِ نو بید رنگ ‏— تو پھر دیکھہ میری طبیعت کا رنگ

مخالف ہو مستی مین جور روزگار ‏— بطِ مے کی صورت ہو وہ بہی شکار

چھپے غار مین گرگ و یوز و پلنگ — کہ بدلا ہے قدرت نے موسم کا رنگ

ڈھکین چوٹیان برف سے سربسر — کہ چاندی چڑہائی ہے کہسار پر

کھلے پہول گیندے کے وہ زرد زرد — چلی آتی ہی کیا ہوا سرد سرد

وہ گل مہندی پھولی کھلے گلفرنگ — چمکتا ہوا وہ ہزارے کا رنگ

وہ نیلم کے ساغر لیے کاسنی — وہ سورج کی ہم شکل سورج مکھی

وہ گوبھی کے پتے اکڑنے لگے — بتاشے بھی دو چار پڑنے لگے

اناروں مین کلیان بھی بوائین — وہ کیلون کی پھلیان بھی گدرائین

بہی سیب امرود پکنے لگے — وہ شاخون مین کوے چمکنے لگے

وہ پک کر شریفے بھی سب کھل گئے — ٹپک پڑتے ہین جو ذرا ہل گئے

لدی ہین درختون مین نارنگیان — پھٹی پڑتی ہین بوجھ سے ڈالیان

ہزارے لٹکتے ہین کیا لال لال — جڑے ہین زمرد کی جھاڑون مین لال

غضب عشق پیچان کا شاخون سے میل — وہ نازک وہ باریک پتی کی بیل

تراشے ہین قدرت نے کیا ہمیال — کرن پھول یاقوت کی لال لال

وہ کچھ پھول سرسون مین آنے لگے — ذرا کھیت جوبن دکھانے لگے

کہین چھوٹے چھوٹے وہ چپری سے پھول — کہین اودے اودے وہ السی کے پھول

نظر آتی ہے صنع رب انام
زمرد کی چھڑیون پہ نیلم کی شام

ہوا جب اڑاتی ہے جنگل کی ریت
تو کیا لہلہاتے ہین گیہون کے کھیت

عمامے کا چلتا نہین زور و پیچ
ہے سردی کے آگے دولائی بہی ہیچ

رضائی مین چھپ کر جو لیٹے ہین آج
گلوبند سر سے لپیٹے ہین آج

تھا جن جن کو نازک مزاجی پہ لاف
ہین لادے ہوے وہ بھی بھاری لحاف

بغل مین کوئی دلبر گلعذار
کہ سردی مین ہے بس اسی کی بہار

نہین اور جاڑے کا چارہ کوئی
اسے روئی کھوتی ہے بس یا دولی

ہم آغوش دلبر ہے جو شام سے
اسی کی گذرتی ہے آرام سے

وہ عاشق کہ جن کا نفس شعلہ بار
انھین یار کی سرد مہری ہے بار

گری برف ٹھہری جو ٹھنڈی ہوا
رگون مین لہو اب تو جمنے لگا۔

دم صبح ہے زور سردی کا اور
جدھر دیکھو ہے چائے و قہوہ کا دور

دھری ہین وہ شیشونکی کنٹر حسین
کسی مین برانڈی کہین شامپین

پلاتا ہے بھر بھر کے ساقی ایاغ
ہوا آتش تر سے روشن دماغ

کوئی مست ہے کوئی مخمور ہے
کوئی نشۂ عشق مین چور ہے

چلی زور سے کیا ہوا رات کو
قیامت کا پالا پڑا رات کو

دوشالے دکھاتے ہین کیا کیا بہار
کوئی شال اوڑھے ہے کوئی جامہ وار

جو کہتے تھے اپنی کو آتش مزاج
چڑھائی ہین دستانے ہاتھون پہ آج

گھرے تھے جو گرمی کی اندھیر مین
پڑے پائتابون کے اب پھیر مین

وہ گل جن ڈھاکے کی ململ تھی بار
ہنین آج کمبل سے بھی ان کو عار

قبا تھی گران جن پہ تنزیب کی
پہنتے ہین اب کوٹ۔ اچکن وہی

کہین کمرے مین تاپتی ہین حسین
کوئی ہاتھ ہی سینکتا ہی کہین

وہ رنگین کپڑے چمکتے ہوے
انگیٹھی مین کوئلے دہکتے ہوے

ہنین بھاتی مطلق درختون کی چھاؤن
ہوا مین ٹھٹھرتے ہین اب ہاتھ پاؤن

ہنین چھاینٹ سی خالی کوئی دکان
اترتے ہین بانات پھلور کے تھان

نزاکت بھری لکھنؤ کی وہ فرد
کہین سرخ و سبز اور کہین ہے زرد

غرض سب کے لب پر ہی سردی کا ذکر
مگر فضل حق سے یہان کیا ہی فکر

فقیر اپنے کمبل مین بیٹھا ہی مست
پیالے چڑھاتا ہے جام الست

ردائے نگارین ہی لطف حبیب
رضائی کی جا ہے رضائے حبیب

جو مجمر ہے سینہ تو دم شعلہ بار
ہین انگارے داغ غم عشق یار

لگائے ہوئے سوز دل کا الاؤ
فقیر اپنی موچھون کو دیتا ہے تاؤ

قریب آ گئے بجنے کے پہونچے گھر ۔ ابھی تک نہین آتا سورج نظر

یہ معلوم ہوتا ہی۔ ہے وقت شام ۔ قیامت کا چھایا ہے گہرا تمام

یہہ لو چھٹ گیا آن کی آن مین ۔ نکلنے لگے لوگ میدان مین

نظر آتے ہین سب جتنے تالاب خام ۔ وہ اوڑھے ہین جنی کی چادر تمام

میسر نہین یہہ بھی کپڑا اگر ۔ سنگھاڑون کے پتون ڈھانکی مین سر

وہ پانی پہ کائی بھی جمنے لگی ۔ وہ کچھ دہار دریا کی تھمنے لگی

وہ ندی کا زرزون پہ بہتا نہین ۔ وہ پانی بھی جھیلون کا میلا نہین

سون چینے۔ لدکے پیچھے سیخ پر ۔ جب آئے کہسار کو چھوڑ کر

کلنگ اور سرخاب باندھے قطار ۔ آبیٹھے جھیلون پہ وہ بیشمار

کناری کناری وہ بگلونکی صف ۔ حواصل ممولے بطین ہر طرف

برابر جو بیٹھے صفین باندھکر ۔ کہین جدولین صفحۂ آب پر

پئے سیر اب لوگ جانے لگے ۔ شکاری بھی جھیلون پہ آنے لگے

یکایک اٹھا دشت سی وہ غبار ۔ ہوئے لوگ حیرت زدہ ایکبار

ذرہی دیر گذری ہی۔ اس کو ابھی ۔ نظر آئی کچھ فوج اشرار کی

یہہ دیکھا جو سب نے تو ہو زرد تر ۔ چلے جانب شہر سب چھوڑ کر

پہونچتے ہی قلعے مین برنا و پیر — گئے پیش میر سعادت وزیر

سُنی اُس نے جسدم یہ اُڑتی خبر — تو پہونچا حضورِ شہِ دادگر

دعا دی کہ اے شاہِ فرخندہ بخت — رہے تا ابد تیرا دیہیم و تخت

سُنا ہے کوئی لشکرِ جنگجو — ہے گھیرے ہوئے شہر کو چار سو

یہ معلوم ہوتا ہے ملعون شاہ — خود آیا اِدھر لے کے اپنی سپاہ

سُنا یہ تو وہ شاہ فیروز دہر — ہوا یون سخن سنج از روی قہر

لعین اور کفران جب آئے بہم — تھے اُس وقت صحرا و دشت مین ہم

نہ تھا تو بھی قلعہ مین اے خوش صفات — مگر رکھ لی اللہ نے اپنی بات

اب اس وقت جو مصلحت ہو تری — اُسی کو سمجھہ عین مرضی مری

کہا اُس نے اے سرورِ سروران — ہے قلعے مین اب لشکرِ بیکران

جو آتے ہین آنے انہین دیجیے — ابھی سے نہ عزمِ وغا کیجیے

نہین تو یہ خدشہ رہے گا مدام — پڑے روز اک جنگ تازہ سے کام

تردد نہ زنہار کچھہ کیجیے — مگر حکم اس وقت یہہ دیجیے

کہ سرکردۂ فوجِ شیخ جلال — رہے ہر دم آمادہ بہرِ جدال

ہے اک اور تدبیر جس سے حضور — نہ باقی رہے کوئی اہلِ غرور

لڑیں جب وے وہ لے کی تیغ و تفنگ
اُنھیں کر لیں حلقہ بدم دانِ جنگ

گھریں گے تو ہوں گے وہ اک دم میں پست
ابھی تک یہ خفیہ رہے بندوبست

کرے چار دن جانب سے حملہ سپاہ
نہ باقی رہے ایک بھی کینہ خواہ

طلسمِ مصیبت ہے اک راہ میں
جو بھاگیں گریں سب اُسی چاہ میں

غضب کی وہاں آگ ہے شعلہ زن
اُسی میں جلیں خوب یہ برہمن

غرض راہ ٹھہری مناسب یہی
کسی کو نہ اس کی ہو ذرا آگہی

کہا شاہ نے پھر یہ دستور سے
کہ واقف ہے تو دردِ دل سے مرے

جدائی سے گو اُس کی مرتا ہوں میں
مگر دن مصیبت کے بھرتا ہوں میں

مقامِ طرب میں خدا کی قسم
نہیں چین دل کو مرے کوئی دم

یہی جی میں آتا ہے اب آ وزیر
روانہ ہوں میں سوئے مہرِ منیر

تجھے سونپ جاؤں یہ ملک و سپاہ
رہے رات دن تو بصد عز و جاہ

سُنا یہ تو بولا وہ دانا وزیر
کہ کچھ یاد ہے حکمِ مہرِ منیر

ابھی آپ چندے اسی جا رہیں
جدائی کا غم اور کچھ دن سہیں

خدا چاہتا ہے تو با یکسو ہو جنگ
روانہ ہوں پھر اب اُدھر بے درنگ

مگر بستہ بہرِ اطاعت مدام
حضوری میں حاضر رہے یہ غلام

غرض کیا ہے مجھے عیش و آرام سے
مجھے عشق ہے آپ کے نام سے

نہ چھوڑی رفاقت کبھی آپ کی
رہا ساتھ صحرای وحشت مین بھی

فراغت جو اس جنگ سے ہو نصیب
چلین دونون سوے دیارِ حبیب

جو یہ عذر ہے پہلے یہ کیجیے
اجازت وہان سے منگا لیجیے

ادھر کی طلب ہے چلے ورکا ہے
کسی [illegible]

یہ سن کر ہوا خوش شہِ بے‌نظیر
[illegible] ہمت پہ آ و زیر

اٹھا کر وہین خامہ اشتیاق
[illegible] صفحہ نم پہ شرح فراق

استعانت

مری روح و سفاکِ مکین غدار
گلستانِ زخمِ جگر کی بہار

رخِ رشکِ گل کا ہی مدت سے ذوق
سماتا نہین اب مگر دل مین شوق

یہ رنگِ طبیعت یہ جوشِ فراق
تمھارے گلے ملنے کا اشتیاق

کہین اور ہی گل کھلائے نہ اب
کہ مٹی مین امید مل جائے سب

کہان تک اٹھاؤن مین یہ بارِ غم
کہان تک رہون تختہ مشقِ الم

مین ہون جان کنی مین بچا لو مجھے
تم آکر گلے سے لگا لو مجھے

گئے گرمیِ عشق نے ہوش گم
ہوا اپنے دامن کی دو آکے تم

اگر و تم مرے گہر جو آنا قبول
لٹاؤن مین کیا کیا تمنا کی پہول

نہین اب تحمل کا یارا مجھے
تمہاری جدائی نے مارا مجھے

گئی جان جسدم تم آئے تو کیا
مرے بعد تشریف لائے تو کیا

جوانی کو کہتے ہین اہلِ تمیز
بہارِ گلستانِ عمرِ عزیز

ملو اس جوانی مین تم اے حبیب
یہ دن اور راتین کہان پہر نصیب

مرے مرہی جانے سے خوش ہو اگر
تو پہر کیا ضرورت نہ لو کچہہ خبر

بلا سے مین جی سے گذر جاؤن گا
کسی کو مگر خوش تو کر جاؤن گا

بلا سے تمہاری جیون یا مرون
مگر تم کو ناراض مین کیون کرون

اٹھائے وہ صدمے کہ گہبرا گیا
لبون پر دم مضطرب آگیا

بنے جس طرح اب بلاؤ مجھے
رہِ آمد و شد بتاؤ مجھے

اگر میرے ملنے سے ہو تمکو عار
کسی کو کسی پر ہے کیا اختیار

دعا ہے یہی خالقِ ذو الجلال
عدو پر نڈالے محبت کا جال

مرے بعد پہر تم کو نفرت کہان
یہ ہر وقت کا رنج و زحمت کہان

نہین ہرج واللہ میرے بغیر
مبارک تمہین باغِ خوبی کی سیر

جو تم سا بناتا مجھے کردگار
تو پہر کیا تمہین تہے مرے دوستدار

تمھارے سوا کون ہے اب شفیق — مرے غم کا ساتھی الم کا رفیق
مرے حال کی بھی نہیں اب خبر — کرو دشمنوں سے نہ اب درگذر
مقام طرب سے نکالو انھیں — طلسم مصیبت میں ڈالو انھیں
مری اختیاری جو ہوتی اجل — تو اب تک نہ ہوتا یہ ردّ و بدل
کرو تم وہی جس میں تم خوش ہو یاس — ولے پر میں کرتا ہوں اب التماس
ہیں جب تک کہ گلشن میں استادہ سرو — ہیں جب تک خرامان کبک و تدرو
رہو چلتے پھرتے گلستان میں تم — سلامت رہو باغِ امکان میں تم
کہی شوق سے دی کے تائید بات — پھر آنا انھیں ہو وہی خوش صفات

تائید و نصرت

پلا ساقیا ساغرِ لطفِ یار — کہ ہو یار تائیدِ پروردگار
پلا مے قیودات سے دی نجات — کہ قایم رہوں صورتِ محضِ ذات
گھرا ہوں میں انبوہِ اوہام میں — دکھا حکمِ نصرت خدا ہام میں
قریب آتی جاتی ہے اب دوپہر — پگھلنے لگی برف کہسار پر
صدا ابتیوں سے نکلنے لگی — ہوا بھی ذرا تیز چلنے لگی
قریب آگئی وہ درختوں کی چھاؤں — ہوئے خوب قابو میں اب ہاتھ پاؤں

چرائی سے پھرنے لگے جانور — وہ پانی پہ گرنے لگے جانور

وہ ہر لہر بجلی دکھانے لگی — نظر پانی پر تلملانے لگی

بہت صاف ہے گو سپہر کہن — وہ منڈلا رہے ہین مگر کچھ زغن

درختون پہ بیٹھے ہین کچھ دور دور — وہ اُڑتے ہین تالون پہ بھی کچھ طیور

ہرن اور چیتل نکلنے لگے — وہ پی پی کے پانی اُچھلنے لگے

ہوے آب شیرین سے جو بہرہ ور — تو کیا کیا کلیلون پہ ہین جانور

جو شرکون پہ مزدور تھے جابجا — وہ تکتے رہے سایہ اشجار کا

بجے بارہ سب کو جب ہو گئی — کہ فرصت ملی دوپہر ہو گئی

مگر وہ پڑے ہین جو میدان مین — ہین ڈوبے لڑائی کے سامان مین

یکایک یہہ لو طبل جنگی بجا — کچھارون مین کیا گونج اُٹھی صدا

کئی روز نقارے بجتے رہے — ترائی مین بادل گرجتے رہے

ہین تینون ان یونہین طیاریان — فراہم ہوا لشکر بیکران

تو در ہو گئے مین میر حادث مزید — کہ شاید ابھی اور آئین شریر

اسی سے وہ دانستہ خاموش ہے — کہ شاہِ ملعون کو جوش ہے

اُدہر جتنے افسر تھے سب آ گئے — وہ قلعہ کی چارون طرف چھا گئے

بڑہی کبر جنگ اور آنا تہا / نعمت خان خون میں اس الریا

پکارا یہہ ملعون از روے کین / سے لینا مجہے انتقام لعین

کرو کوششیں آج میدان میں / کہہ دو قتل ان سب کو اک آن میں

ادہر سے بتسلیم شہ با خدا / بڑہی میر تسلیم و تیغ الرضا

جو یہہ دونوں لشکر صف آرا ہوے / بہم مارا اور نور یک جا ہوے

ہوی جنگ مغلوبہ وقت تمام / نہ نکلا مگر اس لڑائی سے کام

یونہیں جنگ مغلوبہ ہوتی رہی / اجل بخت ملعون کو روتی رہی

گئے تین دن اور اسی ننگ سے / فریقین گہبرا گئے جنگ سے

اٹہا ہے وہ میر سعادت نزیر / یہہ کہتا ہے سب خسرو منتظر

وہ ملعون مردود رب جلیل / بہت ہے یہہ جماعت قلیل

اگر حکم پاویں لب شاہ سے / نکل آئیں فوجیں کمین گاہ سے

ابہی چاشت سے اور آغاز جنگ / پہنچ جائیں سب دشمن بد [illegible]

جو لڑتی ہے اس وقت فوج قلیل / چلی آتی ہے دوڑتی تا فصیل

ہٹیں گی جو یہہ مار کہاتے ہوے / چلے آئیں گے وہ دبائے ہوے

جو یہہ جائیں نکلا وہ مانند فوج / نکل کر انہیں گہیر لے اپنی فوج

اسی دم بحکمِ شہِ نامور / یہ پہونچا دی مخبر نے سب کو خبر

گئے جس گھڑی وہ بجالِ زبون / نظر آئے مور و ملخ سے فزون

ملے جب یہ دو لشکرِ بیشمار / زمین پر قیامت ہوئی آشکار

کسی کو نہ باقی رہا تن کا ہوش / گری فوجِ ملعون ہوئی سخت کوش

کہ اتنے مین اک لشکرِ بے حساب / کہ چہرون پہ ڈالے ہوئے تھی نقاب

ہوا اہلِ قلعہ کا آکر معین / یہ دیکھا تو خائف ہوا اہلِ کین

پڑے سب پہ جو آگین اٹھائی ہوئے / تو بھاگے وہ سب تھم نہ پائے ہوئے

دیا اور پھر وہ ہوا و غضب / ہوئے ساتھ ملعون کی ان سب

ہزاروں لڑائی سے زندہ بچے / طلسمِ مصیبت مین جا کر گرے

کہ جس مین جو تھا دل دردناک / وہین ہوگئین ہڈیان جل کر خاک

نشان بھی ملا پھر نہ بدخواہ کا / فقط رہ گیا نام اللہ کا

ملک شاہ کو ہے یہ حیرت کمال / کہ لائے کہان سے یہ قدسی خصال

طریقت

چھکا دے اب اے ساقیِ ذوفنون / کہ انا الیٰ ربنا راغبون

نہ چھوٹا کبھی جام سے آج تک / کہ اصبحت و امسیت خیر الفلک

دسے جا تو ساغر کہ تیرے بغیر — ہے ویرانہ مجھکو حرم ہو کہ دیر

ڈھلا دن سنہری ہوئی سطحِ آب — پہاڑوں میں چھپنے لگا آفتاب

دکھاتے ہیں چوٹی وہ زرین کھجور — گیا بھاگ کر سایہ تاڑوں کا دور

چلے سوئے مے خانہ آزاد رند — لگے ڈھونڈھنے آشیانے پرند

شعاعوں کے ٹیلوں پہ ہیں کچھ نشان — چلے گاؤں کو لے کے گلّے شبان

وہ مزدور سڑکو ہیں آنے لگے — سرا کو مسافر بھی جانے لگے

کھچا سرخ پردہ وہ افلاک پر — نہیں آتا اب زرد سورج نظر

وہ جو لکّے ابر ہیں دور تک — ہے اُن میں بھی یاقوت کی سی چمک

شفق پھول کر یہ ہوئی خون فشان — بنا عرصۂ قتلگہ آسمان

ہوا ہر طرف اک سکوت آشکار — ہوا گم ہوئی ٹھہری دریا کی دھار

جو تھوڑی سی آتی تھی بدلی نظر — وہ سونے کا پتر بنی سر بسر

ہوا جھٹ پٹا وقت بدلا سماں — لگا کھولنے جعدِ شب آسمان

نہیں بدلیوں میں بھی اب وہ چمک — بنا گنبدِ سنگِ موسے فلک

فلک روشنی دن کی کھونے لگا — اندھیرا سا باغوں میں ہونے لگا

درخت اپنے چہرے چھپانے لگے — بخارات دریا پہ چھانے لگے

اندھیرا ہوا خوب ہر راہ مین — جلین مشعلین لشکرِ شاہ مین

اتر کر سواری سے وہ اک جوان — پیادہ ہوا سوے قلعہ روان

قریب آکے اسنے اٹھائی نقاب — تو بولا وزیر الممالک شتاب

ارے یہ تو ہی شوق شہ کا مشیر — وہ پہونچا حضورِ شہِ بےنظیر

یہ فرمایا شہ نے کہ اے غمگسار — یہہ ہین کون مردانِ جرأت شعار

کہا اس نے ہین دو شخص سردار ہین — مہماتِ ملکی کے مختار ہین

ہین سب اُن کے محکوم نیرنگ رنگ — یہ ہین نصرۃ الدولہ تایید جنگ

کہا کیون یہ ڈالے ہین منہ پر نقاب — کہا ہے یہ نامحرمون سے حجاب

گیا شوق یہہ کہہ کے کہسار کو — بلایا ہر ایک سردار کو

گیا لے کے شہ اُن کو خلوت مین ساتھ — بٹھایا پکڑ کر محبّت سے ہاتھ

اُلٹ کر نقاب اُن کے رخسار سے — ملایا وزیرِ وفادار سے

کہا شوق ہی دیکھ لے اے غمگسار — بیان کر جو لایا ہو پیغامِ یار

وہ بولا کہ ہین اوج پر اب نصیب — کہ طالب ہی خود آپکا وہ حبیب

گیا لے کے جس دم مین نامہ وہان — ہوا مہر مجھہ پر بہت مہربان

بہت غور سے لے کے نامہ پڑہا — بلاکر پھر ان افسرون سے کہا

اسی تب مع اپنی لشکر کے سب | روانہ ہوئے سب مقام طرب

یہہ کہنے لگا مجھ سے وہ عرش جاہ | یہان آنے کی ایک قرب ہے راہ

اسی راہ سے اس کو لانا ادھر | کہ ہو منزلون کی اسے سب خبر

یہہ کہنا تو اس سے کہ سب چھوڑ کر | ادھر آ طلسم خودی توڑ کر

جسے چاہتے مین بلاتی ہین ہم | نظر کر وہ اپنا بنا [illegible] سم

یہہ لے اسکو دینا تو لوح یقین | بتادے گی منزل کا سب [illegible] ہین

مقام اول اسکا ہی باب مجاز | یہہ [illegible] کا وہان طلسم [illegible] راز

ہدایت کرے لوح جس بات کی | وہان تجھکو سب ہے کرنا وہی

جو وادی حیرت کی صدا آئیگی | تو یہہ لوح آئینہ بن جائیگی

نہ دیکھے گا کوئی تو اپنے سوا | انا الحق کی [illegible] صدا

وہان سے جو گذریگا بے وحشت ہو | نظر آئیگا ایک ہی چار سو

جو کچھ حق ہے دیکھے گا تو بس وہان | نہ ہوگا کوئی واسطہ درمیان

وہان سے ہی آگے ہی سر زمین | ملین گے یہان پہلی تجھہ سی ہمین

یہان تیری نظرون مین اسی بے لقا | رہے گا نہ کوئی ہمارے سوا

بس اک عالم قدس ہوگا یہان | تعدد نہ تمیز کا کچھ نشان

نہین منزلِ عشق مین انتظام — ہین دکھلانے پر تجھکو سارے مقام

نہ شیطان کچھ ہی نہ طاعت ہی کچھ — نہ دوزخ یہان ہی نہ جنت ہی کچھ

نہ ہی جبر کچھ شی نہ کچھ اختیار — وہی کفر ہے جو کہے غیر یار

نہ ہی کفر کچھ شے نہ اسلام کچھ — نہ زنار کچھ ہے نہ احرام کچھ

نہ ترتیب کچھ ہی نہ کچھ اختلاف — ہے اضداد سی مطلعِ عشق صاف

دوئی کی کسی جا سمائی نہین — یہان غیر سے آشنائی نہین

نہ اقرار ہے کچھ نہ انکار ہے — جدہر دیکھیے یار ہی یار ہے

نہ مین ہون نہ تو ہی نہ ہی قال و حال — مگر اسے نظر کردۂ ذوالجلال

تری اس مین تعلیم منظور ہے — نہین تو رہِ قدس کیا دور ہے

پلک مارتے کہین پہنچتے — مرے ساتھ ہوتا تو شیر و شکر

نہین ملتا ہر شخص کو یہ مقام — یہ اس شان کا خاص رحمت ہی نام

جسے چاہین کرتے ہین ہم اس سبیل — کہ یہ سب ہے اپنی عنایت کا کھیل

نہ جس کی ہم اس مین ہدایت کرین — وہ کہا یا کرے تا ابد ٹھوکرین

روانہ کئے دو وزیر اس لیے — کہ لے آئین یہ تجھکو آرام سے

کرین گے ابد تک نہ تجھکو جدا — جو وعدہ کیا ہے کرین گے وفا

سنا یہہ تو وہ عاشق منتظر
اٹھا جب فرمان مہر منیر

وہان جتنے قلعے فلک قدر تھے
حوالے کئے خان تقدیر کے

مقرر کئے اپنے نائب وہان
سحر ہوتے ہی ہو گئے سب [illegible]

ثناخوان رب یگانہ ہوئے
سوئے قدس [illegible] روانہ ہوئے

عزم طلسم

سے چلے ساقیا دور گم ہون حواس
کہ جوبن دکھائے بسنتی لباس

اٹھا جام زرین پلا بید رنگ
کہ عاشق کے حصے مین ہی زرد رنگ

ڈھلے زعفرانی شراب نیاز
کہ مستی مین کھولون مین راز [illegible]

وہ موسم آئے امون [illegible] کیا سمان
جھپکتی ہین نکھراج کی کلغیان

دکھاتے ہین وچار پھول اب بہار
ہین پر دو رنگ [illegible]

نہ ہے اس زرد چادر مین اتنا اثر
ادھر جا کے آتی نہین پھر نظر

دو یا کسی نے یہ آب زر بعیاس
کہ ہر کھیت کا ہے بسنتی لباس

یہہ زربفت اور کامدانی کا کام
کہ یا کسر ہے مخمل [illegible]

یہہ مستی دکھاتی [illegible]
کہ آنکھون مین سرسون لگی پھولنے

نظر طرفہ تر رنگ لانے لگی
[illegible] تلی پہ سرسون جلنے لگی

چلی لوٹنے رنگ عشاق کو
وہ سوجھی نہ سوجھے جو قزاق کو

طبیعت جو یہ لطف اٹھانے لگی
رقیبون پہ زردی سی چھانے لگی

سنہری ہوئی سن کی پکی پھلی
چھڑے اور چھاگل بجانے لگی

لگے ہین کھجورون کے وہ چمپئی
پنھائی ہے موسم نے چمپا کلی

وہ پھولا کسم غیرت زعفران
بنا رشک کشمیر ہندوستان

سنہری امربیل کی نتھہ بول
وہ پہنے ہی اور کیل ہے زرد پھول

چمکتے ہین گوندی کے پھل دور سے
کہ یہ قدرتی زرد موتی سے بھلے

چمک مین وہ سینکونکی ہی کیا بہار
کہ قدرت نے کھینچے ہین سونے کی تار

وہ ہلتی ہی سرسے کی سوکھی پھلی
لٹکتی ہی سونے کی یا چپلڑی

جو بندے ہین پکھراج کے زرد بیر
دکھاتی ہین سونے کی جگنو کنیر

مسکی وہ پھلیان جو پکی ہین سب
دی زر کی جوشن انہین کس نے اب

وہ کیا کیا چمکتی ہی کمرکھ کی پھانک
سجھائی ہی قدرت نے کندن کی ڈانک

وہ لیمون جو ہین کاغذی سبز تر
لٹکتے ہین اب بن کے تعویذ زر

پہاڑی کسونجی سے ہے جو سامنے
بلاق اسکو سونے کے کس نے دی

وہ پہنے ہین کروندے کی بھی ڈالیان
سنہری امربیل کی بالیان

وہ گیندے کی شاخیں جو تھیں سبز فام — ہیں لٹکے کندن کے جھمکے تمام

ہوئی زرد پک کر پھلی سیم کی — چمکتی ہیں کیا بجلیاں چمپئی

خزاں بھی ہے گو بعض اشجار کی — وہ جھلتے ہیں پتے سنہرے ابھی

وہ چمپا کہ خجلت دہ لاجورد — ملا کیا ہی جھومرا سے زرد زرد

اٹھائے ہوئے ہاتھ سورج مکھی — دکھاتی ہے سونے کی وہ آرسی

ہوئی الفت ایسی اسے مہر کی — کہ بڑھ بڑھ کے کندن کی کنگن بنی

جو داؤدی کے زرد غنچے کھلے — کرن پھول ان کو کہاں سے ملے

وہ پہنے ہوئے سبز تیجے کہیں — گل اشرفی کی حمائل حسین

ہری گودھ کیلے کی تھی جو ادھر — بنی جھاڑ پکھراج کا سربسر

لئے جام زریں بصد آب و تاب — وہ کیا زرد زرد آج پھولا گلاب

پپیتے کو۔ امرود کو۔ شکل ورد — دے گیندے کس شوخ نے زرد زرد

سنہری جو گوبھی ہیں پھول آئی ہیں — کٹوری یہ سونے کے اوندھائی ہیں

چھڑک کر زبرجد کونڈوں پہ شیر — اٹھا لے ہے بیسن کا کس نے خمیر

وہ پھولوں پہ ہر سمت چھایا بسنت — وہ بلبل بھی گاتے ہیں کیا کیا بسنت

عجب مست خوشبو ہے بھونروں کی آج — کہ پرہیزگاروں کا بدلا مزاج

درختون سے وہ اُتری آتی ہے دہوپ
زمین پر بھی سونا چڑھاتی ہی دہوپ

پڑا زرد کرنون کا عکس آب مین
ہُوا زرد پانی بھی تالاب مین

جو اُڑتی ہین مرغابیان کچھ اُدہر
اُڑاتی ہین بیلو وہ ہرتال پر

لیے جاتے ہین آج اہلِ عقول
کوئی زعفران کوئی ٹُتن کوئی پہول

بسنتی ہے جامہ ہر بشر
کہ ہلدی بھی شرماتی ہی دیکھکر

ہے معشوق باصفا زرد ہے
جسے دیکھیے زرد ہی زرد ہے

نہ کیون اتنی زردی پہ ہو عقل دنگ
یہہ چھایا ہی اُڑ اُڑ کے عاشق کا رنگ

مگر دم محبت کا بھرتا ہوا
وہ جاتا ہے وہ سیر کرتا ہوا

لیے ہے کسی کی محبت مین جوگ
وہ سنتا ہی بس جوگیا اور بروگ

غضب ہوگا اُس کا رخِ دلپذیر
ہے پروانہ جس شمع کا بےنظیر

وہ کُندن سا چہرہ دمکتا ہوا
وہ گورا بدن کیا چمکتا ہوا

بسنتی فقط ایک تہہ بند پاس
سجیلے بدن پر غضب کا لباس

رفیق اُس کے کیا کیا محبت شعار
حسین و طرحدار عالی وقار

مزاج اوسکا ہردم سنبھالے ہوے
وہ سانپ آستینون مین پالے ہوے

جبین سے عیان فرِّ شاہنشہی
فقیری مین بھی صولتِ خسروی

بھرا پاک دل مین کسی کا نیاز
پڑا [illegible] پہ بھی ہر لحظہ سر [illegible]

یہ معلوم ہوتا ہے کوئی امیر
ہوا زلف جانان کا تازہ اسیر

جو چلتا ہے وہ نوگرفتار غم
اٹھاتا ہے [illegible]

چلا اس ادا سے وہ شاہ چگل
کہ [illegible]

جو کہتا ہے کوئی کہ [illegible]
فدا [illegible]

تو کہتا ہے وہ ہنس کر او [illegible]
لب جے کا یہ [illegible] دریا [illegible]

کھلا اس پہ ایسا کسی کا شباب
کہ سورج ہوا دیکھکر [illegible]

اثر عشق کا اتنا پیدا ہوا
اسے جس نے دیکھا وہ شیدا ہوا

بہت دیکھہ کر جلوہ شائق ہوئے
بہت نام ہی سن کے عاشق ہوئے

زمانہ کل اُس کا بروگی بنا
خدا جانے یہ کون جوگی بنا

باب غفلت

پلا ساقیا ساغر جم نشان
دکھا مجھکو نشہ مین سیر جہان

کہان کی حیا اور کیسا حجاب
دے جا تو بھر بھر کے جام شراب

پلا دے مئے وصل کے خم کی خم
کہ ہون ذوق مستی مین بیہوش ہم

شفق سے نے جو چھڑکا فلک پر شہاب
اُٹھا خون مین ڈوب کر آفتاب

اثر نیند کا صبح کھونے لگی ۔ تجلی رخ مہر ہونے لگی

سحر مل کے غازہ ہوئی خندہ زن ۔ لگی پھوٹنے زعفرانی کرن

ہوا جادہ پیما شہ بے نظیر ۔ جلو مین وہی اسکے چارون مشیر

بلاگرد اقبال فیروزمند ۔ لگائے ہوئی چتر بخت بلند

وہ شاہ زمانہ اسی شان سے ۔ چلا جا رہا ہے عجب آن سے

نظر آیا وہ ایک باب بلند ۔ رفیقون سے بولا وہ اقبال مند

یہ کیسی عمارت ہی کیا نام ہے ۔ بھلا اس کا جنگل مین کیا کام ہے

وہ بولے کہ ہے کوئی شہر حجاب ۔ اسی کا ہی یہ باب غفلت مآب

کہا کس کے حکم ہے زیر فرمان یہ شہر ۔ ہوے حرف زن یون وہ فیروز بہر

کہ اس کا بھی حاکم ہے مہر منیر ۔ پر اے عاشق صادق بے نظیر

وہان کام ہے کچھ اور بھی انتظام ۔ نہین منزل عشق سی اسکو کام

کہا شہ نے دیکھون گا مین بھی اسے ۔ یہ سن کر یہ کی عرض اصحاب نے

کہ ہی شاہ راہ محبت قریب ۔ ادہر جانے سے ہو گی زحمت نصیب

نہ زنہار جا مین ادہر کو حضور ۔ کہ پھیر اس طرف سے پڑیگا ضرور

وہ اک راہ ہے دور و تاریک تر ۔ بہت کم نکلتے ہین اس سے بشر

کہا شاہ نے یہ مرے دل میں ہے　　کہ سب دیکھوں جو پہلی منزل میں ہے

یہ کہکر چلا سوئے شہر حجاب　　بڑھے آگے یاران حکمت مآب

ادھر کے ارادے جو کامل ہوئے　　وہ سب باب غفلت میں داخل ہوئے

نظر کی جو پھر کر ادھر اور ادھر　　تو اک دوسرے کو نہ آیا نظر

جو پیش آئی راہ امید و ہراس　　پریشان ہوئے پانچوں شکل حواس

چلا شوق پر سوئے مہر منیر　　یہ سمجھا ملے گا وہیں منتظر

حیلہ

اٹھا ساقیا جام صہبائے ناب　　کہاں تک پھروں دشت غم میں خراب

پلا ساغر عشق وہ بیمثال　　کہ ٹپکے نگاہوں سے رنگ جلال

بنا نشہ ئے کو وجہ سرور　　ہے دنیا میں درکار حیلہ ضرور

گیا شمس جو تا بہ نصف النہار　　بنی سطح بحر روان شعلہ زار

ہوئے دھوپ سے گرم دشت و جبال　　دکھانے لگا مہر تابان جلال

صف آرا شعاعوں کا لشکر ہوا　　درختوں کا سایہ برابر ہوا ＊

سنو حال اب شاہ آفاق کا　　بڑھا حوصلہ چشم مشتاق کا

چلا جا رہا ہے اٹھائے قدم　　نہیں کچھ رفیقوں کے چھٹنے کا غم

کیا ہوگا کچھ دور شاہِ جہان — یکایک ملا دشتِ مازندران
وہ صحرا کہ پُر از ہول و خوف و خطر — کفِ دست میدان آیا نظر
نہ پانی کہ تازہ ہو جانِ حزین — نہ سایہ کہ دم لے مسافر کہین
نہ جائے کہ رستے میں جا کے قیام — جدھر دیکھو سنسان جنگل تمام
تھکا جو وہ شاہنشہِ نامدار — ہوا تشنگی سے بہت بیقرار
نظر آئی جو شکلِ بیچارگی — زمین پر گیا بیٹھ یکبارگی
کہ اتنے میں مانندِ نخلِ کہن — دکھائی دیا شہ کو اک اہرمن
وہ غولِ بیابان اُسے دیکھکر — یہہ سمجھا دیا حق نے حلوائے تر
پڑا کھول کر منھہ سوے پادشاہ — مگر ملتے ہی اُس حزین سے نگاہ
جلالِ محبت اثر کر گیا — وہ ہستی سے اپنی گذر کر گیا
گرا ہو کے بیخود وہیں خاک پر — یہہ دیکھا تو اُٹھا شہِ دادگر
زراہِ ترحم زراہِ کرم — کیا پڑھ کے اس وقت کچھ اُس پہ دم
اُسے ہوش آیا تو پروانہ دار — ہوا اس چراغِ کرم پر نثار
چڑھا کر اُسے دوش پر ناگہان — ہوا دشت سے شکلِ صرصر روان
گیا لے ذری دور وہ باوفا — کہ دیووں کا لشکر نمایاں ہوا

پیادہ ہوئے سب اُسے دیکھکر / تو سمجھا وہ شاہنشہِ دادگر
کہ بیشک یہہ دیوون کا سردار ہے / مری دوستی کے سزاوار ہے
بہت کام نکلین گے اِس سے یہان / اِسی فکر مین ہے شہِ دو جہان
کہ اُس دیو نے آن کی آن مین / اُتارا اُسے لاکے ایوان مین
ہوا گرم سامانِ عیش و نشاط / بڑھانے لگا دمبدم ارتباط
کہا شہ نے تو کون ہے کیا ہے نام / کہا اُس نے اے شاہِ عالی مقام
مین ہون دیو حیلہ مرا نام ہے / حفاظت یہان کی مرا کام ہے
ہین جتنے یہہ باشندۂ دیوسار / تنومند مانندِ نخلِ چنار
مرے زیرِ فرمان ہین اے شاہِ دین / کسی بات مین عذر اِن کو نہین
یہان کوہ پیکر ہی رہتے ہین سب / اِسی سے ہمین دیو کہتے ہین سب
گیا تھا سوئے دشت بہرِ شکار / ہوا آپ سے راستے مین دوچار
مگر جب سے مین اس تحیر مین ہون / گرفتارِ بندِ تفکر مین ہون
کہ کیا اِس سفر کا بہانہ ہوا / یہان آپ کا کیونکر آنا ہوا
سُنائی اُسے شہ نے کل داستان / کیا راز پوشیدہ سارا عیان
یہہ سب کہہ چکا جو شہِ خوش نہاد / گرا اُس کے قدمون پہ وہ دیوزاد

اٹھا کر سر اُس کا شہنشاہ نے
گلے سے لگایا بڑے پیار سے

کہا اُس نے ہون سخت نادم حضور
نہ سمجھین پر اپنا خادم حضور

محبت کا دل سے خریدار ہون
اشارے پہ مرنے کو تیار ہون

ہو جس دم جہان آپ جلوہ فروش
ہے خدمت کو حاضر یہ حلقہ بگوش

یہ کہہ کر منگایا وہ خاصہ شتاب
چُنا پیش سلطانِ عالی جناب

شہ دو جہان نے تناول کیا
اولش اپنا سب کو تبرک دیا

رہا کچھ دنون جو وہان وہ امیر
ہوئے مرد و زن سارے فرمان پذیر

بلا کر یہ حیدر سے اک دن کہا
کہ اس سرزمین پر بہت مین رہا

ارادہ ہے حیدر سفر کیجیے
کہین چل کے کچھ دن بسر کیجیے

یہ سنکر بہت عذر اُس نے کیے
نہ مانا کوئی شاہِ آفاق نے

کہا اُس نے ای شاہ میر و وزیر
بہر حال ہون مین تو فرمان پذیر

یہین آج شب بھر بسر کیجیے
دم صبح عزمِ سفر کیجیے

یہان سے ہی نزدیک ملک قاف
بہت پر فضا ہی بہت پاک و صاف

وہان کے ہین انسان جیسے حسین
کہین ایسے دنیا مین ہوتے نہین

کہ وہ جارجیہ کا ہے ملکِ سرد
پری عورتین ہین پری زاد مرد

نہین مفلسی کا بھی نام و نشان | جواہر پری ہے وہان حکمران
غضب شوخ و آفت ہے فتنہ شریر | نہین حسن مین کوئی اُس کا نظیر
وہان کی بھی کچھ سیر فرمایئے | جہان چاہیے جی پھر وہان جائیے
پھرین آپ کاندہے پہ میرے لیے | مین ہر وقت سر جا ہون خدمتگذار
کہا شہ نے بہتر ہے یہ بھی ہی | وہین چل کے دیکھین ذرا دل لگی

ملکِ قاف

صبوحی پلا ساقیا زود تر | کہ ہے عین مستی مین عزمِ سفر
وہ مے دے کہ گو مست ہشیار ہون | جو ہیکون بھی تو راہ پر آ رہون
اُٹھا جام زر دور کر یہ حجاب | سراپا بنا مجھکو روحِ شراب
شبِ مہ کی ٹھنڈی ہوئی گرمیان | شعاعین دکھانے لگین شوخیان
دمِ صبح سپید دراُڑانے لگا | چراغِ کواکب بجھانے لگا
اُٹھانے لگا مہرِ تابان نقاب | تجلی مین چھپنے لگا ماہتاب
زمانے پہ چھایا جو رنگِ سحر | وہان سے کیا شہ نے عزمِ سفر
اُڑا لے کے وہ دیو مازندران | ہوا پانچوین روز داخل وہان
نظر آیا اک شہر مینو سرشت | سواد اُس کا رشکِ ریاضِ بہشت

ٹہلتی ہے بادِ بہاری کہین ۔ پہاڑون سے چشمے ہین جاری کہین
کہین لالہ خودرو کہین ارغوان ۔ کہین سنبلِ تر کہین زعفران
غرض ہر طرف وادی و مرغزار ۔ درختانِ سرسبز تازہ بہار
جو یہہ عالمِ لطف آیا نظر ۔ تو اترا وہین وہ شہِ نامور
ہوئی محوِ نظارہ چشمِ حباب ۔ ٹڑہی بہر پابوس ہر موجِ آب
لبِ جو تہِ نخل وہ بیٹھہ کر ۔ لگا دیکھنے جانبِ بحر و بر
کہین اُڑتے ہین ڈالیون پر پرند ۔ کہین سبزہ پر دَوڑتی ہین چرند
نگاہون کا اُس کی یہہ چھایا اثر ۔ کہ تسخیر ہر سو ہوئی جلوہ گر
پھنسے دامِ الفت مین سب وحش و دام ۔ غزالانِ صحرا ہوئے اُسکے رام
نکل کر سرِ ریگ بیتاب سی ۔ تڑپنے لگی ماہیٔ آب بھی
بہت سیر سے دل کو فرحت ہوئی ۔ ہم آغوشِ خاطر مسرت ہوئی
اِسی طرح وہ شاہِ عالی مقام ۔ رہا گرمِ نظارہ تا وقتِ شام

جواھر

پلا ساقیا مے ترے دم کی خیر ۔ کہ مستی ہین ہو ملکِ خوبانکی سیر
اُٹھا جام کر زود تر کامیاب ۔ نہین تو کہان پھر یہ عہدِ شباب

سے وصل سے کر مجھے بے خبر   قریب آگئی شام غفلت نگر

شفق کی وہ سرخی ہوئی آشکار   سنہرا ہوا قلۂ کوہسار

لگا کرنے حمل آسمان زعفران   بسنتی ہوئی سطح آب روان

کنارِ فلک آگیا آفتاب   روانی سے رکنے لگی موج آب

یہ دیکھا تو سلطانِ عالی گہر   بڑھا جانب شہر مثلِ نظر

ہوا چوک کے سمت پہلے گزار   تو دیکھا برنگِ عروسِ بہار

چپ و راست آراستہ ہر دکان   ٹہلتے ہین سرمست کیا کیا جوان

عمائد بھی کچھ شہر کے ذی وقار   چلے جا رہے ہین [illegible]

بہت گل رخون کو بٹھائی ہوئے   وہ جاتے ہین وگنت [illegible]

وہ نازک بدن جنکی عالم مین دھوم   ہے ان سب کا اُس پارک مین کیا ہجوم

وہ پھولونکی کلغی لگائے ہوئے   نزاکت سے ہما ہٹ اُٹھائی ہوئے

نظر آتی ہے شانِ حسن آفرین   ہوا کھانے نکلے ہین کیا کیا حسین

کھڑے ہین وہ مالی ادہر بیشمار   لئے کامنی اور سیوتی کے ہار

وہ پھولون کے گجرے مہکتے ہوئے   گلُون کے گلے مین چمکتے ہوئے

چلے آتے ہین وہ ہزارون نگار   مزے لُوٹتی ہی نظر بار بار

تماشائیون کا ہے یہہ ازدحام | کہ چھپتے ہین کانون کانہی تمام
حسینون کا جھرمٹ جو ہر دیکھئے | نظر کو یہہ حیرت کہ ہر دیکھیے
لباس میر شہزادے کا لباس | معطر ہو جس سے دماغ قیاس
یکایک تفرج کنان وہ جری | گیا سوئے قصر جواہر پری
جھروکے سے تھی وہ تماشا کنان | پڑی اُس جوان پر نظر ناگہان
تو دیکھا کہ رشکِ مہ و آفتاب | ہر اک نوجوان مست حسنِ شباب
نئی وضع ہی طرز انداز ہے | ہر اک گام پر فتنہ پرداز ہے
بناے ہوے جوگیونکا وہ بھیس | نہ معلوم چھوڑی ہی کیون اپنا دیس
فقیری مین بھی ہی عجب عز و جاہ | مقرر کسی ملک کا ہی یہہ شاہ
ہے گو گرد مین روشنی رخ کی ماند | چھپا ہے کہین خاک ڈالی ہی چاند
بلا کی ہے چھل بل غضب کی اُمنگ | نگاہین لگاتی ہین دل پر خدنگ
یہ دیکھا تو رخصت ہوئی صبر و ہوش | گری کھاکے غش وہ بتِ خود فروش
انیسون جلیسون نے اُٹھکر شتاب | سنگھایا اُسے عطر چھڑکا گلاب
اُسے ہوش آیا تو بے اختیار | ہوئی کھینچ کر ایک آہ اشکبار
گھٹے صبر و تسکین بڑھا دردِ دل | ہوئی کثرتِ گریہ سے مضمحل

کھٹکنے لگا سینے مین خارِ غم — چبھا دل مین پیکانِ تیرِ الم
ستانے لگا خود بخود اضطراب — ہوا کارگر عشقِ خانہ خراب
ہوئی اُس کی ملنے کی حسرت کمال — لگا چٹکیان لینے شوقِ وصال
تھی ایک اُسکی ہمراز گوہر پری — الگ لیکے اُس کو یہ کہنے لگی
کہ اس نوجوان نے تو مارا مجھے — ملا اُس سے جلدی خدا را مجھے
نہ لاے گی اُسکو تو مر جاؤنگی — تڑپ کر مین جی سے گذر جاؤنگی
عوض اس کے دون گی زر و ملک و مال — کرون گی تجھے ہر طرح سے نہال
وہ کہنے لگی خیر جاتی ہون مین — جو آتا ہے تو ساتھ لاتی ہون مین
مگر لاابالی ہے وہ نوجوان — مین کیونکر کہون آے گا خود یہان
چلی وہ پری زاد محشر خرام — ادب سے کیا جا کے اسکو سلام
کہا شاہ جی کیونکر آے یہان — کہان جاے گا ہے آسن کہان
تکلف نہ ہو تو ذرا آیئے — وہان تک قدم رنجہ فرمایئے
نظر آتا ہے جو محل سامنے — سجا ہے اُسے خوب خدام نے
یہی آرزو ہے کہ اب وہ مکان — بنے فیضِ مقدم سے رشکِ جنان
کہا شہ نے چل دور ہو اے پری — کسی اور سے جا کے کر دل لگی

فقیرون کو کیا اہلِ دنیا سے کام ہے ایسی تواضع کو میرا سلام

کہا اُس نے اے مالکِ دوسرا ہے اسباب سے یہہ مرا مدعا

جھروکے مین تھی شاہزادی اکی نظر آپ پر اُس کی ناگہہ پڑی

سمجھکر مسافر یہ مجھہ سے کہا کہ تو شاہ صاحب کو جا جلد لا

وہ آئین تو ہو سرفرازی ہمین کہ واجب ہے مہمان نوازی ہمین

مرے گہر مین ہون جو وہ رونق فزا یہہ غم خانہ بن جائے عشرت سرا

فقیرون سے ہے اُسکو الفت بہت ہے واللہ مشتاقِ خدمت بہت

کہا اُس جوان نے کہ او بیسوا خوشامد سے مجھکو لُبھاتی ہے کیا

کہان شاہزادی وہ رشکِ سمن کہان مین مسافر غریب الوطن

پریشان دلی مین کہان یہ حواس کہ بیٹھون مین جا کر کسی گل کے پاس

نہین اُس کے ملنے کی پروا مجھے اگر وہ ہے مشتاق تو کیا مجھے

کسی سے غرض مجھکو اصلا نہین مگر دل نہ ٹوٹے کسی کا کہین

اگر واقعی دل سے یہ بات ہے کہ منظور اُسکو ملاقات ہے

تو خود آکے مل جائے مجھہ سے یہان نہین دم مین وہ گل کہان مین کہان

مسافر فقیر اور دل بے قرار پھر ایسون کے رہنے کا کیا اعتبار

طبیعت کا ایما جدھر پاؤن گا | یونہین سیر کرتا چلا جاؤن گا

یہ سُنکر ہوئی دنگ وہ حیلہ جو | کہا جا کے اُس سے کہ ای شعلہ رو

نہین تجھکو یہ ناز امیری مین بھی | بہت دور ہے وہ فقیری مین بھی

مین کہتی تھی تجھسے نہ آئے گا وہ | مجھے چٹکیون مین اُڑائے گا وہ

کہا تہا یہ کو فکر انجام نے | وہی بات آئی مگر سامنے

سخن معجزہ سحرِ گفتار ہے | مگر ایک ہی شوخ و عیّار ہے

مین واری گئی جلنے دی یہ خیال | ہے ایسے کے ہاتھون سے جینا محال

نہین میرے کہنے کا اُس کو یقین | تجھی کو بلاتا ہے ظالم وہین

کہا اُس نے جو ہونی ہو اب سو ہو | نہین تاب لیکن دلِ زار کو

پرکھتی نہین بات کھوٹی کھری | ذرا دل مین اپنے سمجھ اے پری

فقیر ایسے ہوتے ہین نازک مزاج | ہے بیشک کوئی صاحبِ تخت و تاج

وہ آتا نہین تو مین خود جاؤن گی | اُسے دل مین بہلا کے لی آؤن گی

یہ کہکر مکان سے بحالِ تباہ | اُٹھی یک بیک صورتِ دودِ آہ

وہ گو دھر کو لے کر روانہ ہوئی | فدا جسپہ شاہِ زمانہ ہوئی

ہوئی پاؤن پر رکھکے اشکبار | یہ کی عرض اے مایۂ افتخار

یہ کیون آپ کو نہایت وحشت ہوئی
یہ کیون کنش خانہ سی نفرت ہوئی

یہ سچ ہے مین خدمت کے قابل نہین
کسی طرح صحبت کے قابل نہین

مگر آپ کو تو کرم چاہیے
غریبون کا بھی درد و غم چاہیے

کہان ایسے ہم لونڈیون کے نصیب
کہ الفت سے بٹھلائین حضرت قریب

[illegible] ہین جنکے خدمتگذار
کرین دولت و دین و دل سب نثار

یہ سن کر شہنشہ خسرِ نظیر
کہا اُس سے ہم تو ہین مردِ فقیر

دیا چھوڑ اپنا ہی جب تخت و تاج
تو پھر کیا کسی کی ہمین احتیاج

کہا آپ اب فخرِ آفاق ہین
سلاطینِ آفاق مشتاق ہین

خدا رکھے ہین آپ گو بے غرض
نہین دوستی دشمنی سی غرض

مجھے تو ہے اپنی محبت سے کام
کہ بے عشق ہی زندگانی حرام

ضرور آپ کو گھر مین لیجاؤنگی
نہین منھ کسی کو نہ دکھلاؤنگی

کوئی اور صورت نکالونگی مین
منگا کر ابھی زہر کھالونگی مین

خدا نے کیا آپ پر یہہ کرم
نہ رکھے روا عاجزون پر ستم

یہہ مانا کیا مجھکو خانہ خراب
خدا کو بھی دینا ہے اک دن جواب

کہا شہ نے اس سے غرض کچھ نہین
ہین پر بندۂ عشق ہم اے حسین

تری دل مین ہی درد سوز و گداز — نہین تجھ سی کچھ اب ہمین احتراز

جسے ہم سے الفت ہو وہ خوب ہے — محبت کی گالی بھی مرغوب ہے

جواہر یہ بولی کہ گو ہون کنیز — ہون خادمہ کب مجھے یہ تمیز

مگر آپ بندہ نوازی کرین — مرے درد کی چارہ سازی کرین

ہون رونق فزا چل کر ایوان مین — کرین سیر خوبان پرستان مین

یہ سنکر اٹھا وہ شہ خوش نہاد — چلا صورت موج باد مراد

پری قاف کی دیو باز ندوان — ادب سے ہوے ساتھ اسکے روان

اسی طرح وہ سب کی سب آن مین — ہوے جلوہ گر آکے ایوان مین

غرض دیکھتا بھالتا ہر مکان — ہر اک جا پہ پہونچا وہ شاہ جہان

تو دیکھا کہ وہ صاف ہے اسقدر — نگاہین پھسلتی ہین دیوار پر

کنول جھاڑ فانوس ہانڈی گلاس — ہر اک وضع کے آئینے بیقیاس

لگے ہین قرینے سے سب جا بجا — جنان کی طرح سارا کمرہ سجا

چڑھین بتیان مشک کافور کی — تجلی ہر اک شمع مین نور کی

مثبت منقش در و بام سب — مہیا ہر اک ساز عیش و طرب

تکلف کے اسباب پہلی ہی سے — زیادہ ضرورت سے موجود تھے

جو شہ کو پسند آگیا وہ مکان — اُسی جا کیا خاصہ بھی نوشِ جان
وہیں دیر تک گرم صحبت رہی — بہم رسمِ حرف و حکایت رہی
فراغت ہوئی جشنِ راحت سے جب — ذرا دیر کو سو رہے سب کے سب

نقشِ سلیمان

پلا ساقیا جامِ فرحت اثر — کہ اٹھلا رہی ہے نسیمِ سحر
بنا بیخود و مست کر دل کو شاد — دکھا نشہ میں سیرِ باغِ مراد
اٹھا بے جھجک ساغرِ لالہ فام — مئے وصل سے کر مجھے شادکام
جو راہی ہوا کاروانِ نجوم — ہوئی آمدِ مہرِ تابان کی دھوم
شفق میں چمکنے لگی وہ کرن — سنہری ہوئی سقفِ چرخِ کہن
ملی روشنی دہر کے بام کو — اندھیرا نہ باقی رہا نام کو
جواہر اُٹھی بسترِ ناز سے — جگایا اُسے حسنِ انداز سے
حوائج سے فارغ ہوا جب وہ شاہ — تو کہنے لگی اُس سے وہ رشکِ ماہ
ہے نقشِ سلیمان یہاں ایک باغ — کہ رضوان کا جس سے ہو تازہ دماغ
کھلے ہیں ہزاروں طرح کے گلاب — وہاں اور پھولوں کا پھر کیا حساب
چہکتے ہیں کیا بلبلِ خوش نوا — سہانا ہی وقت ہے سیر کا

کہا شہ نے بہتر ہے چلیے ابھی | وہیں چل کے بہلائیں کچھ جی ابھی
یہ کہہ کر اٹھے دونوں وہ بامراد | چلے جانب باغ مینو سواد
ابھی ہیں وہ گو کہ گلستان سے دور | لگا کھینچنے دل کو عطر سرور
جو پہنچا در باغ تک وہ نگار | قدم لینے دوڑی نسیم بہار
دعائیں لگے دینے برگ چمن | لگی لوٹنے پاؤں پہ شاخ سمن
ہرا فرش سبزہ بچھانے لگا | قدم سر پہ بادہ اٹھانے لگا
پھرے گرد آ آ کے مرغ ہوا | بلائیں لگی لینے موج صبا
روش خاکساری دکھانے لگی | کہیں نرگس آنکھیں بچھانے لگی
پڑھا دیکھ کر بلبلوں نے درود | ہلانے لگی مورچھل شاخ عود
خوشی سے شگفتہ ہوا روئے گل | بڑھی عطردان لے کے خوشبوئے گل
جھکا کر سر گیسوئے پر شکن | لگا جھاڑنے سنبل تر چمن
بچھانے لگی صبح کافور تاب | چھڑکنے لگی شبنم گل گلاب
بڑھا پیشوائی کو جوش نمو | چلی رکھ کے سر خاک پر آبجو
جھکی شاخ گل رسم تسلیم کو | اٹھے سرو و شمشاد تعظیم کو
زر گل کیا باغباں نے نثار | تصدق ہوئی نوعروس بہار

کھلے پھول وہ آئے جو متصل ‏ دیے غنچۂ ناشگفتہ نے دل
کیا خوب گلشن مین دربارِ عیش ‏ دیا نذرِ قدرت نے گلزارِ عیش
ترقی ہوئی وصل کے جوش مین ‏ اڑی بوئے گل ایک کے آغوش مین
ہوئے دونون جیدم وہان جلوہ گر ‏ قرانِ مہ و مہر آیا نظر
سجا ہے وہان ایک بنگلہ نفیس ‏ ہوئی جا کے دونون مین ہمجلیس
جو دیکھا ہے آراستہ وہ مکان ‏ تو کہنے لگا اُس سے شاہِ جہان
رہین گے یہین آج ہم رات بھر ‏ چلین گے سوئے خانہ وقتِ سحر
اسی کو رہے مشورے تا بہ شام ‏ کٹی عیش و عشرت مین وہ شب تمام
ہوا قبلِ شہ کو جو منظور یہہ ‏ ہوا آخرِ کار دستور یہہ
کہ ہر روز وہ شام سے تا سحر ‏ اُسی بنگلے مین رات کرتے بسر
مگر وہ پری غم سے گھلنے لگی ‏ چھپانے سے بات اور کھلنے لگی
لگی کھانے وہ شعلہ رو پیچ و تاب ‏ بڑھا قرب سے اور بھی اضطراب

طبیعت تو ناخوش ہی جاتی رہی
بناوٹ سے لیکن چھپاتی رہی

ہدایت

پلا بادہ اے ساقیِ عشق یار
کہ دنیا کا سب ہیچ ہی کاروبار

لگا جامِ زر منھ سے میرے شتاب
ہون فرزند پیرِ مغان مین خراب

اوٹھا وہ صراحی جو بادی بنے
ندا سے ازل کی منادی بنے

اندھیرا گیا غرب مین شام کا
ہوا دَور اب بدر کے جام کا

وہ مہتاب سے پھول جھڑنے لگے
زبرجد پہ الماس جڑنے لگے

شبِ ماہ جلوہ دکھانے لگی
زمانے پہ حیرت سی چھانے لگی

لبِ جو نظر آئی اک بارگاہ +
فلک قدر کیوان حشم عرش جاہ

منقش سراپردہ سبز فام
جواہر نگار و مطلا تمام

لبِ جو ہے سروِ چراغان کا باغ
کنارے کنارے منور چراغ

فروزان ہین مہتابیان اسقدر
کہ غالب ہی نوران کا مہتاب پر

وہ لہرون مین عکسِ تجلی کی ضو
لرزتی ہوئی وہ چراغون کی لو

ہوائی کا گردون پہ وہ چھوٹنا
کرن کا وہ مہتاب کی پھوٹنا

وہ چرخی کا چرخ اور بانون کا توڑ
وہ جھاڑون کا چکر وہ دریا کا موڑ

وہ ہتھ پھول فرشی وہ فرشی انار
وہ سر رنگ کی پھلجھڑی کی بہار

یہ سب فرشِ پاکیزہ پر خندہ زن
کھلے چاندنی پر چمن کے چمن

مسالا بھرا اُنھین وہ گلفشان
دھوئین کا نہین نام کو بھی نشان

ابھی تک چمکتے ہین گل جا بجا
ذرا بھی نہ چادر کو دھبّا لگا

غبار [illegible] وہ ڈوبے تو گئے سب
ستارے سے بنے دیکھئے چرخ پر

ہوا پر کھلا خوب تارون کا باغ
ٹپا خون کے قلعون پہ چمکی چراغ

سرِ شام اک دن گلِ آفتاب
لگا ڈالنے زعفرانی نقاب

شفق کی چمک منھ چھپانے لگی
سیاہی سے ہمت چھانے لگی

ستارے ہوئے چرخ پر جلوہ گر
جلایا فلک نے چراغِ قمر

پریزاد گل چہرہ رشکِ حور
ادب سے کھڑے ہین قریب اور دور

جواہر نے کی بزم آراستہ
بلائے حسینانِ نوخاستہ

رہا لطفِ صحبت بہت دیر تک
جما رنگِ عشرت بہت دیر تک

گئی نصف شب اتنے مین ناگہان
ہوا مائلِ خواب شاہِ جہان

قدم رکھتے ہی بسترِ ناز پر
ہوا نشۂ خواب سے بیخبر

تو کیا دیکھتا ہے بحکمِ قدیر
ضیا بخشِ بالین ہے مہرِ منیر

جگاتا ہے جذبِ دلی سے مجھے
اُٹھاتا ہے آہستگی سے مجھے

لیا گود مین خوب سا کر کے پیار ۔ دعا دی ابد تک رہے کامگار

کہا پھر کہ اے عاشق بے نظیر ۔ رہے گا پرستان ہی مین اسیر

شب و روز تو عیش و عشرت مین ہے ۔ مجھے بھول کر خواب غفلت مین ہے

اگر وصل منظور ہے اٹھ شتاب ۔ کہ ہو روضۂ قدس مین کامیاب

چلا جا یہان سے سوے راست تو ۔ یہہ سب یاد رکھہ نہ لے کم و کاست تو

گئی ہی وہ شہر ہدایت کو راہ ۔ ملین گے وہان پر حبیب اله

وہ محبوب حق اور رحمت لقب ۔ انھین کے ہین قبضے مین ملک سب

ادب سے وہان عرض کر تو یہ بات ۔ کہ دکھلائی مجھکو باب نجات

مجسم ہین رحمت وہ فخر جہان ۔ بڑھا ئین گے تیرا بہت عز و شان

گمان سے بھی زائد تجھے دینگے وہ ۔ تجھے اپنا محبوب کر لین گے وہ

دکھا دینگے تجکو وہ باب نجات ۔ کرین گے عطا حاصل کائنات

شتاب اٹھ کہ غفلت کے یہ دن نہین ۔ رہائی بغیر ان کے ممکن نہین

نکل کر اسی بات سے ہو روان ۔ ہے پھر دوسری منزل کاروان

وہان راہ مین پیچ بکھیڑا نہین ۔ کسی طرح کا پھر جھمیلا نہین

یہہ سنتے ہی چشم اپنی وا ہو گئی ۔ وہ ساری کدورت ہوا ہو گئی

مے شوق میں تازہ جوش آگیا ❊ اُسے عین غفلت مین ہوش آگیا
کسی کی محبت نہ باقی رہی ❊ کسی کی رعایت نہ باقی رہی
کسی طرح کا پھر نہ آیا خیال ❊ ہوا خود بخود دور رنج و ملال
نہ پھر ریب کی طمطراقی رہی ❊ فقط یاد و تصدیق باقی رہی
ہوئی روح پاکیزہ - سرور دل ❊ بنا سر بسر لمعۂ نورِ دل
تجلی ہوئی چہرے پر جلوہ گر ❊ چمکنے لگی برق بن کر نظر
وہ تن صاف آئینہ سان ہو گیا ❊ ازل کا وہ جلوہ عیان ہو گیا
ٹپکنے لگا ہر سخن سے اثر ❊ بنا عیب بھی ایک اعلی ہنر
اُسے دمبدم بڑھ گئی فکرِ مہر ❊ کوئی دم نہ گذرا بجز ذکرِ مہر
حیاتِ ابد سے ہوا کامران ❊ میسر ہوئی راحتِ جاودان
اسی گل کی بس یاد رہنے لگی ❊ طبیعت بہت شاد رہنے لگی
اُسی وقت پہونچا جواہر کے پاس ❊ پڑی تھی وہ کمرے مین اپنے اداس
تو دیکھا کہ اشکون سے تکیے ہین تر ❊ تڑپتی ہے وہ فرشِ کمخاب پر
لبون پر صدا آہ و زاری کی ہے ❊ وہ تصویر سی بیقراری کی ہے
شکایت ہے کچھ بختِ ناکام کی ❊ تمنا ہے وصلِ دلارام کی

کسی کو بٹھلائے ہوئے روبرو | تصور مین کرتی ہے کچھ گفتگو
مزا دردِ الفت کا چکھے ہوئے | کلیجے پہ وہ ہاتھ رکھے ہوئے
یہ کہتی ہے اے میرے رب العلے | یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا
اجل دیکھکر مجھکو شرما گئی | مین اس سخت جانی سی گھبرا گئی
کسیکو قلق کیون گذرنے لگا | وہ بے رحم کیون رحم کرنے لگا
اسی دُھن مین بیخود ہوئی اسقدر | کہ آنے سے اُسکے نہین کچھ خبر
قریب آکے اُسدم شہ مہ نظیر | پکارا کہ اے تازہ غم کی اسیر
یہ غفلت ہی کیسی ذرا ہوش کر | ہمارا ہی اس شہر سے اب سفر
نہ آئین گے اب بارِ دیگر یہان | خدا جانے کل تو کہان ہم کہان
پڑی جب یہ کانون مین اُسکی صدا | تو اُٹھ بیٹھی گھبرا کے وہ مہ لقا
تعجب سے حسرت سے کر کے نظر | لجائی بہت پہلے وہ دیکھ کر
نہ اشکون کا لیکن تسلسل گیا | کہا آج پردہ مرا کھل گیا
تپِ عشق دشمن ہوئی جانکی | رہی آرزو اب نہ ارمان کی
مجھے ذبح کر ڈالیے آیئے | تو پھر جس طرف چاہیئے جایئے
کہا اُسنے کیا کوئی جلاد ہون | نہ قاتل نہ مین ظلم بنیاد ہون

نہ سودا زدہ ہون نہ اہلِ جنون ۔ کسی کا مین کیون خون گردن پہ لون

مگر ہے ذرا دیر کا ماجرا ۔ جسے دیکھہ کر مین ابھی جاگ اٹھا

سُنایا اُسے قصّہ خواب سب ۔ کہا اس سے مجبور ہون مین بہی اب

کسی سمت اب تب جھُکتا نہین ۔ تیرے روکنے سے مین رُکتا نہین

کہا اُسنے بہتر بہت خوب ہے ۔ مجھے بہی یہ بات مرغوب ہے

مگر ساتھ سے منھہ نہ موڑونگی مین ۔ کسی دم رفاقت نہ چھوڑونگی مین

کہا شاہ نے یہ بہی ممکن نہین ۔ ابھی کچھہ دنون صبر کر تو یہین

وہان جا کے مقصد جو پا لونگا مین ۔ تجھے حسب موقع بلا لونگا مین

نہین کچھہ دنون بعد آغوش نصیب ۔ چلی آنا خود سوئے ملکِ حبیب

بتاتا ہون تجکو نشان و مقام ۔ اسے دل سے تو یاد رکھنا مدام

فراق جواہر

اُٹھا ساقیا جام کر بے خبر ۔ کہ قطعِ علائق پہ باندھون کمر

کہان تک یہ غفلت ذرا سی ہے بات ۔ سنگھا ساغرِ مُل مین بوئے حیات

پلا جلد سے مین پریشان حواس ۔ کہ جی لیتی ہی باسی پہولونکی باس

وہ پہولی شفق رات آخر ہوئی ۔ صفا صبح صادق کی ظاہر ہوئی

فلک بستر شب اٹھانے لگا
قمر چاندنی لے کے جانے لگا

سیاہی گئی جانب زنگبار
ہوئی روشنی شرق آشکار

رسالہ ستارون کا چلتا ہوا
اٹھا پھر وہ آنکھ ملتا ہوا

روانہ ہوا خسرو بے نظیر
ہوئی سخت مضطر وہ بدر منیر

بن آیا نہ کچھ کام تدبیر سے
بگڑنے لگی بات تقدیر سے

کہا شہ نے حیلہ سے تو رہ یہان
مین ہوتا ہون منزل کو تنہا روان

جواہر مرے بعد گھبرائے گی
تجھے ساتھ لے کر چلی آئیگی

اٹھا کچھ دنون تو رفاقت سے ہاتھ
خدا چاہے تو پھر نہ چھوڑونگا ساتھ

یہ کہکر جواہر سے کہنے لگا
رہے تیرا ہر دم نگہبان خدا

نہ ہے گا ہمین پاس تیرا ضرور
سمجھنا نہ دل سے کبھی اپنے دور

وہ بیتاب اٹھ اٹھ کے گرنے لگی
نظر بن کے گرد اسکے پھرنے لگی

مرادین ہم آغوش ہونے لگین
نگاہین گلے مل کے رونے لگین

اشارون مین حسرت نے کی گفتگو
دعا بن کے رخصت ہوئی آرزو

چلا وہ تو مانند روح رواں
غم نامرادی رہا میہمان

نظر سے جو غائب ہوا وہ امیر
ہوئی سخت محزون وہ غم کی اسیر

جدہر جاتے دیکھا تہا اس ماہ کو
وہ حسرت سی دیکھا کی اس راہ کو

اٹھا درد جی سنسنانے لگا
تڑپ کر جگر منہہ کو آنے لگا

بڑہین شدتین غم کی بیداد کی
گھٹی تاب تکلیفِ فریاد کی

زمین تر ہوئی اشکِ خوناب سے
ہوا دم خفا جانِ بیتاب سے

بڑھا نغمۂ درد سے سازِ دل
خموشی بنی نغمہ پردازِ دل

چبھونے لگا دردِ دل نشتر
لگی لوٹنے بستر یاس پر

تڑپ دل کی بیچین کرنے لگی
وہ رو رو کے جی سے گذرنے لگی

تصور مین ہونے لگی ہمکنار
سکوتِ سخن بن گیا رازدار

رخِ زرد پر اشک بہنے لگے
لبِ خشک کچہہ اور کہنے لگے

غمِ دل نے برہم کیا سازِ عیش
ہوئین حسرتین رخنہ اندازِ عیش

امنگین دکھانے لگین شوخیان
ہوس دل مین لینے لگی چٹکیان

چہری بن کے ہر سانس چلنے لگی
تمنا کلیجے کو ملنے لگی

چبھی پھانس غم کی دلِ زار مین
بھرے اشک بھی چشمِ خونبار مین

جلانے لگا شعلۂ آرزو
ہوا خشک سارے بدن کا لہو

ہوا دل مین خارِ الم رخنہ گر
کیا ناوکِ غم نے چھلنی جگر

بڑھا ہجر میں ناتوانی کا زور
نفس زیست سے تنگ آنے لگا
ڈرالہ آتے ہوئے تا زبان
غم و درد سے تاب میں آہ کی
بڑھی ہنسط سے اور دل کی امنگ
کیا صرصر غم نے جی کو نڈھال
گل رخ پہ چھایا خزان کا اثر
قلق دل میں کرنے لگا انتظام
مسرت گئی واشد دل کر ساتھ
فراق صنم ہوش کھونے لگا
ہوئی زرد مانند برگ خزان
دل زار ہاتھوں سے جانے لگا
بہت دیدہ تر نے تدبیر کی
وہ چہلیں ہنسین خاطر زار کی
ہوئی فرقت یار جانی سے تنگ

جھٹکا نے لگا حسرت وصل کو زور
اٹھے نام سے تنگ آنے لگا
رہ دوا نہ بن گھٹ گھٹ کے شوق فغان
اجازت نہ دی شرم نے آہ کی
لگی ہونے یاس و تمنا میں جنگ
لگا جھلملانے چراغ جمال
اڑا رنگ چہرے کا بنکر شرر
بنا حسرت آباد سینہ تمام
چلی روح بھی نبض بسمل کے ساتھ
شرر شک سے لم ہی ڈبونے لگا
بنی موکھ کر ریشہ زعفران
طبیعت کو صبر آزمانے لگا
بجھی پر سر سو نہ دل کی لگی
بنی جان پر آتش دل افگار کی
کیا شوق نے زندگانی سے تنگ

گلا دل ہی مین دم چرانے لگا / کلیجہ غمِ یار کھانے لگا

شب و روز گزرا جو رنج و ملال / بنی بدر سے گھٹ کے وہ مہ ہلال

کھٹکنے لگا دشنۂ غم جگر / بہانے لگی لختِ دل چشمِ تر

دل و جان سے ربط تمنا بڑھا / ہم آغوشیون کا تقاضا بڑھا

بڑھا رفتہ رفتہ جو شوقِ وصال / طبیعت لگی رہنے ہر دم نڈھال

جلانے لگا دل کو سوزِ فراق / بھڑکنے لگا شعلۂ اشتیاق

شرر تھا جو آنسو ٹپکنے لگا / کلیجہ حرارت سے پکنے لگا

ہوئی گرم چھاتی تپِ درد سے / جگر بھن گیا آتشِ شوق سے

یہ کہنے لگی کب تک آفت سہون / مصیبت سہی ہو تو مصیبت سہون

جنون طاقتِ ضبط کھونے لگا / توحش سے کچھ ساز ہونے لگا

وہ مجبور آخر ہوئی درد سے / بڑھی گرم جوشی دمِ سرد سے

ادا اُسکی چاہت جتانے لگی / نگاہون مین اک بات آنے لگی

بنے اشکِ گلرنگ غمازِ دل / تو کھانے لگین چتونین رازِ دل

طبیعت تپِ غم سے گرنے لگی / ہنسی لب تک آ آ کے پھرنے لگی

ہوئین آہ کی دل مین تیاریان / اڑین آتشِ غم کی چنگاریان

تپ غم سے دن رات جلنے لگی | دھوان بن کے حسرت نکلنے لگی
بنا تارِ شعلہ ہر اک تارِ مو | سراپا بنی شعلۂ آرزو
ستمگاری جوشِ سودا بڑھی | گریبان دری کی تمنا بڑھی
ہوئی نامِ راحت سے وحشت اسے | بڑھی زیب و زینت سی نفرت اسے
سیہ زلف اک اژدہا ہو گئی | اسے کنگھی چوٹی بلا ہو گئی
بگڑنے لگی مانگ سے بیدریغ | یہ سمجھی کہ سر پر کھنچی ہے یہ تیغ
کشاکش ہوئی جو غمِ یار سے | الجھنے لگی زلفِ خمدار سے
سیہ چوٹی ناگن سی ڈسنے لگی | شبِ غم کسوٹی پہ کسنے لگی
نہ وہ مانگ پٹیان نہ آرائشین | نہ مشاطہ سے تھی فرمائشین
بنین حلقۂ دامِ غم بالیان | چبھی گونج مانندِ نوکِ سنان
کرن پھول جھمکے لہو مین تھی غرق | تڑپنے لگین بجلیان شکلِ برق
نہ پتہ نہ بالا نہ بالی رہی | طبیعت مگر لاابالی رہی
نہ جھومر مین باقی رہی وہ جھلک | نہ افشان مین وہ پیشتر سی چمک
شبِ غم مین یون اُڑاتی رہی | کہ ضو چاند تارون کی جاتی رہی
نہ ابرو مین کس بل نہ آنکھون مین خواب | نہ یہ سرمہ آگین نہ وہ وسمتاب

نہ وہ پردہ داری حیا کی رہی | وہ شوخی نہ بانکی ادا کی رہی

شرارت گئی اگلی چتون کے ساتھ | رہی بیکسی چشم پُرفن کے ساتھ

نہ عشوہ نہ وہ سحر کاری رہی | نگاہون پہ حیرت سی طاری رہی

تپِ غم سے وہ زرد ایسی ہوئی | کہ رنگت گلابی بسنتی ہوئی

نہ ہر وقت آئینہ پیشِ نظر | نہ اب رنگ و روغن وہ رخسار پر

نگاہون سے جاتا رہا وہ حجاب | چھپی گرد مین تابِ رخ کی نقاب

نہ مِسّی کا لب پر جمانا کبھی | نہ بھولے سی بھی پان کھانا کبھی

نہ وہ خالِ ابرو کی آرائشین | نہ وہ حُسنِ صورت کی زیبائشین

گلے ملنے کا جو بڑا حوصلا | لگا گھوٹنے طوق اُسکا گلا

ہوئی زار اسدرجہ وہ دلجلی | کہ چمپا کلی سے بڑہی بے کلی

نہ وہ موتیون کی لڑی تابدار | گلے کا سبنے اشک گلرنگ ہار

بہت دست و پا ناتوان ہو گئے | سبک زیور اُسپر گران ہو گئے

نہ اب وہ نکھرنا نہ اب وہ سنگار | نہ کپڑے بدلنا وہ اب بار بار

نہ اب وہ نہانا نہ دہونا اُسے | بس اشکون سے انچل بھگونا اُسے

نہ اُٹھنا وہ گیسو سنوارے ہوئے | نہ چلنا وہ سینہ اُبھارے ہوئے

نہ اٹکھیلیوں سے ٹہلنا رہا — نہ تلوؤں سے وہ دل کا ملنا رہا
ہوئی ضعف سے ایسی اور نزار — کہ آبِ رواں بھی ہوا اُسپہ بار
پڑا اسقدر زور کم طاقتی — کہ آنچل سنبھالے نہ سنبھلا کبھی
تصور کو جانا کہ ٹٹی کی آڑ — دوپٹے کے سائے کو سمجھی پہاڑ
نہ وہ دل لگی اب نہ وہ قہقہے — نہ وہ عیش و عشرت کے چرچے رہے
کیا غم نے مسدود وہ بابِ عیش — کیے ترک اُسنے سب اسباب عیش
اُسی باغ مین جاکے رہنے لگی — اکیلی غم و درد سہنے لگی
کہین کا نہ آنا نہ جانا رہا — فقط نازکی کا بہانا رہا
کوئی شئے نہ دولت نہ ظاہر رہی — مگر نام کو وہ جواہر رہی
جو گوہر نے دیکھا یہ سامانِ غم — گئی پاس اُسکے وہ محوِ الم
کہا اے جواہر تجھے کیا ہوا — ابھی سے جدائی مین سودا ہوا
زبانِ آشنائے خموشی ہے کیون — نگاہون کی حیرت فروشی ہے کیون
کہین اور کچھ بات پیدا نہو — خدا کے لئے مفت رسوا نہو
نہ ناموس پر حرف آئے کوئی — نہ جیتون سے کچھ تاڑ جائے کوئی
یہ سُنکر دیا کچھ نہ اُسنے جواب — یہ پڑھنے لگی پر بچشم پُر آب

غزل

نہ دل مین اتنا اثر ہی نہین	مین بسمل ہون انکو خبر ہی نہین
مجھے کہا سے جاتا ہے یہ کسکا غم	ابھی دل نہ تھا اب جگر ہی نہین
کہان تک سنو گے مری داستان	نہین طول تو مختصر بھی نہین
ہوئی انکے آنے سے یاس اسقدر	کہ اب جانب در نظر بھی نہین
جو کچھ دن رہا جوش سودا یہی	تو پھر دیکھ لینا کہ سر بھی نہین
بنایا مجھے غم نے تصویر یاس	انہین رحم اس حال پر بھی نہین

زمانے مین معشوق ای بنیظیر
ستاتے ہین پر اسقدر بھی نہین

یہ پڑھ پڑھ کے روتی رہی زار زار	یہ دیکھا تو گوھر ہوئی بیقرار
کہا تجھ پہ صدقے مین سو جان سے	جو کرنا ہو کر اب وہ اعلان سے
مجھے حکم دے تو ابھی جاؤن مین	اسے ڈھونڈھ کر ساتھ لی آؤن مین
رفاقت کو حیلہ بھی موجود ہے	بہر نوع یہ فال مسعود ہے
پہنچ جائین گے تا بہ حج لا کلام	کہ معلوم ہے سب نشان و مقام
مگر اے رفیقان ہمت شعار	کسی پر نہ یہ راز ہو آشکار

غرض ختم جب یہ فسانے ہوے | وہ بیٹھی ہی دل مین کھٹانے ہوے
یہ رات گزری وہ سارے حزین | روانہ ہوے جانب شاہ دین

راہزن

پلا ساقیا اب وہ جام عقیق | کہ پینا نہ ہو رشک بیت العتیق
شتاب اٹھ فلک کا ستایا ہون آج | بہت تھپیڑے کھا کے مین آیا ہون آج
لگا دے مرے منھ سے تو خم کے خم | تو بتلاؤن کیا کیا ہے جوش الم
ملے وقت دونون گیا دن گزر | گلابی شفق کا چھپا سبزہ پر
کھلے سر لرزتے ہوے بیٹھ کے | نماز شہیدان پڑھی مہر نے
گیا سجدے مین آفتاب منیر | شعاعون نے پھیرا سلام اخیر
نمازی جو مسجد سے چلتے ہوے | چلے گھر کی جانب ٹہلتے ہوے
ملا راہ مین اک غریب الوطن | سراپا مصیبت سراپا محن
گریبان دریدہ شکستہ لباس | گل رخ مین لیکن سیادت کی باس
چبھے خار تلوون مین زخمی بدن | پھٹا یہ طرف شکل گل پیرہن
جمی گرد چہرے پہ تن پر غبار | سفر کے مصائب سے زار و نزار
جنون سے حواس اسکے دمساز سب | نگاہون مین وحشت کی انداز سب

ہوئے جمع لوگ اُسکو جو دیکھ کر ۔ وہ تکنے لگا اجنبی سا اُدھر

کسی نے کہا ہے جو یہ بے سکون ۔ خدا جانے کب سے ہے اسکو جنون

کوئی بولا ہے کوئی مردِ نجیب ۔ پڑی کوئی آفت ہوا یہ غریب

ہوا حرف زن کوئی یہ کہتے ہین ۔ کسی کا ہے شیدا یہ اندوہگین

بھبھوت اپنے تن پر رمائی ہوئے ۔ فقیرون کی صورت بنائے ہوئے

تلاشِ دلارام مین سینہ چاک ۔ شب و روز اڑاتا ہی شہرونکی خاک

پریشان بالون سے ہے آشکار ۔ ہے مرغِ دل اسکا کسی کا شکار

یہ کہتی ہے چشمون کی بیمار ہے ۔ کسی کی محبت کا آزار ہے

اشارہ ہے تیور کا ای اہلِ دید ۔ کسی تیغِ ابرو کا ہے یہ شہید

دکھاتے ہین یہ دیدۂ انتظار ۔ نگاہین ہین مشتاقِ دیدارِ یار

رخِ زرد کے رنگ سی ہے عیان ۔ تپِ عشق نے کر دیا ناتوان

لبِ خشک کی ہے ہوس آشکار ۔ کہ چوسین لبِ لعلِ نوشینِ یار

کفن کا سرِ دوش اظہار ہے ۔ کہ ہر وقت مرنے کو طیار ہے

یہ کہتی ہے گردِ رہِ جستجو ۔ ملی خاک مین مل کے یہ آبرو

ہوا اشکِ گلرنگ سے یہ عیان ۔ ہین مژگان غمِ ہجر سے خونچکان

نگاہوں کی حیرت سے ہے آشکار — یہ ہے آئینہ دار حسنِ نگار
یہ سینہ کے داغوں سے ظاہر ہوا — کہ گل کھا کے الفت سے [illegible] ہوا
نہین اور اس لاغری کا سبب — کسی کے ہے ہجر [illegible]
یہ گرد اور یہ خستگی سب گواہ — کہ آیا ہے چل کر [illegible] کی راہ
یہی ذکر کرتے تھے برنا و پیر — ادھر ہو کے نکلا یہ [illegible]
وہ چلتا ہوا سانپ اک ہاتھ مین — شیاطین بھی یک دو ساتھ مین
وہ پگڑی بھری سر گھٹائے ہوئے — مشائخ کی صورت بنائے ہوئے
عمامہ کے اندر کلہ پرشکن — بھری [illegible] کے پیچ میں شکن
وہ ریشِ مقطع گھنی بے گمان — [illegible] کی [illegible] سایبان
وہ کہہ کہہ کے یا حق تڑپنا اسے — تذبذب [illegible] کو چھپانا اسے
اسے فکرِ تلبیس مین گھومنا — وہ نیچی نگاہین مگر جھومنا
وہ احسان فراموش ناحق شناس — تکلف سے پہنے ریا کا لباس
قریشی نہ وہ نسل سادات سے — مگر خوش خوشامد کی ہر بات سے
تقشف سے ہر دم شکنجے مین وہ — گرفتار نخوت کے پنجے مین وہ
مگر گرتا تھا پیچھے یہ حیلہ ساز — [illegible]

نہ عالم نہ وہ کوئی صاحب کمال — حماقت کے فن مین عدیم المثال

لیاقت [illegible] ایسا فصیح — نہ بولا کبھی لفظ کوئی صحیح

یہ [illegible] سے باجد [illegible] — کہ یہ ساری نخوت ہی میراث جد

وہ [illegible] اتیل ماش — اُسے کالے مینڈھے کی ہے ہم تلاش

[illegible] امید — تو پھاکہا مرغ لاو سفید

[illegible] کمال — بھوانی کے بکرے اُسے جلال

[illegible] دو پرست — تبیلے کے مرشد ہوا کہا کہ مست

[illegible] نذری کا وہ — دلا راہت کالی دیبی کا وہ

وہ [illegible] کی پڑیا وہ قامت نفیر — عزازیل کا وقت پیری مشیر

اُسے یاد دو چار سفلی عمل — پڑا جس سے ایمان مین اُسکی خلل

نہ تصدیق مرشد نہ یاد خدا — بھروسا اُسے نقش و اعمال کا

پڑا منین ہمین بے یقین کچھ اثر — کہ ہین نظرتی ساری نفع و ضرر

نہ الفت خدا و نبی سے اُسے — نہ کچھ عشق مولا علی سے اُسے

وہ دنیا کا عاشق اُسی کا خیال — اُسے زندگی ما و من سے محال

حسد نفس و شیطان سے الفت اُسے — نبی فاطمہ سے عداوت اُسے

ستے ساتھ اک بوریہ بیا — فقیری کی بو سے بھی نا آشنا
ہوا او ہوس کا وہ بیرو عمل — خدا خلق دونوں سے آگہ ملا
جو دیکھا ہے اک مرد مست عشق — ہوا باوفا سے سبب نور عشق
قریب آکے اس وقت اس سے کہا — کدہان سے تو آتا ہے اے مہ لقا
کہا **قاف** سے آ رہا ہوں ابھی — ہے کیا نام تیرے شہر کا شتاب
کہا اسکا شہر **ہدایت** ہے نام — یہ ہے شہ یہاں آپ کا کیا کام
کہا ہے یہان کا جو شاہ جہان — مجھے آپ سے ملنے کی ہے دہن
کہا آج تشریف رکھے یہین — سحر کو وہان سے چلیں ہیں یہین
یہ سنکر چلا وہ خجستہ صفات — کہ ساتھ اسکے ہے سب نیک ذات
پکارا ادہر سے کوئی نوجوان — کہ او خستۂ عشق جو ہے جوان
خبردار جانا نہ تو اسکے ساتھ — بہت رو کے ہاتھ پر رکھ کے ہاتھ
وہ اک مرد چالاک و عیار ہے — بہت سخت ناپاک و مکار ہے
ملا ہے اسے ورثہ **نمرود** کا — **ابوجہل** ہے نام مردود کا
نہیں مکر سے خالی یہ کیفیت و — تو کھوتی نکر منزل آرزو
یہ سنکر اودہر پھرا بے نظیر — ہوئے گرد اسکے امیر و فقیر
کہا اس سے یہ بعد تفتیش حال — کہ اس وقت وہ شاہ قدسی خصال
ارا کین دولت کو لیکر تمام — لب جو جما ہے دربار عام

نہین ہوگا حسرت آزمند — کہ میدان کی چاندنی ہی پسند

چلا جا اسی دم تو دربار مین — نہین روک ٹوک اسکی سرکار مین

وہان کچھ [illegible] ارش کی حاجت نہین — کسی واسطے کی ضرورت نہین

محبت سے [illegible] جاتا ہی جو اسکے پاس — عنایت سے پیش آتا ہی بیقیاس

یہ سنکر [illegible] اپنے [illegible] — چلا سوے سلطان میر و وزیر

صفت [illegible]

پلا اب [illegible] ساقی ایاغ — ابد تک رہے جس سے روشن دماغ

اٹھا جام [illegible] روح [illegible] — بنا دے مجھے جان پیر مغان

چھکا د[illegible] بس آگیا جوش عل — کہ یوہین ہی تقدیر روز ازل

[illegible] دن گل آفتاب — لگا ڈالے لینے زعفرانی نقاب

شفق [illegible] منہ چھپانے لگی — سیاہی سی ہر سمت چھانے لگی

ستا[illegible] جلوہ گر — چلا یا فلک نے چراغ قمر

میان [illegible] شک قمر — ہے اک مہر حسن ازل جلوہ گر

[illegible] ان اشیا نذیر — فرستادہ خاص رب قدیر

[illegible] ضو مین جا بگیر — صباحت نثار رخ دلپذیر

[illegible] تاب — کہ پرتو سے تجلی بنی موج آب

[illegible] انبیا — حبیب خدا وارث انبیا

ہین ہوتے انسان ایسے جبیہ — مگر یا قلم نور کی ہے شبیہ

وہ فرق معلا کی شان علا — جہان تک نہ پہنچین قیاس و ذکا

ازل سے ملی اُسکو یہ برتری — کہ حاصل ہی کونین کی سروری

عروج سر بام اُمید ہے — وہ سرمایۂ فخر جاوید ہے

وہ گھونگرے کچھ بال الجھے ہوے — کچھ اُلجھے ہوے کچھ وہ سلجھے ہوے

سیاہی مین وہ زلف کا ذکا دل — شب ہجر بھی جس سے ہو منفعل

جو سچ مین خوبون کی تصویر ہے — بگڑنے مین عاشق کی تقدیر ہے

نہ کیون اُس جبین کی کرین ہم ثنا — کہ ہی آسمان جلالت پہ بدر

عجب روشنی ہی عجب آب و تاب — کہ ہی [illegible] کا وہ مہ و آفتاب

یہ لوح دو عالم کی تفسیر ہے — جبین پیش [illegible]

تجلی گہہ حسن زیبائے حق — بیاض جمال [illegible]

زیارت گہہ خاص حسن قدیم — امانت گہہ نور رب کریم

وہ روشن گر دل کشادہ جبین — [illegible]

ہے خط جبین سے عیان سربسر — [illegible]

یونہین کاٹتے ہین یہ صبح و شام — [illegible]

وہ ابرو قیامت کی سفاک خلق — جبین تو فوق حق [illegible]

چڑھی تو نظر پر کوئی چڑھ گیا — جو [illegible]

وہ چشم فسون گر ادا آفرین | کہ بے سرمہ رہتی ہین وہ سرمگین

مصاحب ہی مستی شرارت شفیق | قیامت ہی ہمساز فتنہ رفیق

غضب کے ہین وہ لال ڈورے مگر | ابھی نکلے ہین خون مین ڈوب کر

وہ ترچھی نظر کس بلا کی شریر | کہ بجلی گراتی ہی دکھلا کے تیر

نہ بیٹھی کبھی چین سے گھر مین یہ | بناتی ہے گھر جا کے پتھر مین یہ

لگی رہتی ہی ہو کوئی کار گر | وہ برچھی کی برچھی نظر کی نظر

کبھی دیکھنا پشت پا کی طرف | کبھی سینہ با صفا کی طرف

تغافل سے پہلو کبھی دیکھنا | وہ لٹکا کے گیسو کبھی دیکھنا

وہ بانکین ادا مین وہ ترچھی نظر | جو پھیرین چھری حلق عشاق پر

شب و روز رہتی ہین اس تاک مین | کہ ملکر ملا دین کسے خاک مین

کسیکو نہ بھر کر نظر دیکھنا | ادہر دیکھتے ہی ادہر دیکھنا

ادہر دیکھنا ہون جدہر دل جلے | یہ مطلب کہ ابس مین کچہ نو چلے

شب و روز پہرتی ہی ساغر بدست | کہ ہی ساقی جام عہد الست

وہ گو نشہ مین مست و سرشار ہی | مگر کام سے اپنے ہشیار ہے

اڑی گاہ بن کے شہباز حسن | بنی گاہ طاؤس طناز حسن

کئے صید عشاق کے مرغ ہوش | پھری سو بسو مست عشوہ فروش

کبھی موج بحر محبت بنی | کبھی شور دریائے الفت بنی

دکھائی روانی یمِ ذوق کی | سنائی صدا گریۂ شوق کی
بنی گاہ باغِ حقیقت کی بو | بنی گاہ گردِ رہِ آرزو
سونگھائی شمیمِ ریاضِ الست | کیا منزلِ عشق کا بندوبست
بنی صیقلِ تیغِ خوبی کہین | پری بن کے شیشے مین اُتری کہین
کسی سے کیا دور لاف و گزاف | کسی کا کیا دل کا آئینہ صاف
کبھی بن گئی وہ کمندِ اُمید | کبھی رشتۂ آرزوہاے دید
کبھی بامِ وصلت پہ پہنچا دیا | کبھی جلوۂ یار دکھلا دیا
کبھی ترشحِ تیغِ قاتل بنی | کبھی بحرِ حسرت کا ساحل بنی
کہ جسکو وہ سفاک اُتارا کرے | یہ تلوار کے گھاٹ اُتارا کرے
کبھی دامنِ دشتِ وحشت بنی | کبھی تارِ دامانِ رحمت بنی
کسی کا کیا جامۂ ننگ چاک | دیا گاہ خلعت کا ملبوسِ پاک
بنی گاہ دربانِ بابِ کرم | بنی گہہ عصاے ضعیفانِ غم
جو مغرور آیا گرایا اوسے | جو عاشق گرا تو اوٹھایا اوسے
یہی فاتحِ بابِ اُمید ہے | کلیدِ درِ گنجِ توحید ہے
عجب رنگ مین ہی یہ ڈوبی ہوئی | کہ باقی ہنین نام کو بھی دوئی

جو دل مل گیا خوب توڑا اوسے ۔ غرض جسکو تاکا نہ چھوڑا اوسے

وہ کھینچے ہوئے تیر مژگاں کی صف ۔ کہ ہو طائر قدس جنکا ہدف

انھین سوجھتی ہی بہت دور کی ۔ کہ جو کی یہ ہین چشمہ نور کی

وہ پلکین ہین یا پردہ حسن ہین ۔ کہ مدت سے پروردہ حسن ہین

وہ بینی کہ منقار طوطی خجل ۔ صفائی مین نہر لبن منفعل

اگر یہ نہو حسن سب خاک ہے ۔ غرض چہرہ حسن کی ناک ہے

وہ روے نگارین بہار جمال ۔ گل بوستان کمال و وصال

وہ رخسار نازک وہ رنگین عذار ۔ ریاض لطافت کی تازہ بہار

وہ آئینہ صورت لم یزل ۔ صفائے دل اہل حسن عمل

وہ بدر جمال رخ تابدار ۔ وہ مہر جلال خداوندگار

وہ رخ مطلع صبح حق الیقین ۔ صبیح و شگفتہ ملیح و حسین

وہ رنگت گلابی نزاکت بھری ۔ کہ جیسے کوئی پنکھڑی ہو ہری

حسین اسقدر وہ مہ دلنواز ۔ کہ خود حسن کو اوسکے جلوہ پہ ناز

وہ تابندہ رخ صورت مہر نور ۔ تجلی وہ شعلہ شمع طور

نزاکت کا اوسکے یہ شہرہ ہی آج ۔ کہ شرملتے ہین جسسے نازک مزاج

وہ مہر سعادت وہ بدر الدجیٰ
وہ شمع حقیقت وہ شمس الضحیٰ

فروزاں ہے ایسا کہ نزدیک و دور
برابر اسی کا ہے آنکھوں میں نور

کل جہان کا پہلا ورق ہے یہی
سر صفحہ صنع حق بس یہی

وہ لبہائے معجز بیان و فصیح
بہ ہیں جنکے اعجاز کا دم مسیح

کریں کیوں نہ عشاق کو بھی حلال
کہ بے پان کھائے وہ رہتی ہیں لال

وہ ابر گہر بار شیریں زبان
کرے جو کہ سرسبز کشت جہان

فصاحت کے دریا کی یکتا نہنگ
کرے قافیہ جو بلاغت کا تنگ

کہی جو وہی ہو یہ ہے اختیار
کہ ہے سیف حکم خداوندگار

عصائے دل اہل ہمت ہے یہ
کلید در باب رحمت ہے یہ

جو کھدی نہیں اسمیں کچھ شک و ریب
اسے لوگ کہتے ہیں مفتاح غیب

وہ گوش حسین راز دار نکات
سنا کرتے ہیں جو محبت کی بات

وُر معرفت کے وہ دو کان ہیں
عقیق سماعت کر وہ کان ہیں

وہ گردن کہ اہل صفا منفعل
صراحی بلّور جس سے خجل

نہ کیوں قربت حق ہو اس سے مزید
کہ ہے یہ گذرگاہ حبل الورید

بھرے گول بازو وہ عالی وقار
کہ ہو ہائے آسمان ہے نثار

یہ نازک کلائی کا اُس گُل کی رنگ | تصور بھی پھولون کا ہو جسکو ننگ

وہ پنجہ جو عشاق کا دستگیر | کہ پنجے مین جسکے وہ عالم اسیر

وہ پنجہ کہ جس مین خدائی کا زور | وہ قدرت سلیمان نبی جسکی مور

وہ ناخن کہ مہ جسپہ ہے کمال | بنائین جو ہر دم نیا اک ہلال

نشانے پہ جوڑین اگر تیر کو | بنا دین وہ تقدیر تدبیر کو

غضب کی وہ گرمی حسنِ شباب | کہ جسپر دلِ قدسیان ہو کباب

نہ کیون اوس سے ملکہ ہو خوش ہر ملول | کہ خوشبو ہی وہ دونون عالم مین پھول

اسی عالمِ وجد مین وہ جوان | مؤدب گیا پیشِ شاہِ جہان

ستارون کے مانند میر و وزیر | فراہم ہین گردِ شہ دستگیر

یہ دیکھا تو وہ بے نظیر حزین | ٹرھا بہرِ پابوس سلطانِ دین

مگر روکنے کو اُٹھے کچھ شریر | کہ جانے نہ پائے اُدھر بے نظیر

نہ روکے رُکا پر وہ کمسن دلیر | کہ ہوتا ہی شیرون کا بچہ بھی شیر

سبھون کو ہٹا کر وہ عالی وقار | گیا پیشِ محبوبِ پروردگار

ادا کرکے سارے رسومِ نیاز | ہوا وہ قدمبوس شاہِ حجاز

اُٹھا شاہِ عالم اٹھایا اُسے | گلے سے اوسیدم لگایا اُسے

کہا تجھ پہ کیا ایسی آفت پڑی — کہ طے کر کے آیا یہ منزل کڑی

کہا میں ستم دیدۂ ہجر یار — امان خواہ آیا ہوں باحالِ زار

کبھی تھا شب و روز سرگرمِ ناز — پر اب ہوں اسیر طلسم مجاز

ہوا اب بسبب غفلت داخل یہاں — نہیں ملتا اب مخلصی کا نشان

یہ کہکر سنایا سب احوالِ خواب — وہ ارشادِ مظہر ہدایت مآب

کہا اس شہنشاہ دین نے کہ ہان۔ — مین پہلے سے ہون واقفِ داستان

مجھے بھی دکھایا اسی نے یہ خواب — کہ آتے ہی کر ملنے فیض یاب

وہ آلام سے دل شکستہ بہت — ہے تیر ملامت سے خستہ بہت

وہ جو کچھ کہے دل سے کرنا قبول — کہ ہو وصلِ محبوب اسکو حصول

حضوری ہوئی ہے جو حاصل تجھے — بنا دونگا انسانِ کامل تجھے

مرا مایۂ ناز و عشرت ہے تو — یہان صدرِ بزمِ محبت ہے تو

بسر کر مرے ساتھ آرام سے — چھکا دونگا توحید کے جام سے

یہہ کہکر بٹھایا اسے جائے صدر — رخِ زرد اوس کا گیا رشک بدر

غرض جتنے موجود تھے اہل دین — ملے اس سے با حسن صدق و یقین

اسی طرح ہر ایک میر و وزیر — ہوا حکمِ حاکم سے فرمان پذیر

جلیل و حسین عالمِ و ذی وقار
رفیق اس کو شہ نے دی بیشمار

وہ شمعِ ہدایت مین رہنے لگا
جو گزری تہی دل پر وہ کہنے لگا

بشارت و تصدیق

پلا ساقیا بادۂ وصلِ یار
کہ ہو چودھوین شب کی دونی بہار

دے جا وہی مایۂ اختصاص
ازل سے ہون مین تیرا محبوبِ خاص

چھکا مجھکو جامِ بشارت سے آج
بنا کامل اپنی عنایت سے آج

شب وصل آئی گیا روزِ ہجر
مبدّل ہوا ساز سے سوزِ ہجر

افق پر سرِ شام ہی ماہتاب
وہ چمکا اٹھا کر بسنتی نقاب

درختون پہ چاندی سی چڑھنے لگی
تلی بھی اٹھلا کے بڑھنے لگی

روپہلی کرن آسمان پر تمام
اڑانے لگی ریزۂ سیمِ خام

پڑی پانی پر چاندنی کی جھلک
دکھانے لگی موجِ دریا چمک

وہ مل مل کے ابرک شعاعِ قمر
چھڑکنے لگی سطحِ آب پر

برسنے لگا نور افلاک سے
تجلّی ابلنے لگی خاک سے

ہوا اسقدر روشنی کا وفور
بنی ہر کرن تارِ بارانِ نور

بنے آئینہ سارے دیوار و در
سفیدی پہری ہر در و بام پر

تجلی کثافت کو دہونے لگی
مکانون پہ قلعی سی ہونے لگی

نظر آتے ہین ٹیکرے جو ادہر
وہ کوہِ صفا بن گئے سربسر

بلندی پہ اب بدر آنے لگا
ستارون کو نیچا دکھانے لگا

بہت تل سبنے دیدۂ حور مین
بہت چھپ گئے چادرِ نور مین

جو تھے خاص خاص از معمورِ نور
وہی کچہہ جھلکتے رہے دور دور

پکڑ کر ضیا کہکشان کی کمند
گئی تا سرِ بامِ بخت بلند

ضیا چمکی داغِ جگر کی بہت
بڑہی کو چراغِ قمر کی بہت

اندھیرے کو سایہ ترسنے لگا
درختون پہ جوبن برسنے لگا

ہے اس ناز سے چاندنی جلوہ گر
کہ سکتے کے عالم مین ہے ہر شجر

تجلی سے وادی یہ معمور ہے
کہ موج ہوا موجۂ نور ہے

وہ پہول اجلے اجلے ہین جو سامنے
کٹوری سی چاندی کی سر پر لئے

جو کھلتے ہین اس وقت کیسی بہار
کہ ہون ٹوٹ کر جن پہ تارے نثار

چمک ریگ پر صحنِ بلور کی
بچھائی ہوئے چاندنی نور کی

یہہ عالم جو دیکھا تو شکلِ کتان
ہو پارہ پارہ دلِ عاشقان

شعاعون سے اُڑنے لگی جو شرر
سوے چرخ اڑے کبک پر کہول کر

لگے بھونکنے اٹھ کے کتے کہیں | مچانے لگے شور کوّے کہیں

ہر اک حاسد ایسا ہی بکتا رہا | مگر بدرِ تاباں چمکتا رہا

شا رفتہ رفتہ وہ شور و شغب | گئی تا کمر زلفِ لیلائے شب

چمکنے لگا سر پہ بدرِ منیر | بنا قبّۂ نور چرخِ مسیر

سپہرِ لطفِ نظّارۂ نورِ ماہ | چڑھا بام پر وہ شہِ عرش جاہ

طبق میں زبرجد کے دُرِّ شاہوار | قمر حسن کے لایا برائے نثار

فلک ٹیکہ چاندی کا باندھے ہوئے | پھر اگرد اس شاہِ ذیجاہ کے

وہ بھیگی ہوئی آبِ رحمت سے رات | کہ تر دامنوں کی ہو جس سے نجات

وہ شبنم کی خنکی وہ ٹھنڈی ہوا | وہ اشجار و آبِ رواں کی فضا

وہ شاخوں کا جھکنا لچک کر کہیں | وہ لہروں کا اُٹھنا چمک کر کہیں

وہ میدان میں چاندنی کا سماں | وہ شبنم کا گرد اسکے کچھ کچھ دھُواں

نجوم و قمر کا وہ عکس آب میں | وہ پانی میں جلتی ہوئی مشعلیں

وہ ہر سمت چھایا ہوا نورِ بدر | وہ شب لیلۃ القدر کو جسکی قدر

بھری نور سے ڈالی ڈالی تمام | وہ اغیار سے بزم خالی تمام

نہ کوئی مصاحب نہ کوئی مشیر | حضور ایک میں حاضر فقط بینظیر

وہ اشعار پڑھتا چمکتے ہوئے — وہ خاص اسکے جلے پھڑکتے ہوئے

ہوا سنکے اس شاہ دین کو سرور — لگا چلنے دور شراب طہور

وہی ساقی جام عرفان بنا — وہی قاسم آب حیوان بنا

میسر ہوئی قسمتون سے یہ رات — پیالے کے دونون نے آب حیات

وہ ساغر یہ ساغر چڑھاتے گئے — لگاتار مستی بڑھاتے گئے

لنڈہے خم پہ خم اور سبو پر سبو — وُ علی جاے ہر دم یہی آرزو

بہت دیر پیتے پلاتے رہے — محبت کے نشے جماتے رہے

ہر اک اشک شادی بہانے لگا — لب جام ہنس کر رولانے لگا

ہوا نشۂ بیخودی کا یہ جوش — کسیکو نہ باقی رہا اپنا ہوش

محبت دوئی کو مٹانے لگی — تکلف کا پردہ اٹھانے لگی

بنا بستر عیش حسن قبول — بچھانے لگی شوخی ناز پھول

چمکنے لگا چہرہ امید کا — نگاہون مین رنگ آگیا دید کا

کلی آرزو کی چٹکنے لگی — وفا پنکھڑی سی جھمکنے لگی

تمنا مین ہمدم نہین شوق کی — مرادون مین بو آگئی ذوق کی

گلے سے لگی مدعا کی امنگ — بندھا حضرت آہ وزار کا ڈھنگ

غم دل کا چلتا ہوا ازدحام — قلق نے کیا دور ہی سے سلام

خوشی قلب کو گدگدانے لگی — مسرت سی چہرہ پہ چھانے لگی

ملی تازہ بو گیسوئے یار کی — کھلیں تیوریان بند انکار کی

ہوس دل مین پہلو بدلنے لگی — نکلنے کو حسرت مچلنے لگی

سکون ورود دل سے ہوا ہمکنار — تسلی ہوئی مونس جان زار

قرب آکے تشویش گھٹنے لگی — بغلگیر تسکین ہونے لگی

دل و سینہ کے زخم بھرنے لگے — امنگون کے جوبن ابھرنے لگے

ہوا شوق کا ضبط پر دسترس — بڑھا جوش مین آکے دست ہوس

یقین نے اٹھائی گمان کی نقاب — نظر آئی ہر آرزو بے حجاب

شک و ریب روپوش ہونے لگے — مقاصد ہم آغوش ہونے لگے

نگاہین لگین کہنے پیغام شوق — تمنا نے چوسا لب جام عشق

ادب سے بڑھین آگے گستاخیان — مرادین لپٹ کر بنین وصلیان

ارادے نے داؤن چلنے لگی — وہ برسون کے ارمان نکلنے لگی

بڑھا گرمی شوق سے ساز ناز — عرق بن کے ٹپکا جبین نیاز

طبیعت کی شوخی بھی ہو مستدم — رکاوٹ کی باتین ہوئین کالعدم

ملا سازِ تقدیر سے سازِ وصل — بجا پردے مین نغمۂ رازِ وصل

فرح بخش توفیق ہونے لگی — تصور کی تصدیق ہونے لگی

آسودگی خوب سے ہم رہی — وہی خلوتِ اُنس محرم رہی

نہ باقی رہی دل مین کوئی ہوس — عنایت پکاری کہ اللہ بس

یہ سُنکر بنا خود فراموش وہ — ہوا جوشِ مستی سے بیہوش وہ

سنبھالا اُسے ضبطِ چالاک نے — دیے چھینٹے آبِ رخِ پاک نے

کہا شہ نے اے مایۂ اختصاص — ازل سے ہی تو میرا محبوب خاص

رہی اسکی تصدیق ای نیکنام — مین تیرا ہی ہوکر رہونگا مدام

ملا ہے مجھے حکمِ مہرِ منیر — لقب دون تجھے عاشقِ بے نظیر

خدا نے دیا سب تجھے بے ریا — ولیعہد کا تا ابد کر دیا

ازل سے ہے تو عاشقِ ذاتِ حق — ہوا آج صد شکر مختارِ حق

چلے گا ترا حکم آفاق مین — کہ تو صدر ہی بزمِ عشاق مین

تری دم سی پھیلیگا دنیا مین جوگ — کرینگے ترے نام سے عشق لوگ

تجھے ہم نے عالم سے دین ہزار — مرید اور ہر دم تری جان نثار

علاوہ برین بیشمار اہلِ دین — تری دم سے پائینگے راہِ یقین

کرینگے تری پیروی خاص و عام — کہ ہی وحی و الہام تیرا کلام

پڑھے گا جو دل سے اسے ایکبار — وہ ہوگا ولی صاحب اختیار

زہے رحمت ای عاشقِ ذو الجلال — کہ خود منتظم اب ہے تیرا خیال

تجھے احتیاجِ دعا کچھہ نہین — کہ مرضی پہ تیری ہی ربِ امین

بشارت دیئے جاتا ہے وہ بشیر — تحیر مین ہے خسرو بی نظیر

کہ یارب کہان مین یہ رحمت کہان — کیا جسنے محبوبِ ربِ جہان

اسی فکر مین غرق ہی وہ حسین — کہ یاد آگئی اُسکو لوحِ یقین

جو دیکھا اسے غور سے ایکبار — تو یہ راز اُس سے ہوا آشکار

کہ مہرِ منیر آکے اس دل مین — تجھے آزماتا ہے اس مجلس مین

یہہ دیکھا تو وہ عاشقِ پاکباز — پھرا گرد اُسکے زروئے نیاز

کہا گر کے قدمون پہ اسے پاکذات — بھلا اس مین پردے کی تھی کون بات

اسی کی رہی آجتک دوڑ دھوپ — یہان آپ بیٹھے ہین بدلے یہ روپ

ازل کی وہ باتین بھی کچھہ یاد ہین — محبت کی گھاتین بھی کچھہ یاد ہین

تکلف نہ رکھیئے روا اسے کریم — کہ ہون آپکا آشنائے قدیم

یہہ کسواسطے رنگ لائے حضور — کہ اس جلوے مین آج آئے حضور

بلایا ہے مجھے قدس کے دیس مین — یہان آپ بیٹھے ہین اس بھیس مین

بھلا اس مین کیا مصلحت تہی حضور — جدا سکے کہ چکر مین کہاؤن ضرور

کہا مین نہ آتا جو ای خوش صفات — دکھاتا تجھے کون باب نجات

فقط تیری خاطر مین آیا یہان — محبت کا نقشہ جمایا یہان

اسی واسطے مین نے بدلا یہ بھیس — کہ ملکر سب تجھے لیچلون اپنے دیس

سحر ہو تو کہولون مین باب نجات — تجھے بخشدون حاصل کائنات

کہ زاد سفر ہو وہ حسن عمل — مرے ساتھہ پہر تو سوی قدس چل

پہنچکر تو اُس منزل عشق پر — بڑے چین سے تا ابد کر بسر

وہ اہل محبت وہ اہل طریق — وہین آرہین گے تری ہین رفیق

سنا جب یہ ارشاد مہر منیر — تو پڑہنے لگا وجد مین بینظیر

غزل

محبت کا جذب واثر دیکھیے — وہ خود لینے آئے خبر دیکھیے

کبہی جنکو لکھتے تھے ہم شوق دید — وہی آج ہین نامہ بر دیکھیے

کسی کا وہ منہ پہیر کر بیٹھنا — کسی کا وہ کہنا ادہر دیکھیے

کبھی میری قسمت کی پہر دیکھنا — ذری اپنی ترچھی نظر دیکھیے

اسی پر ہے تانۂ نگاہ کرم کے
مین ٹرپون ادہر آپ اُدہر دیکہی

یہہ آنکہین بہت دن سے تہین فرش راہ
وہ آئے ہین اب راہ پر دیکہیے

کوئی عشق کہتا ہا کوئی جنون
بتاتا ہے کیا چارہ گر دیکہیے

وہ آخر ملے بات کی بات مین
وہ طول اور یہہ مختصر دیکہیے

بہت خوبصورت ہین یوسف مگر
ذرا آپ کو دیکہکر دیکہیے

اس آئینہ خانہ مین حیرت ہے یہ
کسے دیکہیے اور کدہر دیکہیے

نہین کہولتے آنکہ کیون منتظر
وہ آتا ہے کوئی اِدہر دیکہیے

باب نجات

پلا اب وہ مے ساقیٔ پاکذات
سبنے حلقۂ جام بابِ نجات

اچہوتی دے وہ دخترِ رز مجہے
کہ ہو دم پہ قابو دعا دون تجہے

بنا مست و بیخود مثالِ حبابِ شیر
کہ دیکہون مین اپنی ہی عالم کی سیر

اٹہا جام کر جلد رفعِ ملال
کہ دُنیا سراسر ہے خواب و خیال

وہی خوب ہے مین جو کہدہتی ہین مست
غمِ منیستی اُنکو نہ کچہہ فکرِ ہست

وہ مے دے کہ ڈوبین محبت مین ہم
کہ رہتی ہے شادی نہ رہتا ہی غم

مجھے مست کرکر تو بیہوش جا وہان
انا الحق سے کہے ذرہ ذرہ جہان

نہ چھوٹے مگر یہ سلامت روی
کہ پی کر اُبلتے ہین کم ظرف ہی

ہر اک راز کی پاس داری رہے
بہکنے نہ دین بھی ہوشیاری رہے

نہ لغزش ہو کچھہ خود پرستی مین بھی
قدم لڑکھڑائین نہ مستی مین بھی

چھڑادے خیالِ حیات و ممات
کہ دنیا کے سب کام ہین بے ثبات

وہ مے دیکے جو کہ یون بیخبر
نہ جنت کا غم ہو نہ دوزخ کا ڈر

اُٹھا جام دے بہر کے اب وہ شراب
جو دل سے اٹھادے دوئی کا حجاب

مری مے پرستی کی وہ شان ہو
جہان خود پرستی بھی ایمان ہو

حرم سے نہ مطلب نہو دیر سے
لگاوٹ نہ باقی رہے غیر سے

نہ اغیار کام آئین گے کچھہ نہ یار
خیالی ہین سارے یہ نقش و نگار

پلا ساغرِ عشق کرشاد کام
ہے دنیا فقط ایک دھوکے کا نام

کہانتک مین افسانہ کل سنون
کہانتک صراحی کا قلقل سنون

پلا بادہ پھر سن مری داستان
کہ ہے جام آئینہ راستان

نہ گھبراؤن کیون دورِ ایام سے
صدا آرہی ہے لب جام سے

رہیگا نہ کوئی رہا بینظیر
رہے نام اللہ کا بینظیر

یہ وہ دور ہے جز خداوندگار | کسیکا بہی ہرگز نہین اعتبار
نہین جز ترے جو کسی کو بقا | مجھے ذات مین اپنی کر تو فنا
نہین جانا کوئی دم کا شمار | نہ ٹوٹے کبھی جامِ زرین کا تار
شفق نے گرائی جو خم سے شراب | اُٹھا تمتما ہوا آفتاب
حیا صبح کی مِہر کھونے لگا | دماغ ہوا گرم ہونے لگا
چلی لڑکھڑاتی نسیم سحر | شعاعین بڑہین نشہ مین جہوم کر
سنبھالے ہوئے آپ کو بے نظیر | چلا سوے دربار مہر منیر
ملا راہ مین حیلہ نامور | یہہ پہونچائی اُس باوفا نے خبر
مین جانے کو تہا خدمتِ شاہ مین | مگر آپ ہی مل گئے راہ مین
ذرا اتنی تکلیف فرمائیے | جواہر کو بہی ساتہہ لیجائیے
یہ سُنکر چلا وہ شہِ دو جہان | وہ جس جا فروکش تہی آیا وہان
اُسے بہی غرض ساتہہ لیکر وہ شاہ | گیا پیشِ سلطانِ گیتی پناہ
بہ آئین شائستہ و دلپذیر | ہوئی وہ قدم بوسِ مہر منیر
وہ سلطانِ عالی نسب ذی کمال | بہت خوش ہوا بعدِ تفتیشِ حال
ہوئی رخصتِ دردوغم ناگزیر | ہوا موردِ صد کرم بے نظیر

بٹھا کر نہ راہِ عنایت اُسے — دیا سونپ گنجِ محبت اُسے

کہا ہے یہی حاصلِ کائنات — اُسے لیکے جا سوئے بابِ نجات

یہہ کہکر اُٹھا جب تو وہ سب کے سب — روانہ ہوئے ساتھہ با صد ادب

ذری دور جاکر رُکا شاہِ دین — کہا دیکھہ اب اپنی لوحِ یقین

پڑی لوح پر جو نظر ایکبار — تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار

یہہ لکھا ہے اے عاشقِ منتظر — اُٹھا جلد دامانِ مہرِ منیر

اُسی مین تو ہے جا اب اے خوش صفات — نظر آئے تا تجھکو بابِ نجات

پڑا یہہ تو فوراً شہِ منتظر — چھپا زیرِ دامانِ مہرِ منیر

دکھائی دیا سامنے ایک باب — تجلّی مین رشکِ مہ و آفتاب

وہ بابِ سعادت بلند اسقف — کہ مشکل ہے کلمونہ ٹھہرے نظر

نگہبان ہزاروں پیادے سوار — فرشتوں کا بھی ہو نہ اُسپے گذار

اُنہون نے جو دیکھا اُٹھا کر نظر — کہ آتا ہے شاہنشہِ نامور

برابر کھڑے ہو گئے اک طرف — جھکے بہرِ تسلیم وہ صف بہ صف

قریب آگیا جب وہ عالی تبار — قدم آکے سب نے لئے ایکبار

لئے ساتھہ اُسکو بصد عزّ و شان — ہوا داخلِ بابِ شاہِ جہان

ہوئی ختم جسوقت وہ حدِ باب
تو بولا وہ سلطانِ رحمت مآب

ذرا دیکھ اب لوح اے بے نظیر
کہ کہتی ہی وہ کیا بحکم قدیر

یہ سنکر جو مین لوح پر کی نظر
تو اپنی ہی تصویر تھی جلوہ گر

نہ اور اک شادی نہ ماتم رہا
فقط ایک حیرت کا عالم رہا

وادیٔ حیرت

پلا اب وہ مے ساقیٔ مہ جبین
کہ آئینہ بنجائے لوحِ یقین

دے جامِ خوش پڑہے جادو رود
بنا دے مجھے مستِ علم وجود

وہ مے دے کہ ہو اسکا عین الیقین
کہ انسان ہی ہی کتابِ مبین

فلک پر اڑادے وہ سنہرا غبار
منور ہوے وادی و کوہسار

نجوم اپنی ہستی کو کہونے لگے
تجلی مین روپوش ہونے لگے

سحر لیکے آئینہ آفتاب
ہوئی جلوہ افگن بصد آب و تاب

معلا پہاڑونکی وہ چوٹیان
دکھاتی ہین اسوقت کیا کیا سمان

ہرے نخل انپر زرافشان کرن
شعاعونکی وہ کونپلون پر پہبن

وہ سبز پودے طراوت بہرے
وہ شفاف چشمے لطافت بہرے

وہ شبنم کی دہوئی ہری ٹہنیان
زمرد کی وہ قدرتی کلغیان

وہ پانی کا جھرنا وہ چاندی کے تار　　وہ شیشے کی چادر وہ صاف آبشار
سر شاخ پہولونکا کہلنا کہین　　گلے مل کے نہرونکا بہنا کہین
وہ گدرائے پہل ہر شجر باردر　　چھپا پڑتا ہے جوبن اشجار پر
کہین لالۂ سرخ ساغر بدوش　　کہین نرگس مست حیرت فروش
وہ نکہرا ہوا چہرۂ نونہال　　وہ بکہرے ہوئے سنبل تر کے بال
کہین پہول پہولے کہین مرغزار　　ریاحین خودرد کہین بے شمار
جا سر کوہی کا دنگل کہین　　چرندونکا جنگل مین منگل کہین
وہ گنجان شاخین شجر سایہ دار　　پہاڑونکے دامن مین وہ سبزہ زار
کہین طائران سحر نغمہ زن　　کہین چوکڑی بہر رہے ہین ہرن
کہین غول کے غول رعنا غزال　　پری کے پرے مرغ یاقوت بال
پرندونکا جمرٹ برنگ سحاب　　کہین جہنڈ چڑیونکا بالائے آب
وہ دریا کا موجین کہین مارنا　　کہچارون مین شیرون کا ہنکارنا
کہین غار مین جاگزین تیندوے　　کہین کہو مین بیٹھے ہوئے اژدہے
درندونکا جنگل مین وہ گہومنا　　کہین ہاتھیون کا کہڑے جہومنا
کہین گنڈپر وہ گہنی جہاڑیان　　دد و دام جسین ہزارون نہان

چپتا نونیہ وہ چادر آب صاف	ہہ چاندی کے تیر کا جیسے غلاف
کہین گہاٹیون پر درندون کا زور	کہین ڈالیون پر پرندون کا شور
وہ کیلے کا جنگل وہ آب روان	ترائی مین لاکہون جڑی بوٹیان
وہ گلون کا چرنا چراگاہ مین	بچہا بز قالین خضرا راہ مین
سلمین سنگ مرمر کی با آب و تاب	دکہانے لگین پر تو آفتاب
ذرا دور چلکر بیابان مین	روان ایک دریا ہی میدان مین
تلاطم ہے امواج کا اسقدر	کہ آتا نہین وہ کنارہ نظر
یہ سب ہے مگر کوئی مرد خدا	نہین دیکہتا کچہہ بہی اسکے سوا
جدہر آنکہہ اٹہاتا ہے وہ باخبر	تو اپنی ہی تصویر ہے جلوہ گر
یہہ عالم تحیر کا ہر بات مین	کہ جو شے ہے وہ اپنی ہی ذات مین
کہڑا ہے تردد کی حالت مین وہ	پہنسا ہے بہت سخت حیرت مین وہ
کہڑا سوچتا ہے وہ نازک مزاج	کہان لائی ہے مجکو تقدیر آج
ہوا محو حیرت جو وہ خوش عمل	تو گہبرا کے پڑہنے لگا یہ غزل

غزل

یہ کیا ہی ہمین خیرہ شہر ہی ہین	ہر اک شے کے نفع و ضرر ہی ہین

ہین کوہ و وادی ہین جو آب
ہین نخل و سبزہ و ثمر بہی ہین
ہین ہین امرتخ ہین داستان
ہین مخبر حق خبر بہی ہم ہین
ہین دیر و کعبہ خدا و صنم
ہین صاحب خانہ گہر بہی ہین
ہین لامکان مین ہین ہر جگہ
ادہر بہی ہین ہین اودہر بہی ہین
ہین دفتر کل ہین لفظ کن
ہین طول بہی مختصر بہی ہین
ہین خود مصور ہین خود نگاہ
تماشاے اہل نظر بہی ہین
ہین نیست ہین خود ہین ہست ہین
قضا بہی ہین ہین قدر بہی ہین

ہین نقش جانان ہین بے نظیر
ہین ذات باری بشر بہی ہین

اسی کشمکش مین سر انجام کار
اسے لوح یاد آگئی ایکبار
مگر وہ تو پہلے سے آئینہ تہی
نظر آئی پہر اپنی صورت وہی
اسی شکل سے پروہ رعنا جوان
لگا پوچہنے کیا کرون اب میان
وہ کہنے لگی اے شہ باخبر
یہہ وادی حیرت کا ہی سب اثر
تری شکل ہر جا ہی گو جا بجا گیر
نہان پر اہنین مین ہی مہر منیر
تلون یہان سے تو کر اختیار
کہ تا تجہہ پہ یہ راز ہو آشکار

بسے ساتھ تیرے تغیر نہ ہو — سمجھ مہر اُس صورت پاک کو

پکڑلے تو دامن اُسی مرد کا — نہ اندیشہ کر گرم کا سرد کا

جو ہو ربط اوس شاہِ دیندار سے — ابھی پار ہو بحرِ زخار سے

جو اس بحرِ حیرت سے جا گذر — پہنچ جائے تا دشتِ ہو بیخطر

یہ سمجھا تو وہ خسروِ نامدار — بدلنے لگا حالتیں بیشمار

بدلتا گیا جیسے جیسے وہ رنگ — وہ شکلیں بدلتی رہیں بیدرنگ

نظر آئی اک صورتِ بینظیر — کہ ہر گز نہیں وہ تغیر پزیر

یہ دیکھا تو وہ خسروِ دوجہان — ہوا اک طرف ساتھ اُسکے روان

جدہر سے وہ ذیجاہ ہوتے گئے — بہت لوگ ہمراہ ہوتے گئے

نظر آئی اک کشتیِ امتحان — ہوے سب سوار اسپہ باعزو شان

چلی جس گہڑی موجِ بادِ مراد — روانہ ہوے سب وہ عالی نژاد

لگے جب کہ دہارے مین وہ نیک خو — بھنور مین پڑی کشتیِ آرزو

جو طوفانِ حسرت ہوا آشکار — ہوے خوف سے سب کے سب بیقرار

بدلنے لگا رنگ ہر ناخدا — مگر ایک حالت پہ ہر ناخدا

یہہ کہتا ہے گو ہو خفا جی سے تم — کہین کود پڑنا نہ کشتی سے تم

یکایک وہ گھبرا گئے اسقدر | گرے بحر ذخار مین بیخبر
مگر نوح کے حسب تحریر شاہ | رہا ہمرہ خسرِ دین پناہ
بہت کوششون سے غرض ناخدا | کنارے پہ کشتی کو لے ہی گیا
کنارے پہونچا یہ ٹھہری صلاح | کہ اسوقت ہے بس اسی مین فلاح
کہ جو ڈوبتے ہین سنبھالو انہین | پھنسے جسطرح ہین نکالو انہین
غرض ملکے دونون وہ عالی خصال | جہانتک ملے انکو لائے نکال
کنارے جو پہونچے بحکم قدیر | لگا دیکھنے لوح کو بینظیر
تو اُس آئینے مین یہ آیا نظر | کہ تصویر محبوب ہے جلوہ گر
نہ تنہا یہ ہے پیش نظر مہر ہے | جدہر آنکھ اٹھائی ادہر مہر ہے

دشت ہو

کہان ہے تو ساقی یہ کیا طور ہے | کہ ہر سو ہوا اللہ کا دور ہے
بنا جلد بیخود ترے دم کی خیر | کہانتک یہ کثرت مین وحدت کی سیر
وہ مے دے کہ دو دن جسکو تو غم تمام | فنا کر دے محبوب کی ذات مین
شب غم کی رخصت وہ پچھلا پہر | وہ تارونکی چھان وہ نسیم سحر
اُٹھو جاگو کی ہر طرف ہے پکار | سحر کہا کے فارغ ہوئے روزہ دار

تجلی رحمت کا ہر سو ظہور ۔ بسیروں سے اڑنے لگے وہ طیور

وہ کچھ کچھ جھلکنے لگیں کونپلین ۔ کھر دا اڑانے لگیں کچھ بلین

پپیہوں نے دل پر لگائی وہ چوٹ ۔ کہ معشوق بھی ہوگئے لوٹ پوٹ

تجلی فشان گنبدِ آسمان ۔ نمودِ سحر کا سہانا سمان

طیورِ سحر گرم حمد و سپاس ۔ ثنا سنج مرغانِ زرّین لباس

کوئی سے بڑھاتا ہوا جوش مین ۔ ہر آتش فگن خرمنِ ہوش مین

کوئی گٹکری لے رہا ہے کہین ۔ کوئی مینڈہی دے رہا ہے کہین

خوش آیند ٹوری سریلی صدا ۔ ہر اک رنگ کے چہچہے جابجا

کوئی زمزمہ سنج ایسی آن سے ۔ کہ آڑی نکلتی ہے لے تان سے

دکھاتا ہے کوئی رکھب کی بہار ۔ کوئی اپنے پنچم کے سر پر نثار

لگاتا ہے وہ ہوٹ کوئی اسطرح ۔ کہ سُر اپنے قبضہ مین ہو جس طرح

چڑھی اتری مدہم کی چل پھر کہین ۔ وہ گندہار پر زمزمہ دل نشین

وہ چھوٹ اور سم کی نکہت پر بہار ۔ وہ کوونگی بادی سر و نکا آتار

کوئی کر رہا ہے وہ مشقِ سند ۔ دکھاتا ہے دُہن کی کوئی شدو

کوئی بول اور گت پہ نغمہ سرا ۔ کوئی جوبنا اور انترے پر فدا

وہ ہلتی ہین پیپل کی جو پتیان ‏ ‏ بجاتی ہین ہر تال پر تالیان
کہین تیپ کی دون کا شور ہے ‏ ‏ کہین آرٹے چوتالے کا زور ہے
صدا اون سے گونجا ہوا بن تمام ‏ ‏ درختون پہ حیرت کا جوبن تمام
سنا جب یہ ذکرِ خفی و جلی ‏ ‏ اٹھا بسترِ خواب سے مہر بھی
ہوا محو فکرِ سفر مین دماغ ‏ ‏ صدا اسے جرس بنگیا شورِ زاغ
کنارے سے آکے بڑھا بینظیر ‏ ‏ ہی ہر طرف شکلِ مہرِ منیر
ملا اک کفِ دست میدانِ ریگ ‏ ‏ جدھر دیکھیے اک بیابانِ ریگ
وہ بالو کے ٹیلے وہ اجلے پہاڑ ‏ ‏ کہین چاندی کے ٹیکر دنکی وہ اڑ
ہوا کے وہ جھونکے خدا کی پناہ ‏ ‏ کہ جن سے تصور کی دھندلی نگاہ
قریب آگئی دوپہر جب یہان ‏ ‏ تپش سے ہوئی ریگ آتش فشان
شرر بنکے ذرّے جو اڑنے لگے ‏ ‏ ہوے کوہ آتش فشان ٹیکری
مگر دیکھتا ہے یہی بینظیر ‏ ‏ یہان ذرہ ذرہ ہی مہرِ منیر
ہوا وجد مین سنکے نغمہ سرا ‏ ‏ تو پیدا ہوئی ہر طرف یہ صدا

غزل

مرے جان و دل مین سمایا ہے جو ‏ ‏ جدھر دیکھون جلوہ نما ہے وہی

وہی راہ رو ہے وہی رہنما
وہی مقتدی مقتدا ہے وہی

وہی بادِ صرصر وہی گردِ راہ
وہی ریگ موجِ صبا ہے وہی

وہی منزلِ عشق مین میلِ راہ
نشانِ رہِ مدعا ہے وہی

وہی سب سے اول۔ اسی کا ظہور
وہی سب کا بانی بنا ہے وہی

وہی سب کی صورت وہی سب کی جان
وہی سب سے واصل جدا ہی وہی

وہی ساقی و مَی وہی محتسب
وہی رند ہے پارسا ہی وہی

ہر اک جسم مین ہی وہی بس خموش
ہر آواز مین بولتا ہے وہی

وہی خود مرض ہے وہی خود دوا
ہر آزار کی خود شفا ہے وہی

کبھی دیکھتا تہا مین نیرنگ دہر
نگاہون مین اب پھر رہا ہی وہی

وہی ذاتِ مطلق وہی بےنظیر
وہی شکلِ انسان خدا ہے وہی

یہ پڑھتا ہوا جا رہا ہے وہ شاہ
گیا بیٹھ اک جا مگر بھر کے آہ

نظر لوح پر کی جو زیرِ سپہر
تو دیکھی پھر اُس مین وہی شکلِ مہر

اسی شکل سے وہ شہِ کاروان
یہ کہنے لگا کیا کرون اب یہان

رہون کب تلک اس حال مین مین اسیر
جسے دیکھتا ہون وہ مہرِ منیر

وہ تصویر بولی کہ اے کاروان
مٹا دے تو اب قیدِ صورت یہان

فقط اپنے ہی دل سے کچھ مدعا — کسی غیر سے تو نہ رکھ واسطا

ہر اک عزم ہر فعل کو اسے جری — سمجھ لے محرک ہے اسکا وہی

ترے دلمین جو آئے گر بیدھڑک — تو بن رہ بے تامل بیجھجک

ملے آگ بھی تو نہ رکنا کہین — نہ آوے اسے قدرت کا حق الیقین

جو ہو بے تکلف تو ہر بات مین — ملے جائیگے محبوب کی ذات مین

سوے قدس جسوقت ہوگا گذر — تجھے خود نہو گی کچھ اسکی خبر

کہ مین کون ہون اور آیا کہان — نہ تمیز ہوگی کسی کی وہان

یہان تو مٹا دے قیود صفات — وہان خود نہ رہجائیگی قید ذات

گئی ہے جو وہ اک رہ مستقیم — چلا جا اسی سمت بے خوف و بیم

وہان سے سوے راست استقی — وہ نکلا ہے اک کوچۂ بیخودی

سر راہ ہے ایک تخت روان — کہ گردش مین ہے صورت آسمان

یہ گو سب نظر آئینگے شکل مہر — بہر نوع دکھلائینگے شکل مہر

مگر پوچھنا دل سے ای تازہ بخت — دکھیگا یہہ راہ ہے یہ ہے تخت

سوار اسپہ ہونا تو با کروفر — نہ تا قدس پہر ہوگی تجھکو خبر

رہیگا نہ معشوق و عاشق مین فصل — وہان ایک ہو جائینگی نقل و اصل

وہاں جاکے دیکھیگا جب سب حسین | ترے ہجر میں زرد اور سب پہ ہمین

بہار

ہوا آگیا پھر مئے لالہ فام | گلابی رہیں میری آنکھیں مدام

سناتی ہے داستاں گل کی دوری مجھے | دکھاوے ہے سبزہ تماشوں کی مجھے

ہے نو روز پر سے بہار کرم | بتاوے مجھے غیرت جام جم

نظر آتی ہے قدرت ذو الجلال | کرے پیش نظر ہے زمانے کا حال

مجھی مل رہا ہے قد کا سرو باغ | کھلا ہے سحر سرخ تا رو چراغ

وہ جو کہکشاں کی ہے گرد راہ | شعاعوں سے چمکا اسے رات بھر

رنگ ہے ست کیا سماں | فرح بخش ہے کرنوں کی تابندگی جہان

ابھی تک نہیں آتی آواز کوس | جبین فلک سے جبین ہو روس

وہی شمعیں جلتی ہیں اب تک یہاں | وہی پھول چپکے ہیں تالاب میں

ابھی تک دیکھتے ہیں تعجب گذار | ترے ہیں کہیں ست شرزہ

لگے شہر سے باغ کو دور چور | نہیں اب کہیں پہرہ والوں کا شور

تجلی کا ہے ہر طرف کو ہجوم | مگر ماند ہونے لگے ہیں نجوم

بڑھی جستجو ستارہ کی اتنی مگر | ابھی ہے نفس رہا ہے چراغ قمر

تجلی میں ڈوبی ہوئی چاندنی / تبیٔ آمدِ صبح [illegible]

قریب آتی جاتی ہے اب صبح کو / یہ نقلی ضیا ہو گی [illegible]

شفق آسمان پہ ہوئی خندہ زن / گلابی رنگا چرخ [illegible]

شعاعوں کا جھرمٹ جو آنے لگا / چراغِ مہ [illegible] لگا

بدلنے لگا رنگ پیرِ فلک / دکھانے لگی چند شفق [illegible]

وہ [illegible] تڑپنے لگا / اجالا بھی [illegible] بڑھنے لگا

نظر آتا ہے آدمی دور کا / کہیں پودہ [illegible] نور کا

گیا [illegible] کو غرب میں ماہتاب / نظر آئی وہ شرق میں [illegible]

پڑا ہے پانی میں عکسِ شفق / بنی سطحِ دریا گلابی ورق

اڑا ہر طرف وہ ابیرِ گلال / ہوا دامنِ صبح [illegible]

مچانے لگا شور ہر [illegible] / لگانے لگی [illegible]

ہوئی صبحِ رنگین او خندہ زن / چمکنے لگی جگمگا [illegible]

چلے جانبِ بتکدہ بیدخوان / نمازی اٹھے [illegible]

پھرے جام در دستِ رندانِ مست / درِ میکدہ [illegible]

شعاعیں لگی بڑھنے اب [illegible] / بنا لالہ زار [illegible]

سنہرا ہوا عارضِ صبحِ پیر
کھلنے پہ ہے آفتابِ منیر

وہ چھایا گلستان پہ رنگِ شفق
مطلا ہوے سارے گل کے ورق

وہ بلبل وہ طوطی شکر شکن
چہکتے ہین کیا کیا طیورِ چمن

جوانانِ گلشن لبِ جوئبار
اُٹھے بہرِ تعظیم فصلِ بہار

عنادل کا ہر سمت جوش و خروش
نسیمِ چمن مست و نزہت فروش

کہین بلبلِ زار سے چہچہے
کہین شاہدِ گل سے وہ قہقہے

بہار آئی نکھرے ہے حالِ چمن
بدلنے لگے نخلِ رختِ کہن

وہ بوٹون مین کلّے لگے پھوٹنے
عنادل کے چہچہے لگے چھوٹنے

درختون نے پہنا وہ دھانی لباس
لبِ نہر سبزہ زمرد اساس

نئی پتیان وہ چٹکنے لگین
وہ کھل کھل کے کلیان مہکنے لگین

ریاحینِ سرسبز تازہ بہار
وہ پھولی حنا ہر طرف عطر بار

وہ شاخون مین کونپل نکلنے لگی
درختون کی صورت بدلنے لگی

بنفشہ کہین سنبلِ تر کہین
کہین سوسن و گل ہزار آفرین

گلستان مین ہر سو شمیمِ بہار
اڑی دوشِ بادِ سحر پر سوار

حسینانِ نازک ادا لالہ رو
روش پر ٹہلتے ہین ہمرنگِ بو

کنول پھول بیلے کے وہ لاجواب — وہ پھولے ہزاروں طرح کے گلاب

وہ جوہی چنبیلی کھلا سونگرا — کھلی چاندنی باغ میں جابجا

وہ گڑہل کھلا اور گیندا کھلا — وہ نرگس کھلی اور شبو کھلا

وہ پھولی نواڑی کھلے کاسنی — وہ لالہ کھلا وہ کھلی کامنی

چمن زیور گل سے زیبا نگار — وہ نوخاستہ نو عروس بہار

بھرا مے سے لالہ کا رنگین ایاغ — دہکنے لگا آتش گل سے باغ

یہ فطرت کا ہی قدرتی انتظام — کھلے پھول لاکھوں طرح کے تمام

وہ پھولوں پہ اڑتی ہوئی تتلیاں — دکھاتی ہیں قدرت کی صناعیاں

پڑے ہیں جو اس لطف سے بے خبر — جگاتی ہے انکو نسیم سحر

سبک بے بلاخیز موج باد بہار — ٹہلتی ہے جوش نمو پر سوار

اگر ہیں پھولوں پر شہد کی مکھیاں — وہ چھتوں سے جھکنے لگیں ٹہنیاں

بھری گود شاخوں کی اثمار سے — ٹپکنے لگا شہد اشجار سے

وہ گدرائے پھل رنگ لانے لگے — انار اپنے جوبن دکھانے لگے

وہ انگور وہ رس بھری لیچیاں — لٹکتی ہیں آموں میں وہ کیریاں

زمین پر وہ سبزہ ہے سرسبز ہر شجر — لدے ہیں درختوں میں فصلی ثمر

وہ نارنگیوں اور لیموں کے پھول | کہ جن سے سونگھے ہوں مست اہل عقول
وہ فصلِ ربیعی کے خرمن کے ڈھیر | جنھیں دیکھ کر ہو بحال اہل سیر
وہ صحرا کی دیکھے کوئی اب بہار | کہ پھولوں سے ہر شاخ ہے شعلہ زار
وہ پھولا ہوا ڈھاک بھی ہر طرف | لگا دے ہے اک آگ سی ہر طرف
وہ سرسوں [illegible] گل سیل | دکھاتی ہیں لطفِ ریاضِ خلیل
وہ [illegible] تیز و تند | جسے سونگھتے ہی کھلے ذہن کند
دکھاتی زمیں ہو تو کیا کیا پھبن | چمکتی ہو چاندی کی جیسے کرن
کہیں ترتیب آئی ہو یا نسب | مگر ہے ارنڈے کا جنگل قریب
عجب مست خوشبو ہے پھولوں کی شاد | ہوئی جاتی ہے دل کی حالت تباد
بہت دور وہ جھاڑیاں ہیں مگر | ہوا میں لپٹ آ رہی ہے ادھر
کہیں نیم کے پھول عطر آفریں | کہیں پھیلے کچنار کے نازنیں
کرن پھول انگور ہر لے سے شمار | دکھاتا ہے چاندی کے گھنگرو مدار
وہ ہمہمہ کے وہ سرخ گھنگچی کے پھول | املتاس در پال کنگنی کے پھول
وہ صحرا کا ہر نخل پھولا ہوا | نسیم بادِ صرصر کو بھولا ہوا
ہوا میں ہے نشو و نما کا اثر | ہیں مستی پہ وحش و طیور و بشر

دکھاتا ہی پھولون کا جوبن ابھار | امنگون پہ ہی جوشِ رنگِ بہار
نہین ہوتا یہ زورِ ہستی کبھی | کہ ہر شئے پہ چھائی ہی اک بیخودی
مین اُس شانِ قدرت پہ ہر دم نثار | دکھائی ہین جس نے کیا کیا بہار
کیے خلق لاکھون طرح کے بشر | نہین ملتین پر شکلین بایکدگر
نظر آتی ہین جتنی یہ صورتین | ہجومِ خیالات کی مورتین
نہین قیدِ صورت فقط بات ہے | یہ کچھ بھی نہین ذات ہی ذات ہے
اُسی کے کرشمے ہین یہ روز و شب | کہ اک چیز ہے دوسری کا سبب
فلک پر وہ جھل مل دکھاتی ہوئین | شعاعین پڑین جگمگاتی ہوئین
ہوئی دھوپ ٹیلون پہ جلوہ فگن | درختون کی چوٹی پہ چمکی کرن
تجلّی سے عالم ہوا فیضیاب | وہ نکلا چمکتا ہوا آفتاب
وہ تختِ رواں پر کوئی ذی حشم | اُڑا جاتا ہے شکلِ ابرِ کرم
مگر اُس کو اسکی نہین کچھ خبر | کہ مین کون ہون اور آیا کدھر
یکایک ملا ایک بابِ بلند | ہوا اُسمین داخل وہ فیروزمند

روضۃ القدس

پلا ساقیا جامِ حق الیقین | لعینہٖ لنا راح نور مبین

دئے جائے وصل ہان ای کریم — فطوبیٰ لہ فاز فوزا العظیم

ابد تک یونہین رکھہ مجھی کامیاب — ہو اللہ یعطی بغیر الحساب

تو قادر قوی و ولی کردگار — مین بندہ ترا پر گنہہ شرمسار

یہہ قدرت ہے تجھہ صانعِ پاک کو — محمدؐ سے روشن کیا خاک کو

ترے لطف سے ہی یہ سب ای نگار — بہارِ شباب و شباب بہار

یہ تیری عنایت جوانی مری — ہے کس شان کی زندگانی مری

بنایا ہمین عاشقی کے لیے — پھر اُس پر کمالات اتنی دئے

ادا شکر جن کا نہ ہوتا ابد — لک الحمد یا ذالجلال الصمد

جسے جسقدر چاہے دے اختیار — تو قادر ہے ای میرے پروردگار

ترے حکم مین ہین زمین و زمان — کوئی جائے پھر تجھہ سے بچ کر کہان

مین بندہ ہون تیرا تو معبود ہے — یہہ سب کچھہ نہین۔ توہی موجود ہے

جو پردہ اُٹھا دے تو ای ذوالمنن — تو گم ہو نگاہون سے یہہ ما و من

تو آنکھون مین یارب تجے ہی جی مین ہے — مگر لطف کچھہ بندگی ہی مین ہے

عنایت کی جس پر کرے تو نظر — مصائب کو دے اللہ کر دے ہنر

غرض نیک و بد سے نہین ہے نہاد — کہ تو ذوالمنن ہے خداوندگار

یہ سب تیری قدرت ہے اے ذوالجلال ‎ ‎ کہ ہر رنگ مین ہون عدیم المثال

پڑھایا سبق ہم کو اخلاص کا ‎ ‎ کیا مورد اس رحمت خاص کا

دیا پھر پیمبر بھی وہ اے غفور ‎ ‎ کہ جس کے لیے ہے یہ سارا ظہور

وہ احمدؐ وہ محبوب ربِ جلیل ‎ ‎ **نویدِ مسیحا دعائے خلیل**

وہی حسنِ گل عشقِ بلبل وہی ‎ ‎ غرض سب یہ افراد مین کل وہی

دیا پھر وہ مرشد بھی اے ذوالجلال ‎ ‎ جو اسوقت زمین مین بے مثال

وہ محبوبِ فرزندِ شبر حسنا ‎ ‎ سراپا وہ وارث الانبیا

وہ جلوہ نمائے کمال وصال ‎ ‎ وہ آئینہ قدرت ذوالجلال

وہ توحید وحدت کے پشت و پناہ ‎ ‎ شریعت طریقت کے وہ تکیہ گاہ

وہ مرشد مرے وہ گرامی پدر ‎ ‎ جو ہر راز سے عشق کے باخبر

شہنشاہِ دین شاہ احسان علیؒ ‎ ‎ وہ قطب مدار و فقیہ و ولی

خلافت کے رو سے بحسنِ تمیز ‎ ‎ تھے وہ نائب شاہ **عبد العزیزؒ**

اب اس سے زیادہ ہو گیا مرتبا ‎ ‎ کہ ہین عاشقِ سنتِ مصطفیٰؐ

اُنہین کا ہے یہ فیض اے ذوالمنن ‎ ‎ دیا تو نے ایسا جو استادِ فن

لقب جس نے رحمت سے پایا وحید ‎ ‎ کہ پھر کیون ہو عالم مین یکتا وحید

نثارِ محمدؐ وہ قطبِ زمن — وحید و یگانہ خدائے سخن

الٰہی وہ ملجائے ناز و نیاز — مرا مرشدِ پاک و دانائے راز

وہ عالی نسب سیدِ پاک زاد — ابد تک سلامت رہے بامراد

اُسی کی بدولت میں پہونچا یہان — کرون جسپہ قربان مکان لامکان

وہ اک شہر ہے روضۃ القدس نام — سراسر صفا جانِ خوبی تمام

مکانات اہلِ صفا کی ضمیر — نکالی ہوئی خشت ماہِ منیر

عمارات حیرت فزائے ملوک — مقامات اسرارِ اہلِ سلوک

مکانون مین نقشِ ازل کی نشست — وہ رفعت کہ ہو اوجِ اندیشہ پست

وہ دیوارین آئینہ با آب و تاب — جو دل سے اوٹھا دین دوئی کا حجاب

نہ پھر کیون ہون وہ راست ایجاد مین — کہ ہو اصلِ حق جن کی بنیاد مین

ملی آب رحمت سے عالم کی جان — گِلا یہ بنا اُس کا جب بیگمان

لگا دلِ عارفان جا بجا خشت — ہوئی صرف تحریر مین سرنوشت

پڑا سرخی مین رنگِ مہرِ جمال — سفیدی مین کافورِ صبحِ جلال

بلندی کو لازم تھی پستی جہان — تو لی عشق کی خاکساری وہان

جہان تھی مناسب نمودِ فراز — وہان صرف کی رفعتِ کبر و ناز

دیا عرض اگر جبر امید کا   تو ہے طول [illegible]

نہ کس طرح مضبوط ہون پھر جہات   ہر کرسی مکانون کی پایۂ ثبات

ہر اک کنگرہ مہرِ اوجِ کمال   ہر اک آستان عرشِ جاہ و جلال

بناءِ غریبان درِ امید   عصاے ضعیفان ستون [illegible]

محافظ ہر اک در کا پیکِ حیات   وہ ہر ایک دروازہ بابِ نجات

ہر اک گوشہ مین راز کا بند و بست   ہر اک کمرۂ خلوت [illegible]

قضا و قدر نام معمار کا   توکل وہان پشتہ دیوار کا

بھرا کوٹ کر ہر طرف رنگِ عشق   وہ شفاف دیوارین برنگِ دمشق

جو خالی رہی جاے اہلِ نیاز   بھرا اُس مین خونِ شہیدانِ ناز

مکانون مین ہر سو وہ نورِ امید   کہ بختِ سیہ بھی وہان ہو سپید

چراغِ رضا سے جو روشن ہین گھر   ہے تسلیم سے حسنِ محرابِ در

ہر اک در کی محراب مین ہی وہ خم   کہ قوسین کہا مین اُسکی قسم

مکانون مین مٹی وہی ہی تمام   کہ اُس کا خمیرِ محبت ہی نام

ہر اک طاق ہی دل کی سینی مین طاق   ہنین دوسرا ایسا بالاتفاق

وہان چوب کی جا ہین تارِ نگاہ   ہے سقفِ مکان ظلِ لطفِ الٰہ

وہین بام کو کہتے ہین اوجِ عشق / ہے زینہ اُسی بام کا موجِ عشق

نہ کیون وہ محل ہو حقیقت طراز / کہ ہو نردبان جس کا عشقِ مجاز

ہو اُس گھر مین کیا حالِ مشتاق کا / جہان فرش ہو چشمِ عشاق کا

وہان رکھتا ہے ہر مکانِ رفیع / فضائے تقرب کا صحنِ وسیع

ہر ایوان کی واہ کیا شان ہے / سعادت ہر اِک در کی دربان ہے

ہو اُس رہ مین پھر کیا نشیب و فراز / جہان فرشِ رہ ہو جبینِ نیاز

کرے کیون نہ رشک اُس گلی کا فلک / بچھائین جہان اپنی آنکھین مَلک

لکھون کیا مین اُس شہر کی آب و تاب / کہ ہو ذرہ ذرہ جہان آفتاب

ہے خالی شکایات و آفات سے / بھرا ہے وہ فخر و مباہات سے

وہان پھرنے والون کو یہہ عید ہے / کہ ہر نقشِ پا چشمِ امید ہے

یہہ گلیون مین ہے روشنی کا وفور / کہ ہر سمت جاری ہے اِک بحرِ نور

مکانون کے آگے وہ خوش وضع باغ / کہ عاشق کے سینے پہ جس طرح داغ

نسیمِ حیات اُس جگہ کی ہوا / جو مُردے کو زندہ کرے برملا

معطر یہ گلیان وہانکی تمام / کہ تازہ کرین قدسیون کا مشام

جلال و جمال اُسکے شمس و قمر / ازل اور ابد اُسکی شام و سحر

وہاں موسموں کا نرالا ہی ڈھنگ ‏— بدلتے نہیں پر بدلتی ہیں رنگ

جو گرمی ہے تو عشقِ بیدرد کی ‏— جو سردی ہے تو اک دمِ سرد کی

اسی جا تداخل وہیں اعتدال ‏— وہاں فصل کی کچھ نرالی ہی چال

دورویہ مکانات با آب و تاب ‏— ادھر کا ادھر ہے برابر جواب

عجب شہر حیرت کا گنجینہ ہے ‏— کہ جو شے وہاں ہے وہ آئینہ ہے

اگر کوئی جائے وہاں بہرِ سیر ‏— تو ہرگز نہ دیکھے وہ تصویرِ غیر

نظر اسکی جس چیز پر جائیگی ‏— تو اپنی ہی صورت نظر آئے گی

جو کچھ چاہے تو کہہ لے کوئی ہمیں ‏— ہو قد انا اللہ وہاں کچھ نہیں

عجب شہر ہے حاصلِ دو جہان ‏— کہ رہتے ہیں اربابِ وحدت وہاں

نہ دنیا سے مطلب نہ دیں سے غرض ‏— اگر ہے تو اپنے یقیں سے غرض

عجب شہر آباد معمور ہے۔ ‏— جو کونین میں فرد مشہور ہے

وہاں کچھ غمِ خیر و شر ہی نہیں ‏— حدوث و قدم کا گزر ہی نہیں

فزوں عیشِ جاوید بے حد و کد ‏— وہاں سب کو حاصل حیاتِ ابد

بری نفس سے ہے وہاں ہر بشر ‏— ہے وہ مسکنِ قدسیاں سر بسر

وہاں نقدِ رائج درود و سلام ‏— غذا انکی تسبیحِ ربِ انام

خدا کے کرم سے وہان کیا ہین
نہین تو فقط اک تمنا ہین

عجب پاک بستی عجب پاک شہر
کہ ہے سر بسر جانِ اور اک شہر

اُسی شہر کا حاکم ذو الجلال
وحید۔ واحد۔ وارثِ و بے مثال

وہ خلاق و پروردگار جہان
وہ عاشق کی روح اور عالم کی جان

رحیم کریم توی قدیر
لطیف خبیر سمیع بصیر

تجلی دہِ روئے ہستی جلیل
بہار رخِ آفرینش جمیل

بصارت دہِ چشم حق الیقین
خجستہ نگار اور آفرین

مسرت دہِ نشئہ جوششِ مل
طراوت فزائے لب برگ گل

منور کن عارض ماہ و مہر
مثبت کن سقف بام سپہر

تمنا دہِ قلب و رب جواد
مرادِ دلِ عاشق بے مراد

صفا بخشِ صبح ریاض نعیم
بہار گلستان لطف حسن قدیم

نیاز آفرین دل عاشقان
رہ و رسم سازِ نہان و عیان

وہ اوصاف مین ذات مین بے نظیر
وہ مشہور آفاق مہر منیر

اُسے سب نے دیکھا تو بے اختیار
اُٹھے حسب حکم شہ با وقار

وہ اُٹھ کر گلے سب سے ملنے لگا
طبیعت کے مانند کھلنے لگا

سہے اس درجہ گو بیخودی کا اثر | کہ اس کی بھی اُنکو نہین کچھ خبر
مگر دفعتہً خسرو بے نظیر | گیا سجدے مین پیش مہر منیر
وہ شاہنشہ کشور لامکان | امین و مبین مالک دو جہان
یہہ کہنے لگا ای مرے بے نظیر | تو اب تک رہا کس بلا مین اسیر
یہان تو جو یہہ نکلا ہے ای باصفا | مرے واسطے لیکے آیا ہے کیا
کہا اُس نے ای میرے تاب و توان | بجز عجز کے اور کیا تھا یہان
وہی نذر لایا ہے تیرا فقیر | پر اب جو ہو تیری رضا ای قدیر
یہہ سُنکر وہ سلطان رحمت پناہ | اُسے لے گیا ساتھہ با عز و جاہ
ہے اک باغ دولتسرا کے قریب | گئے مل کے اُس مین وہ دونون حبیب
کہا مہر نے ای خجستہ صفات | مفصل بیان کر تو سب واردات
اُسی عالم بیخودی مین وہ مرد | بیان کر گیا سب کا سب حال درد
اُسے ہوش تھا کب کسی بات کا | خدا جانے کس کی زبان سے کہا
جو مفہوم کل ہو گیا دل نشین | یہہ قطعہ پڑہا پیش رب بدین

قطعہ

کہا ایک دن رحمت پاک نے | کہ جس کا دو عالم مین ہمتا نہین

ریا کار ہین جتنے احباب ہین
زمانے مین اک دوست سچا نہین

مناسب ہے اب تجربہ کر کے دیکھہ
کہ جز حق کوئی پہر ٹھہرتا نہین

سبک تر وہ ہو تو مول جنسِ عشق
کہ اس سے گران کوئی سودا نہین

محبت عجب راز سر بستہ ہے
ہر اک سے کُہلے وہ سُمجھا نہین

قضا و قدر نے ہی آ کر کہا
کہ تقدیر سے کوئی چارا نہین

کہین ہے ملے بھی گر منزلِ عشق
کہ یہ عام لوگون کا رستا نہین

جسے چاہے دے منصبِ عشق حق
کچھہ اس مین کسی کا اجارا نہین

غرض دل دیا اک دلآرام کو
کہ ہے اُسکے چین اب بھی اصلا نہین

ملامت جفائین اٹھائین تمام
مگر ہان کسی کا بھی شکوا نہین

نہ سُنتی تہین جو کچھہ وہ باتین سُنین
مگر پی گیا کچھہ مین کہتا نہین

دیا تھا مجھے بھی یہ حق نے جمال
کہ اب تک کسی سے بہ جیلن کا نہین

وہ کیا لاسکے گا تابِ برقِ نظر
جسے دیدِ جانان کا لپکا نہین

ہوا جل کے وہ رنگ روغن سیاہ
وہ کُندن سا چہرہ دمکتا نہین

مرا قد ہوا سوکھکر جیسا خار
کوئی نخل یون خشک ہوتا نہین

تھی جس باغِ رخ مین حنا کی بہار
وہان نام اب تازگی کا نہین

ہوا جیسا برباد میرا جمال
گلوں کا بھی یوں رنگ اڑتا نہیں

مٹایا محبت نے اس گل کی یوں
کہ ڈھونڈو بھی اب مجھ کو ملتا نہیں

شگفتہ دلی غم سے ایسی ہوئی
کہ بار تصور بھی اٹھتا نہیں

ہم آسمان ہو کے ہو لامکان
کہاں شور فریاد پہونچا نہیں

مرے دل کو پوچھے کوئی سوز عشق
کہ حاسد بھی اس طرح جلتا نہیں

ہر اک طرح کی قابلیت بھی تھی
اسی سے معتقد کسی کا نہیں

بہر نوع ہر علم کا راز دان
مقابل مرے کوئی دانا نہیں

یہ سب فیض ہے رحمت پاک کا
کہ جاہل بھی مجھ [illegible] کیا کیا نہیں

ہوا عشق تو بے خودی آگئی
خیال تجمل کچھ اصلا نہیں

شب و روز تھیں صحبتیں چند سال
مگر یہ تو گردوں کو بھاتا نہیں

وہ راہی ہوئے جو کہ تھے علم دوست
رہے جو انہیں شوق [illegible] نہیں

وہی اب یہ کہتے ہیں اللہ کی شان
یہ پھر کیا ہے جو [illegible] وسوسہ نہیں

عمل سے ہی طالب بہت کچھ ہوئے
مگر یہ تو دستور دنیا نہیں

محبت کا کوچہ بہت پاک ہے
دلہن وصل [illegible] ملتا نہیں

جو ہوتی ہے تیغ دو پیکر اصیل
تو جوہر کسی طرح چھپتا نہیں

مگر فیضِ رحمت سے اللہ کا شکر ۔ دعا میں مرے پاس کیا کیا نہیں

بتلائے بھی اوراد دو چار کو ۔ کہ ان میں کسی طرح دھوکا نہیں

غرض جب مقاصد ہی حاصل ہوئے ۔ تو پھر کیا ہے کچھ بھی پروا نہیں

پڑھا اُس صنم پر یہی اگر نے سحر ۔ میں یہ حرفِ باطل سہی ٹوٹتا نہیں

کیا فیضِ رحمت سے اس کے دور ۔ وہاں تک گزر اب کسی کا نہیں

کسی کا نہ محتاج تھا میں مگر ۔ بجز امتحان کچھ تمنا نہیں

میں آخر مٹا کر وہ سامانِ عیش ۔ کہ جس کا کوئی دم بھروسا نہیں

گیا پیشِ احباب ہر شہر میں ۔ کسی نے بھی الفت سے پوچھا نہیں

یہہ وہ ہیں جو تھے رات دن جان نثار ۔ تسلی ہی دے کوئی اتنا نہیں

کہاں کی صفائی کہاں کا خلوص ۔ کسی کا کوئی دوست حاشا نہیں

سبھی وقت کے ہیں یہ سارے رفیق ۔ جو بگڑا کوئی ساتھ دیتا نہیں

اٹھایا غرض دل سے سب کا خیال ۔ کہ جز حق کسی کی تمنا نہیں

یہہ سوچا رہوں ایک کا ہو کر اب ۔ غرض کیا وہ اپنا ہی اب یا نہیں

ہے جب تک کہ دل میں تمنائے غیر ۔ کبھی وصلِ دلدار ہوتا نہیں

اگر عشق بھی ہو تو قدرت کے ساتھ ۔ کہاں اسکا فطرت میں جلوا نہیں

مظاہر ہی پیارے کی پیاری رہین — کہ ہر شے مین کب نور اسکا نہین

یہ نیرنگیان اور صناعیان — ان آثار قدرت مین کیا کیا نہین

یہ کس دست قدرت کے ہین یادگار — نہ جاہین یہ نہین ہم یہ زیبا نہین

مگر وسکے وہ ذات جس بات سے — خلاف اوسکے ہو کچھ یہ اچھا نہین

ہزارون اوامر کی پابندیان — تو اس سے کوئی بڑھ کے رتبا نہین

بہت سمجھاتے پہونچا مین رحمت کے پاس — ملا فیض سے اُس کی کیا کیا نہین

نہ دنیا کی خواہش نہ دین کی ہوس — جو دیکھا تو جز حق کچھ اصلا نہین

ملے وہ ثمرات جسکو ملا — بہرحال اب کچھ بھی شکوا نہین

وہ میرے معاصی وہ میرے عیوب — کہ یون حال ابتر کسی کا نہین

جو دیکھے تو رحمت سے کی پھر نظر — اب اون کا گمان تک بھی اصلا نہین

مرے حسن نیت میں ہر طرح کامل کیا — مجھے کون سا حسن بخشا نہین

کیا خاص رحمت نے پھر منظر — کوئی دوست ایسا کسیکا نہین

مجھے جو زیادہ دیا سب دیا — غرض ان کی کچھ اس مین حقا نہین

کہا مجھ سے کیون تجربہ کر لیا — کہ کوئی محبت کا پورا نہین

ذرا غور سے دیکھ حال جہان — کہ یہ جائے سیر و تماشا نہین

ہیں جتنے کہ آثارِ ہستی عیان — یہ سب نیست ہیں ہیں ہرگز نہیں

محبت اگر ہے تو ہو بے ریا — کسی کا یہ حب تیری حصہ نہیں

بہت سخت ہے الفتِ بے ریا — کوئی پاؤں اس رہ میں دھرتا نہیں

معائب کو تیرے میں سمجھا ہنر — ترے حال پر لطف کیا کیا نہیں

سبب جیسے میرے اقوال پر ہے یقین — تو شک اس کو کچھ اس سے جاتا نہیں

کہ تو عشق بازی میں ہے بے نظیر
کوئی مثل اس فن میں تیرا نہیں

نہ پھنس دامِ اہلِ ہوس میں کبھی — کہ ان کو خدا پر بھروسا نہیں

یہ ہیں اپنے ہی مطلب کے سب یار ہیں — غرض اور کچھ ان کو حاشا نہیں

سبب تجھے خود ہوا خبر اس کا اب — یہ ظاہر ہے کچھ اس میں خفا نہیں

ہیں راحت کے سب دوست بے نظیر
مصیبت میں کوئی کسی کا نہیں

کیا میں نے شرح کی سب داستان — کہ تجھ پر عیان تھا یہ رازِ نہان

مگر مصلحت سے یہی اے نگار — کہ یہ بھید ہو سب پر اب آشکار

نہ تا لوگ بھٹکیں ادھر اور ادھر — تو لکھ ہمارے قصے کو باآبِ زر

یہ قصہ سنا [illegible] ہی وید ہے — سراغ رہ عشق [illegible]

طلب کر کے فوراً دوات و قلم — کیا قصۂ عشق [illegible]

ہوا پڑھ کے خوش مہر عالی وقار — لگے [illegible] کیا [illegible]

ملا اس سے یون بات کی بات مین — کہ دو نون ہوئے ایک [illegible] مین

تعین کا پردہ اٹھا جب وہان — تو کوئی نہ حاجب رہا درمیان

تمیز و تعدد کے بھولے صفات — یہان تک نہ باقی رہی قید ذات

ہوا آ کے اراکین دولت تمام — پڑہا مہر نے وہ خجستہ کلام

[illegible] لینے لگا پھر وہ شاد — کہ اُسد وین سے ہے یہ کلام آلہ

[illegible] سمجھ کر اسے ایک بار — تو ہو وہ ولی صاحب اختیار

کہا سب نے صدقت یا شاہ [illegible] — بے شک ہو زندیق ہی بالیقین

[illegible] اس کی تاریخ بھی ہو [illegible] — کہ تا یہ رہے یادگار حضور

ہوا یون کہ [illegible] شاہ امین — کوئی قطعہ لکھدے تو اے مہ جبین

قطعہ

بحق محمد قدیم کریم — بمرشد ہو ہادی الضالین

جعلنی الہی عدیم النظیر — ولی دائمانی مرادی معین

ولا ریب یا ایہا العاشقون	امرت بارد و لسان متین
کتبت کتابا و لن تعشقوا	دلیلا الی الخیر فی کل حین

مہر تعشق حسین	فان تسئلوا انی اقول سنہ ھو اللہ ھذا کتاب مبین ۱۳۰۴ ہجری	

۱۳۰۴ ہجری قدسی

اشتہار

چونکہ اس کتاب کی ہر دو گورنمنٹ انگلشیہ اور گورنمنٹ نظام مین باضابطہ رجسٹری ہو چکی ہے اور سارے حقوق محفوظ ہین لہذا کوئی صاحب بلا باضابطہ تحریری اجازت مصنف عالیجناب قصد طبع نہ فرمائین اور جس کتاب پر مہر و دستخط شریف مصنف عالیجناب سلمہ اللہ الوہاب کے نہ ہون وہ مال مسروقہ متصور ہے

المشتہر

محمد خان مالک مطبع



عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ
العبد
دستخط و مہر